

غیر کیا ہے؟

قرآن، حدیث اور بے شمار دینی کتب سے ماخوذ غیبت کے موضوع پر واحد اور مستند کتاب جو اس گناہ کبیرہ کے ہر پہلو کو اُجاگر کر کے اس کی ہلاکت خیزی کا احساس دلاتی ہے

از افادات

حضرت مولانا محمد عبدالحی صاحب فرنگی محلی لکھنؤی

www.besturdubooks.wordpress.com

مکتبہ عارفین

رقیبہ بلڈنگ - پاکستان چوک - کراچی



عرضِ ناشر

کسی مسلمان یا غیر مسلم کے عیوب کو اس کی عدم موجودگی میں زبان، قلم، حرکات و سکنات یا کسی اور طریقے سے اس طرح بیان کرنا کہ اگر وہ سُنے تو اس کو طلال ہو، شریعت کی رو سے ”غیبت“ کہلاتا ہے لیکن اگر کوئی ایسا عیب بیان کیا جائے جو اس شخص میں موجود نہیں ہے تو ”تہمت“ اور ”بہتان“ کی تعریف میں آئے گا۔

اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے ”اپس میں ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو“ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ”غیبت گناہ میں زنا سے بڑھ کر ہے“ اس کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ اگر کسی شخص سے زنا کا ارتکاب ہو جائے اور وہ اس پر نادم ہو کر صدق دل سے توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ اس کا یہ گناہ معاف کر دیتا ہے لیکن غیبت ایک ایسا گناہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ باوجود مترتب کی ندامت اور توبہ کے اس وقت تک معاف نہیں کرتا جب تک کہ وہ شخص معاف نہ کر دے جس کی غیبت کی گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شریعت میں غیبت کو تمام کبائر سے زیادہ مہلک اور سنگین گناہ قرار دیا گیا ہے۔

احادیث نبوی کی رو سے ہم کو یہ پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ روزِ عشرِ غیبت کرنے والے کی نیکیاں اُن تمام لوگوں میں تقسیم کر دے گا جن کی اس نے غیبت کی ہوگی اور جب اس کی تمام نیکیاں ختم ہو جائیں گی تو اُن لوگوں کے گناہوں کو اس کے ذمہ منتقل کر دے گا اور اس کے بعد وہ شخص دوزخ میں ڈال دیا جائے گا جہاں وہ نہایت سخت عذاب میں مبتلا ہوگا۔

اکثر یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ ایک شخص غیبت کرتا ہے اور جب اس سے کہا جاتا ہے کہ غیبت نہ کرو تو وہ کہتا ہے ”میں تو اس شخص کا صحیح عیب بیان کر رہا ہوں یہ غیبت نہیں ہے“

افسوس کہ وہ یہ نہیں جانتا کہ یہ کہہ کر وہ دو بہت بڑے گناہوں کا مرتکب ہو گیا ہے، ایک تو غیبت اور دوسرا کفر۔ کیونکہ حرام کو حلال کہنا کفر ہے، گو کہ اس نے لاعلمی کی وجہ سے ایسا کہا تھا لیکن قانون سے لاعلمی کا عذر مجرم کو سزا سے نہیں بچا سکتا، اسی لاعلمی کی بنا پر آج کل بے شمار مسلمان جن میں عورتوں کی تعداد زیادہ ہوتی ہے، غیبت کو ایک معمولی بات سمجھ کر اس گناہ کبیرہ کے مرتکب ہو رہے ہیں اور اپنے لئے دوزخ کی راہ ہموار کر رہے ہیں۔

مسلمانوں کی یہ حالت دیکھ کر حضرت مولانا محمد عبدالحی صاحب فرنگی علی لکھنوی کے دردمند دل نے یہ محسوس کیا کہ غیبت کے موضوع پر ایک کتاب تصنیف کی جائے جس کے فوریہ مسلمانوں کو غیبت کے تباہ کن سنگین نتائج سے آگاہ کیا جائے لہذا موصوف نے قرآن، حدیث اور بیشمار دینی کتب سے (جن کی تفصیل درج کتاب ہے) غیبت کے موضوع پر بکھرے ہوئے مواد یکجا کر کے ”وزجر الشبان والشیبہ عن ارتکاب الغیبة“، کو تصنیف کیا جس کی زبان اور بیان میں اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے ایسی تاثیر اور دلکشی عطا فرمائی کہ قاری کا ذہن اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا اور اس کے دل میں اس گناہ سے بچنے کا جذبہ اپنی پوری طاقت سے ابھرتا ہے۔

اس کے مطالعہ سے قاری کو یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ غیبت کیا ہے؟ اس کا گناہ کتنا منک ہے؟ ہم اس گناہ سے کیسے بچ سکتے ہیں؟ اور اگر یہ ہم سے سرزد ہو جائے تو کیا کرنا چاہیے؟ کن حالات میں شریعت نے اس کی اجازت دی ہے؟ اگر یہ تمام باتیں آپ معلوم کرنا چاہتے ہیں تو آپ کے لئے اس کتاب کا مطالعہ ناگزیر ہے، لہذا ہماری گزارش ہے کہ آپ اس کارآمد اور مفید کتاب کو ضرور پڑھیں اور خالص پر اپنے گھر کی مستورات کو پڑھنے کے لئے دیں۔

ہماری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کتاب سے استفادہ کرنے کی توفیق دے اور صاحب تالیف کو جنہوں نے نہایت کاوش اور جانفشانی سے یہ کتاب مرتب کی ہے اسی دینی خدمت کے صلے میں اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین

ناشر

ادب منزل، پاکستان چوک کراچی

فہرست

نمبر صفحہ	عنوان	نمبر صفحہ	عنوان
۳۳	غیبت کان	۳	عرض ناشر
۳۴	غیبت دل	۱۱	عرض مؤلف
۳۵	غیبت قلم	۱۲	مزوری اشارات
۳۷	تیسری فرع	۱۳	پہلی اصل
۳۸	غیبت کی درست صورتیں	۱۴	فرع اول
۳۹	شکایت ظلم با حاکم بالا	۱۵	غیبت کی تعریف
۴۰	غیبت اصلاح محبوب	۱۶	فرع دوم
۴۱	اطاعت والدین	۱۷	تقاسیم غیبت
۴۲	سلام کا جواب	۱۸	مسلمان کی غیبت، غیبت ذمی، غیبت حربی
۴۳	ممانعت نوحہ	۱۹	مردوں کی غیبت
۴۴	سلام میں سبقت کرنے کی فضیلت	۲۰	غیبت عاقل بالغ
۴۵	اہم کو لمبی قرأت کی ممانعت	۲۱	غیبت دیوانہ
۴۶	محصول شرم کی غرض سے غیبت	۲۲	غیبت بدن
۴۷	غیبت بغرض استغفار	۲۳	غیبت لباس
۴۸	غیبت بغرض اطلاع حال	۲۴	غیبت نسب، غیبت عادات
۴۹	غیبت فاسق ملعن	۲۵	غیبت عبادات
۵۰	غیبت بغرض حفاظت	۲۶	غیبت معاصی
۵۱	بے حیا کی غیبت	۲۷	غیبت صراحت و حکایت
۵۲	غیبت، بھڑکھڑت و افسوس	۲۸	غیبت اشارہ
۵۳	مجمول آدمی کی غیبت	۲۹	غیبت تعریضاً، غیبت زبان
۵۴		۳۰	
۵۵		۳۱	
۵۶		۳۲	

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۷۰	صحابہ کی غیبت اور حضورؐ کی تنگی	۶۰	مشورہ لقب بد کا ذکر، غیبت بغرض تقویت دین
۷۱	معاشرہ کی غیبت پر حضرتؐ کی تعریف فرمائی	۶۱	غیبت بغرض عبرت
۷۲	زمانی حد شرعی کے بعد گناہ مٹا ہے یا نہیں؟	۶۲	معاویہ بن یزید کا ترک سلطنت
۷۳	حضورؐ کا منافقوں کو مسلمانوں کی غیبت سے منع فرمانا	۶۳	فضیلت درود شریف
۷۴	درجہ تخصیص منافقین	۶۴	نصیحت کثرت درود شریف
۷۵	ذکر حالات شتر	۶۵	مال کی نافرمانی اور بیوی کی تابعداری کا انجام
۷۶	غیبت زمانے بڑھ کر ہے	۶۶	جنت مال کے قدموں کے نیچے ہے
۷۷	ابراہیمؑ کا ایک واقعہ	۶۷	عورتوں سے مشورہ کی ممانعت
۷۸	ایک جوان کا ابنِ اَبَرّار کے پاس کرکٹ کھانا	۶۸	اہلِ حسن کا قول کہ بیوی کی اطاعت نہ کی جائے
۷۹	نے بڑا گناہ مین زنا کیا ہے اور ان کا جواب	۶۹	حضرتؐ کا ارشاد کہ عورتوں کی مخالفت کرو
۸۰	شیخ سحریؒ کو اپنے والد کی نصیحت	۷۰	حضرت آدمؑ کی نصیحت کہ عورتوں کے کہنے پر چلو
۸۱	سفر حج میں غیبت نہایت گناہ ہے	۷۱	عورتوں پر بے عقل ہونے کا طعن نہ کرو
۸۲	اس زمانہ میں حاجیوں کا حال	۷۲	نادست غیبت کی تعریف
۸۳	غیبت زمانے بدتر ہے	۷۳	چوتھی قسم
۸۴	نصیحت یحییٰ بن معاذ الرازی	۷۴	احکام و احادیث و اخبار متعلق ممانعت غیبت
۸۵	کامل مسلمان کون ہے؟	۷۵	بیان حرمت غیبت
۸۶	کعبہ اجماع کے قول کا بیان	۷۶	اس زمانہ میں ہر طرح کی بلا میں غیبت کی وجہ سے ہیں
۸۷	حضرت عمرؓ کا فرمان کہ غیبت مرض ہے	۷۷	ذکر آیت حرمت غیبت
۸۸	آیت حرمت غیبت	۷۸	آنحضرتؐ کا غیبت کو مثل گوشت کھانے کے کرنا
۸۹	قیامت میں غیبت کرنے والے سے کیا سزا ہوگی؟	۷۹	درجہ تشبیہ غیبت گوشت کھانے سے
۹۰	حضرت قتادہؒ کی نصیحت	۸۰	غیبت کرنا حضرت زیدؓ کی اور حضورؐ کے حکم سے سخت
۹۱	قرآن کا تہائی عذاب غیبت سے ہوتا ہے	۸۱	مسجد میں غیبت سے عتاب زیادہ ہوتا ہے
۹۲	غیبت کی حرمت اور بدگمانی کا بیان	۸۲	مسجد کی تعلیم نہ کرنا

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۹۴	جھوٹ کو گناہ صغیرہ سمجھنا نادانی ہے	۸۳	بدگمانی کرنے والوں کی برائی
"	داؤدؑ طائی کا غیبت سے منع کرنا	۸۴	حضرت ابن عباسؓ کی نصیحت
۹۵	ذکر حلم و غضب	"	ایاس بن معاویہؓ کا عجیب طور سے روکنا
۹۷	رسول اللہؐ کی آخری وصیت	"	حضرت زین العابدینؓ کی نصیحت
۹۹	نصائح فضیل بن عیاض	۸۵	کتوں سے تشبیہ دینے کی وجہ
۱۰۲	سفر آخرت کی استعداد کا ذکر	"	غیبت فاسقوں کی مہمانی ہے
۱۰۴	صحابہ رضی اللہ عنہم کا طریقہ	"	غیبت عورتوں کی چراگاہ ہے
"	بسیب غیبت نزول بلا مرتا ہے	۸۷	امام ابو حنیفہؒ نے کبھی غیبت نہ کی
۱۰۵	ذکر حالات علماء و جلا و زماۃ	"	جہنم میں غیبت کرنے والوں کو خارش ہوگی
۱۰۶	اہل زمانہ کو نصیحت	"	تفسیر ویل ٹھکلی
۱۰۸	ترک غیبت کا تمام دنیا سے بہتر پھوٹنا	"	درویشانؒ کا طریقہ کی عجیب طریقہ سے نصیحت
۱۰۸	نظر حرام کے سلسلے میں اہل زمانہ کی عادت	۸۸	حضرت ابن عمرؓ کا غیبت کو نفاق کہنا
۱۰۹	بحیدہ کھولنے کی برائی	۸۹	نفاق اہل زمانہ
۱۱۰	جھوٹ بولنے کی ممانعت	"	تقریر مؤلف بعض حضرات سے
۱۱۱	ذکر حسن خلق	۹۰	مزاح غیبت سے بہتر ہے
۱۱۲	رسول اللہؐ کے خلقِ عظیم کا ایک نمونہ	"	حضرت حذیفہؓ کا غیبت کو نفاق کہنا
۱۱۳	نصیحت اہل زمانہ و طریق اہل زمانہ	۹۱	حدیث حرمت غیبت
۱۱۵	غیبت اور غیب میں فرق	"	سعدیؒ کو ان کے استاد کی نصیحت
"	ترک غیبت عبادت سے افضل ہے	۹۲	آیت حرمت غیبت
۱۱۷	زبان کی استقامت اور عدم استقامت	"	ہر سچی بات میں بھی قسم کھانا منع ہے
۱۱۹	غیبت زنا سے بدتر ہے	"	اہل زمانہ بھیڑیے سے بھی بدتر ہیں
۱۲۳	ذکر تدابیر اور تباعض وغیرہ	۹۳	ہر لٹاک منظر
۱۲۷	پانچویں فروع غیبت کے نقصانات	"	غیبت کے بارے میں حاکم احمد کا ارشاد
"	دعا کا قبول نہ ہونا	۹۴	

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۲۷	حضرت و سید بن منہ کا ارشاد	۱۲۸	نیکیوں کا نامہ اعمال سے کم ہونا
۱۲۸	نصائح حاتم اصم	۱۳۱	بدریں کا نامہ اعمال میں زیادہ ہونا
۱۵۰	خدا تعالیٰ کی مخالفت	۱۳۴	نیکیوں کا قبول نہ ہونا
"	حاتم کی ایک جامع نصیحت	۱۳۵	قیامت میں ارباب حقوق کی فریاد
"	حضرت لقمان کی نصیحت خاص	۱۳۶	زوجہ بد سے ترک تعلق اور حال اہل زمانہ
۱۵۲	جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت	۱۳۸	شدت حساب
"	کراہت روزہ	۱۴۰	خشیت الہی سے اہم صاحب کا بیہوش ہونا
"	حضرت مجاہد کا ارشاد	۱۴۱	قیامت میں حسرت و ندامت کا لاحق ہونا
"	حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا غیبت کی وجہ سے اعادہ صوم کا حکم فرمانا	۱۴۲	ابو سلیمان و رانی کا جواب
"	غیبت سے روزہ نہیں ہوتا	۱۴۳	اہل زمانہ کی غفلت کا حال
۱۵۳	غیبت مفسد صوم ہے	"	قیامت میں غیبت کر نیوالے کا مردہ گوشت کھانا
۱۵۴	وجہ عدم قبولیت روزہ	۱۴۴	قیامت کے روز اپنا گوشت کھانا
۱۵۵	غیبت سننے کے بعد نفی کا پیدا ہونا	"	قیامت کے روز اپنے بدنوں کو نوچنا
۱۵۶	بھید کھونا	"	جہنم میں مرضِ خارشٹ میں مبتلا ہونا
"	امام غزالی کا ارشاد	"	جنت میں سب بعد اود جہنم میں سب پہلے جانا
"	حضرت عمرؓ کا فرمان	۱۴۵	آخرت میں بندر ہونا
"	وضو کا بسبب غیبت کے ناقص ہونا	"	غذاب قبر کا زیادہ ہونا
"	چھٹی فرع	"	صفت نفاق پیدا ہونا اور مثل منافقین کے ہوجانا۔
۱۵۷	نرک غیبت کے فائدوں کا بیان	"	اعتماد کا چلا جانا
"	مسائروں کا گوشت کھانے سے بچنا	۱۴۶	مسلمانوں پر ظلم کرنا
۱۵۸	زنا کے گناہ سے بچنا	"	اللہ تعالیٰ کے دشمن یعنی ابلیس کا نہایت خوش ہونا

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۵۸	روزہ کا خراب نہ ہونا	۱۵۸	خیل خور کے ساتھ برتاؤ
۱۵۹	وضو کا باقی نہ رہنا اور مکروہ پہنچانا	۱۵۹	پہلے سبب کا دوسرا علاج
"	ابراہیمؑ تابعی کا ارشاد	"	پہلے سبب کا تیسرا علاج
"	حضرت عائشہؓ کا ارشاد	"	پہلے سبب کا چوتھا علاج
"	حرام سے بچنا	"	امام اعظمؒ کی خداترسی اور ان کا علم
۱۶۰	زبان کے زخم سے محفوظ رہنا	۱۶۰	جرمنہ کے سامنے گالی دے اس پر
"	ندامت سے بچنا	"	خفا ہونا اور اس کے پیچھے اس کی غیبت
۱۶۱	حضرت لقمانؑ کا اپنے مولیٰ کو حکمت آمیز جواب	۱۶۱	کرنا منع علاج
۱۶۲	حضرت لقمانؑ کا ارشاد	۱۶۲	غیبت کے سبب سے غیبت کرنا
"	زبان کے گناہ کبیرہ سے نجات پانا	"	فضیلت احسان
"	اور بدی زبان سے سالم رہنا	۱۶۳	خادموں پر احسان کرنا منع علاج
۱۶۳	انسان کی عمر اور اس کے زمانہ کا ذکر	"	متکبر نسب اور اس کا علاج
۱۶۴	مردار گوشت کھانے سے بچنا	۱۶۴	کھتے کی پیدائش کا واقعہ
"	قیامت کے روز حسرت و افسوس	۱۶۵	متکبر نفسی کے دفع کی نصیحت
"	سے نجات پانا	"	متکبر کرنا حسن و جمال میں
۱۶۵	ساتویں فرقہ	۱۶۵	حرکات و سکناات اور عقل و تمیز میں متکبر کرنا
"	غیبت کے اسباب اور اس کے چھوڑنے کا علاج	۱۶۶	کثرت عبادت پر متکبر اور
"	غصہ اور غضب	۱۶۷	اس کا علاج
"	دنبروی امور میں غصہ کرنا	"	مدار نجات حسن خاتمہ پر
"	پہلے سبب کا دُفعیہ اور اس کا علاج	۱۸۴	ہمنشینوں کی موافقت کرنا
"		۱۸۵	موافقت علماء و سودا اور اس کا علاج
"		۱۸۶	علم کے موافق عمل نہ کرنے کی برائی

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۰۲	آٹھویں ذریعہ	۱۹۱	علماء بے عمل کو نصیحت
"	غیبت کا کفارہ	۱۹۳	حسد اور اس کا علاج
۲۰۳	تحقیق	۱۹۴	خدا کے فضل اور کرم پر اعتماد کرنا
۲۰۴	لطیفہ	"	سبب بغض اور اس کا علاج
"	نصیحت	۱۹۵	خجاست بغض
۲۰۹	ذہبی ذریعہ	۱۹۶	استہزاء کرنا
"	غیبت کے معاف کرنے کا بیان	"	بدگمانی رکھنا
"	حکایت	"	سلاطین دنیا کے نزدیک اپنی
۲۱۱	دوسری اصل	۱۹۷	عزت بڑھانا
"	غیبت سننے کی برائیاں	۱۹۹	مسلمان کو ذلیل کرنے کی نیت
"	مسلمان بھائی کی غیبت دفع کرنے اور	"	اپنی صفائی چاہنا
۲۱۲	اس کی مدد کرنے کی فضیلت	"	نفس کی خوشی اور لوگوں کو مہمانے
۲۱۷	اختتام	۲۰۰	کے واسطے اور عورتوں کی دل لگی کے
۲۱۹	مرثیہ حالات عبرت آیات	"	واسطے غیبت کرنا
۲۲۳	تمت بالآخر	"	✽ ✽





عرض مؤلف

حَاصِدًا اَقْدَمَ مَصْلِيًّا وَمُسَلِّمًا : اُمید دار رحمت پروردگار غنی محمد عبدالحی لکھنوی
 ابن مولانا الحاج الحافظ محمد عبدالحلیم مدظلہ العظیم کہتا ہے کہ اس زمانے میں جب میں نے
 دیکھا کہ سب گناہوں سے زائد لوگ غیبت میں مبتلا رہتے ہیں اور عوام و خواص سب اس کو چھوٹی
 سی بات سمجھتے ہیں، حالانکہ اس سے صغائر و کبائر کی طرف میلان ہوتا ہے اور دنیا و آخرت میں
 نقصان پہنچتا ہے اور کوئی رسالہ اس باب میں میری نظر سے ایسا نہیں گذرا جو موجب رہنمائی ہو،
 تو میرا ارادہ ہوا کہ اس موضوع پر ایسا رسالہ لکھوں جو عوام و خواص کیلئے مفید
 ہو، اور لوگ شیائیں کی طرف سے پیدا کئے جانے والے شبہات سے محفوظ رہ سکیں،
 چنانچہ میں نے اس رسالہ کو تالیف کیا اور اس کا نام زجر الشبان والشیبة عن
 ارتکاب الغیبة رکھا اور اس کو ”دو اصل“ پر مرتب کیا،

پہلی میں غیبت کرنے کا اور دوسری میں غیبت سننے اور مجلس غیبت میں شریک ہونے کا ذکر کیا،
 لیکن بعد میں لوگوں کی سہولت کے پیش نظر اس رسالہ کو ”غیبت کیا ہے؟“ کے نام سے موزوم کو دیگیا۔
 اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ اللہ تعالیٰ اس ادنیٰ سی خدمت کو قبول و منظور فرمائے۔

بندہ کا محمد عبدالحی لکھنوی



ضروری اشارات

اس کتاب میں ہر مطلب کے واسطے کتب احادیث اور کتب قصص و سلوک سے احادیث و حکایات اور آثار و اقوال تحریر کئے گئے ہیں اور اس کے ساتھ چند التزامات یہ کئے گئے ہیں کہ:

(۱) جہاں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول منقول کیا وہاں لفظ ”حدیث“ سے اشارہ کر دیا ہے۔

(۲) جہاں کوئی قصہ لکھنے کی ضرورت ہوئی خواہ وہ قصہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں واقع ہوا ہو یا اس کے بعد وہاں لفظ ”حکایت“ لکھ دیا۔

(۳) جب کسی صحابی رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا تو اس سے پہلے لفظ ”اشر“ لکھ دیا۔

(۴) جہاں کسی تابعی یا کسی زاہد کا قول آیا تو اس کو بلفظ ”ادشاد“ تعبیر کیا۔

(۵) انبیاء علیہم السلام کے اقوال کے لئے لفظ ”اصلاح“ لکھا۔

(۶) جب قرآن مجید کی آیات تحریر کرنے کی ضرورت پڑی تو اس سے قبل لفظ ”آیۃ“ لکھ دیا۔

(۷) اگر اس زمانے کے لوگوں کا حال بیان کرنا چاہا تو وہاں لفظ ”نصیحت“ موزوں سمجھا۔

(۸) عمدہ قصہ کو لفظ ”لطیفہ“ کے عنوان سے بیان کیا۔

(۹) اگر کوئی دلیل بطور رد یا اعتراض یا کوئی مسئلہ بیان کرنا مقصود ہوا تو اس کے لئے لفظ ”دقیقہ“

تحریر کیا گیا۔

(۱۰) کسی حدیث، قول صحابی یا آیت کریمہ کا صرف مفہوم دینا مقصود ہوا تو لفظ ”ہدایت“ تحریر کیا۔

(۱۱) اور دیگر متفرقات کے لئے کبھی لفظ ”فاصلہ“ اور کبھی لفظ ”تنبیہ“ لکھ دیا۔

کتاب کے مطالعہ کے لئے یہ اشارات پیش نظر رہیں تو قاری حضرات مضمون کی افادیت کو سمجھنے

میں کامیاب ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ عمل کی توفیق بخشے۔ آمین۔



پہلی اصل

فرع اول

غیبت کی تعریف

غیبت کیا ہے؟ شریعت کے نزدیک غیبت یہ ہے کہ کسی کے بُرے وصف کو اس کی عدم موجودگی میں اس طور پر بیان کرے کہ اگر وہ سُن لے تو اُس کو طال ہو،

خواہ زبان سے بیان کرے یا بذریعہ قلم یا بذریعہ اعضا یا کسی اور طریقہ سے خواہ وہ کافر ہو یا مسلم اور اگر ایسا عیب بیان کیا جو اس میں نہیں تو یہ تممت اور بہتان ہے، اس باب میں چند احادیث اور آثار ذکر کئے جاتے ہیں جن سے یہ امر صاف طور پر ثابت ہوتا ہے۔

حکایت: ایک پستہ قد عورت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئیں جب وہ چلی گئیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کے پستہ قد ہونے کا عیب بیان کیا، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے عائشہ رضی اللہ عنہا تم نے اس عورت کی غیبت کی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے اُس کا کوئی خلاف واقعہ عیب بیان نہیں کیا، البتہ میں نے اُس کا پستہ قد ہونا بیان کیا ہے اور یہ عیب اُس میں ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسرے فرمایا، اے عائشہ رضی اللہ عنہا! اگرچہ تم نے سچی بات کہی، لیکن جب تم نے اُس کا بُرا عیب یعنی پستہ قد ہونا بیان کیا تو یہی غیبت ہو گئی۔ (اس کو فقیر البرالیٹ نے باب الغیبت میں بیان کیا ہے)۔

ارشاد: ابراہیم تابعیؒ فرماتے ہیں: ”اذا قلت فی الرجل ما فیہ فقد اغتبتہ و ان قلت ما لیس فیہ فقد بہتہ“ ترجمہ ”جب تو نے کسی کا عیب بیان کیا جو اس میں ہے

تو کونے اس کی غیبت کی اور اگر کسی کا عیب بیان کیا جو اس میں نہیں ہے تو یہ ہمت ہوئی۔
(اس کو امام محمدؒ نے کتاب الآثار میں بیان کیا ہے)۔

حکایت: ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے پوچھا کہ کیا تم لوگ غیبت کو جانتے ہو؟ صحابہؓ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ جانتا ہے اور آپؐ ہم لوگوں کو معلوم نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ذکر اکاذیب بیا کیجئے۔
”غیبت اپنے بھائی کے عیب ذکر کرنے کا نام ہے جسے وہ سُنے تو رنجور ہو جائے۔“ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر وہ عیب اس بھائی میں موجود ہو کیا تب بھی غیبت ہے، حضورؐ نے فرمایا اگر تم کسی کا صحیح عیب بیان کرو تو غیبت ہے اگر تم نے وہ عیب بیان کیا جو اس میں نہیں ہے تو یہ بہتان ہے۔
(اس کو امام بغویؒ نے تفسیر معالم التنزیل میں روایت کیا ہے)۔

لطیفہ: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھائی کے لفظ سے اس طرف اشارہ فرمایا ہے کہ جس کی تم لوگ غیبت کرو گے اگرچہ وہ تم سے قرابت نہ رکھتا ہو لیکن فی الحقیقت وہ تمہارا بھائی ہے، اس کے تین اسباب ہیں، ایک یہ کہ تمہارے ادران کے جدِ اعلیٰ حضرت آدم علیہ السلام علیہ السلوۃ والسلام ہیں۔ دوسرے یہ کہ ان کی اور تمہاری جدِ اعلیٰ یعنی خوالی نبی علیہ السلام علیہ السلوۃ والسلام ایک ہیں تیسرے یہ کہ وہ اور تم دونوں مسلمان ہو اور سب مسلمان باہم بھائی بھائی ہیں لہذا جس طرح اپنے حقیقی بھائی کی غیبت کرنے سے آدمی حتی الامکان بچتا ہے اور اس کو ذلیل نہیں کرتا اسی طرح لازم ہے کہ کسی کا عیب بیان نہ کرے، کیونکہ ہر مومن بھائی ہے۔

حکایت: ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: والغیبة ان تذکر الموءمنا فیہ ترجہ ”غیبت یہ ہے کہ آدمی کسی کے ایسے عیب کو ذکر کرے جو اس میں موجود ہو“ صحابہؓ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم تو یہ سمجھتے تھے کہ کسی کے خلاف واقعہ عیب کو بیان کرنا غیبت ہوگا، آپؐ نے فرمایا کہ یہ تو بہتان ہے۔

(اس کو عبد بن حمید نے روایت کیا ہے اور سیوطی رحمہ اللہ در منثور میں نقل کیا ہے)۔

تنبیہ: رد موعومات عوام، اس زمانے میں کیا عوام کی خاص سب غیبت میں مبتلا ہیں اور یہ نہایت قبیح فعل ہے، ہر شخص اپنے اپنے نفس کے مطابق غیبت کی الگ الگ ترقی بیان کر رہا ہے

مسلمانو! ذرا سوچو تو دل میں پھنسے ہو کس طرح آبِ گل میں !
 بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ غیبت کسی کے ایسے اوصاف بد بیان کرنے کو کہتے ہیں، کہ اس کے سامنے
 نہ کہہ سکیں، اور اگر ایسے عیوب بیان کئے جو سامنے کہہ سکتے ہوں تو غیبت نہ ہوگی، حالانکہ ایسا نہیں ہے۔
حکایت : راقم الحروف نے ایک ایسے شخص سے جو غیبت کر رہا تھا کہا کہ، جناب کیوں
 غیبت کرتے ہو؟ اور لوگوں کے عیوب بیان کرتے ہو، چونکہ وہ بد اعتقاد تھا کہنے لگا ہم اس شخص
 کے سامنے اس کے عیوب بیان کرنے میں جھجکتے نہیں ہیں بلکہ اس کے سامنے بھی بیان کر سکتے ہیں پس
 یہ غیبت نہیں، حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

تفہیم : جو احادیث غیبت کی تشریف میں وارد ہوئی ہیں اور سابقاً منقول ہیں ان میں
 یہ قید ہرگز نہیں ہے کہ وہ عیوب اس کے سامنے بیان کر سکے یا نہ کر سکے، بلکہ عام ہے اس سے
 کہ جب کسی کا عیب اس کی عدم موجودگی میں بیان کیا تو غیبت میں مبتلا ہوا، اس کے علاوہ اگر کوئی
 بزرگ کسی چھوٹے کے عیوب کو بیان کرے تو اس مفہوم کی بنا پر جو عام لوگ بیان کرتے ہیں لازم آتا
 ہے کہ یہ غیبت ہو کیونکہ بزرگ (بڑا) چھوٹے سے نہیں ڈرتا جو اس کے پیچھے کہتا ہے اسی کے
 سامنے بھی کہہ سکتا ہے قاعدہ دایا اولی الالبصار۔

شبہہ : بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ غیبت کسی کے ایسے اوصاف بد ذکر کرنے کو کہتے ہیں جو
 اس میں نہ ہوں، لیکن اگر کسی کی بُرائیاں سچ سچ بیان کیں تو یہ غیبت نہ ہوگی، حالانکہ یہ بھی درست
 نہیں، بلکہ ابھی مذکورہ احادیث سے دریافت ہو چکا ہے کہ یہ صودت بتان کی ہے، لہذا ان لوگوں
 کا یہ قول شارح علیہ السلام کے بالکل برعکس ہے۔ فافہموا۔

شبہہ : بعض لوگ یوں کہتے ہیں کہ غیبت کسی ایسے اوصاف بد ذکر کرنے کو کہتے ہیں جو کسی
 کو معلوم نہ ہوں، لہذا اگر کسی کے وہ عیوب بد بیان کئے جو مشہور ہیں تو غیبت نہ ہوگی، اسی لئے
 جب ان سے کہو کہ تم کیوں غیبت کرتے ہو تو جواب دیتے ہیں کہ یہ غیبت نہیں ہے، کیونکہ جو عیوب
 ہم بیان کرتے ہیں وہ پوشیدہ نہیں ہیں سب لوگ ان سے واقف ہیں، ایسا نہیں ہے کہ یہ ہمارے بیان
 کرنے سے جانیں گے۔ یہ بھی محض ان لوگوں کی غلط فہمی ہے کیونکہ جب کسی کا عیب بیان کیا خواہ وہ
 عیب مشہور ہو یا پوشیدہ غیبت مہجائے گی، لیکن اگر وہ عیب مشہور نہیں ہے جو اس نے بیان کیا تو اسے

نہ اور بزرگ چھوٹے کی اصلاح کی نیت ہی سے کہتا ہے اسے ذیل کرنے کے لئے نہیں۔ معصوم

دو گناہ ہوں گے، ایک غیبت کا اور دوسرا افتشائے عیب کا۔

اور اگر وہ عیب جو اس کی غیبت میں بیان کیا مشہور ہے تو اس صورت میں فقط غیبت ہوگی افتشائے عیب نہ ہوگا، ایسی صورت میں ایک گناہ (غیبت کا) ضرور ہوگا۔

رہی یہ بات کہ ایسا عیب (جو ظاہر و مشہور ہو) غیبت کیوں کہ ہوا؟
سو اس کا جواب اسی رسالہ کی پہلی حکایت میں گذر چکا جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ایک عورت کے پستہ قدر کے عیب کے بیان کرنے سے منع فرمایا؛
اور فرمایا

”اے عائشہ رضی اللہ عنہا تم نے اس عورت کی غیبت کی، کیونکہ اس کے بُرے عیب یعنی پستہ قدر ہونے کا بیان کیا۔“

فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۖ



تقسیم غیبت

اس فرع کو چھ حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے
پہلی تقسیم

اس تقسیم کی تین قسمیں ہیں جو درج ذیل ہیں :

۱۔ مسلمان کی غیبت | ایک مسلمان کی غیبت یہ حرام قطعی ہے چنانچہ قول خداوندی
وَلَا يَغْتَبِ بَعْضُكُم بَعْضًا "تم میں سے کوئی

کسی کی غیبت نہ کرے۔"

اسی باب میں وارد ہے کیونکہ "حکم" کی تفسیر مسلمانوں کی طرف راجع ہے آیت کے معنی یہ ہوئے
کہ مسلمان کسی مسلمان کی غیبت نہ کرے۔

۲۔ غیبت ذمی | دوسرے غیبت ذمی کی معنی ان کافروں کی جو دارالاسلام میں تابع ہو کر
رہتے ہوں یہ غیبت بھی حرام ہے کیونکہ جب کافر مسلمان کا تابع ہو گیا تو
وہ جان و مال اور عزت میں اہل ایمان کی مانند ہو گیا، تو جس طرح مسلمان کی عزت و بڑی حرام ہے
اسی طرح ذمی کی بھی حرام ہوگی، چنانچہ اس مسئلہ کی تصریح در مختار وغیرہ میں موجود ہے۔

۳۔ غیبت حربی | تیسری غیبت حربی کی معنی اس کافر کی جو اہل اسلام کے تابع نہیں ہے،
اس کا حکم کتب فقہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ غیبت درست ہے کیونکہ جب
فاصل کی درست ہے تو کافر حربی کی بطریق اولیٰ درست ہوگی۔

دقیقہ: صاحب تفسیر کبیر ولا یغتب بعضکم بعضا کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ کافر کی
غیبت درست ہے، تو شاید ان کی مراد حربی ہوگا۔ واللہ اعلم

دوسری تقسیم

ایک غیبت زندہ آدمی کی اور دوسری غیبت مَرْدے کی،

مَرْدوں کی غیبت | جس طرح زندوں کی غیبت حرام ہے اسی طرح مَرْدوں کو گالی دینا اور اُن کو برا کہنا، ان کے عیوب بیان کرنا اور ان کی غیبت کرنا حرام ہے

چاہے وہ زندگی میں گناہوں میں مبتلا رہے ہوں اور اپنا وقت برباد کرتے رہے ہوں بلکہ اس باب میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت تاکید فرمائی ہے۔

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِذَا مَاتَ أَحَدُكُمْ فَدَعُوهُ وَلَا تَقْعُوا فِيهِ تَرْجِمُهُ "جب تم لوگوں میں سے کوئی شخص مر جائے تو اس کو چھوڑ دو اور اس کی غیبت نہ کرو۔" (اس کو ابو داؤد نے کتاب البر والصلہ میں روایت کیا ہے)۔

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا تَسْبُوا الْأَمْوَاتَ فَإِنَّهُمْ أَفْضُوا إِلَى مَا قَدْ مَوَاتُوا تَرْجِمُهُ "جو لوگ مر گئے ہیں ان کو گالی نہ دو کیونکہ جو اعمال انھوں نے کئے ہیں اس کی سزا تک پہنچے ہیں" (اس کو ابی جان نے روایت کیا، اور عبد الغنی منذری نے کتاب التزغیب تہذیب میں نقل کیا ہے)

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِذَا كُرِيَ عَاصِمٌ مَوْتًا كَرِهَ وَكَفَرُوا عَنِ مَسَادِيهِمْ تَرْجِمُهُ "تم مَرْدوں کے اچھے اوصاف کو بیان کرنا اور برائیوں سے زبان کو روکنا (ابو داؤد) دقیقاً: راقم الحروف کہتا ہے کہ اگر احادیث سے قطع نظر کر دو تو عقل بھی اس بات کو کہتی ہے کہ مَرْدوں کی غیبت جائز نہیں ہے اس کی چار وجہیں ہیں، ایک وجہ یہ ہے کہ مَرْدے زندوں کی غیبت نہیں کر سکتے لہذا زندوں کو بھی چاہیے کہ مَرْدوں کی غیبت نہ کریں اور نہ ہی ان کو تکلیف دیں۔

حکایت: حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر قبروں کے پاس بیٹھا کرتے تھے اور مقبروں میں اکثر جایا کرتے تھے، لوگوں نے اس کی وجہ پوچھی، انھوں نے بیان کیا میں ایسے لوگوں کے پاس بیٹھتا ہوں جو آخرت کی یاد دلاتے ہیں اور جب میں چلا آتا ہوں تو میری غیبت نہیں کرتے برخلاف زندوں کے (یہ حکایت احیاء العلوم کتاب الاموات میں ہے)۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ مَرْدوں سے زندے فائدہ حاصل کرتے ہیں، مَرْدوں کے دیکھنے اور ان کے پاس بیٹھنے سے آخرت یاد آتی ہے اور دنیا فانی معلوم ہوتی ہے، لہذا زندوں کو چاہیے کہ وہ بھی

مردوں کو فائدہ پہنچائیں اور ان کی نیکی کا بدلہ دیں، یعنی جس طرح مُردوں کی زبان رُکی ہوئی ہے، زندے بھی اپنی زبان روکیں اور ان کو تکلیف نہ دیں۔

حکایت: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے پوچھا کہ آپ مقابلہ میں کس واسطے اکثر جاتے ہیں، جواب دیا کہ اہل مقابلہ آخرت کو یاد دلاتے ہیں اور اس طرح ہمیں فائدہ پہنچاتے ہیں، ہمارے شکایت بھی نہیں کرتے اسی واسطے میں ان سے زائد صحبت رکھتا ہوں اور اکثر معقول میں جایا کرتا ہوں (یہ حکایت بھی احیاء العلوم میں ہے)۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ مُردوں کی غیبت کنیسے زندوں کو تکلیف ہوتی ہے اور مُردے کے قریبی رشتہ داروں کو رنج و کلفت ہوتی ہے۔

حکایت: جناب والدہ مدظلہ نے ایک روز فرمایا کہ ایک شخص انکر سورۃ ابی لہب پڑھا کرتا تھا، چونکہ ابو لہب اگرچہ کافر تھا لیکن جناب شفیع العاصمین صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا تھا، اور اس سورۃ میں خدا ابو لہب پر لعنت کرتا ہے اور اس کے واسطے جزا بد کا ذکر کرتا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس شخص کا ہمیشہ اس سورۃ کہہ پڑھنا اور زبان پر ابو لہب کا عیب لاتا ہوا معلوم ہوا، آپ نے فرمایا اے شخص کیا تجھ کو اس سورۃ کے سوا کوئی اور سورۃ یاد نہیں ہے۔

ہدایت: اسی واسطے مذہب یہ ہے کہ اگر مرتے وقت کسی کا منہ سیاہ ہو جائے یا زبان سے کلمہ نہ نکلے یا قبر میں کسی طرح کے عذاب کا سامان ہو یا قبر میں کسی طرح کے حشرات الارض نمودار ہوں تو ان الحو کے جاننے والوں پر لازم ہے کہ یہ عیوب لوگوں کے سامنے مشہور نہ کریں اور اُس مُردے کے گنہگار ہونے کی خبر نہ پھیلائیں تاکہ زندوں کو اذیت اور آقارب کو کلفت نہ ہو۔

حکایت: میرے بزرگوں میں ایک ولی اللہ نے یعنی مولانا محمد اطہار الحق کھنوی نے انتقال کیا اور مرتے وقت ان کی زبان سے کلمہ نہ نکلا، لوگوں نے ان پر چادر ڈال دی اور تہیز و تکفین کا انتظام کیا جب سب لوگ باہر نکلے تو بعضوں نے بطور طعن کے کہا کہ ظاہر میں نہایت متقی تھے اور مرتے وقت زبان سے کلمہ بھی نہ نکلا، اس بات سے تمام حاضرین کو رنج ہوا، اتنے میں مولانا مرحوم نے دونوں پاؤں کو سمیٹا اور باواز بلند کلمہ پڑھا، جب لوگوں کے کان میں آواز پہنچی تو

طعن کرنے والوں کو سمجھوں نے مطعون کیا۔
 چوتھی وجہ یہ ہے کہ جو شخص مر گیا اگر وہ جہتی ہے تو یہی اس کے لئے کافی ہے، اس کی غیبت
 بے فائدہ ہے اور اگر وہ جہتی ہے تو اس کی غیبت ممنوع ہے، جہاں کہیں اس کا جہتی ہونا متحمل
 ہوا شائع نے اس کی غیبت سے منع فرمایا۔

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لا تذکروا موتا کم الا بخیر فانہم
 ان یکونوا من اهل الجنة تا مشوا وان یکونوا من اهل النار تخسبہم ما فیہ من جیمہ
 ”تم اپنے مردوں کو نیکی کے ساتھ یاد کیا کرو کیونکہ اگر وہ لوگ جہتی ہیں تو ان کی غیبت سے تم لوگ گنہگار ہو گے
 اور اگر وہ جہتی ہیں تو ان کے لئے اسی قدر برائی کافی ہے (اس کو احیاء العلوم میں نقل کیا گیا ہے)

ہدایت: اسی واسطے حجاج اور یزید کی برائیاں بیان کرنا بہتر نہیں ہے اگرچہ بعض لوگ
 حجاج اور یزید کے کفر کے قائل ہو گئے ہیں، اور علامہ تفتازانی نے باکائزید اور اس کے مددگاروں
 پر لعنت کرتے ہیں اور اسی مضمون کی نقل امام ابو حنیفہؒ سے مطالب المؤمنین میں بھی لکھی ہے لیکن معتبر
 مذہب یہ ہے کہ سکوت ادنیٰ ہے، اس لئے کہ سکوت میں احتیاط ہے اور برائی میں کچھ ثواب نہیں ہے۔

تیسری تقسیمہ

اس غیبت کی بھی دو قسمیں ہیں:

۱۔ غیبت عاقل بالغ | ایک غیبت اس شخص کی جو عاقل بالغ ہو، دوسری غیبت لڑکے
 کی یا دیوانے کی جاننا چاہیے کہ اکثر مکتب فقہ لڑکے اور دیوانے

کی غیبت کے حکم سے خالی ہیں اسی واسطے طحاوی رحمہ نے اس مسئلہ میں تامل کیا اور صاف حکم غیبت کے
 جواز یا عدم جواز کا نہیں دیا ہے اور بعض فقہاء نے مطلقاً حرام ہونے کا حکم دیا ہے، چنانچہ ابن عابدینؒ
 نے ابن جریر سے نقل کیا ہے کہ لڑکے اور دیوانے کی غیبت حرام ہے جس طرح بالغ کی غیبت حرام ہے
 لیکن راقم الحروف کے نزدیک تفصیل بہتر ہے وہ یہ ہے کہ ایسے لڑکے کی غیبت جو فی الجملہ عقل رکھتا
 ہو اور اپنی تعلیم سے خوش اور برائی سے ناخوش ہوتا ہو جیسے متوہ تو اس کی بھی غیبت درست
 نہیں ہے اور اس لڑکے اور دیوانے کی غیبت جس کا کوئی وارث ہو اگرچہ وہ خود بے عقل ہو درست
 نہیں ہے کیونکہ اگرچہ اس لڑکے کو عقل نہیں ہے لیکن لڑکے اور دیوانے کے عیب بیان کرنے سے اس کے

وارث کو رنج ہوگا، ہاں اگر اس لڑکے کے عیب سے لوگوں کو ڈرانا منظور ہو تو اس کے عیب بیان کرنا خواہ اس کے سامنے ہو یا اس کے پیچھے درست ہے۔

۲۔ غیبتِ دیوانہ | اور غیبت اس لڑکے اور دیوانے کی جو کہ تعریف و غیبت سے خوش اور ناخوش نہ ہوتا ہو اور کوئی اس کا ولی بھی نہ ہو درست ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ زبان کو حتی الوسع روکے اور کسی کی غیبت و شکایت نہ کرے واللہ اعلم وحکمہ احکم وعلیہ اتم۔
چوتھی تقسیم

اس کی چھ قسمیں ہیں :

۱۔ غیبتِ بدن | اول غیبت کرنا کسی کی باعتبار بدن کے، مثلاً کسی شخص کو ذلیل کرنے کی نیت سے کہنا کہ فلاں شخص بہت فریب ہے، بہت پستہ قد ہے یا اس کی ناک بہت لمبی ہے یا اس کی آنکھ بہت چھوٹی ہے یا وہ شخص نہایت سیاہ رُو ہے، یا نہایت بھرا ہے کسی کی بات کو نہیں سنتا ہے یا وہ شخص اندھا ہے کسی پیر کو نہیں دیکھتا ہے یا اس کی ناک کٹی ہے یا اس کا قد طویل ہے یا اس کے اعضا بڑے ہیں یا اس کی صورت بُری ہے، اسی طرح بدن کے عیوب بیان کرنا اور اس شخص کی تحقیر کی نیت سے اس پر منہنا۔

اقتدر: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حرم اللہ ان یقتاب المؤمن بشئ کما حرم المیتۃ ترجمہ ”جس طرح اللہ تعالیٰ نے مردار کے گوشت کو حرام کیا ہے اسی طرح کسی مسلمان کی غیبت کو بھی خواہ کسی وصت میں ہو منع کیا ہے“ (اس کو ابن جریر نے روایت کیا ہے، اور جلال الدین سیوطی رحمہ نے تفسیر درمنثور میں نقل کیا ہے)۔

حکایت : ایک روز ابن سیرین علیہ الرحمۃ نے ایک شخص کا ذکر کرتے ہوئے اس کا ایک عیب بیان کیا اور کہا کہ وہ بہت کالا ہے پھر فرمایا کہ میں سمجھتا ہوں کہ میں نے اس کی غیبت کی جب کہ میں نے اس کی سیاحت کا ذکر کیا، میں اس کتاہ سے توبہ کرتا ہوں اور خباب باری سے مغفرت چاہتا ہوں۔
(اس کو ملا علی قاریؒ نے شرح معین العلم میں نقل کیا ہے)۔

حکایت : ایک عورت خباب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی جب وہ چلی گئی تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا اگر یہ عورت پستہ قد نہ ہوتی تو نہایت عمدہ تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا: اغتبتھا ترجمہ ”اے عائشہ رضی اللہ عنہا نے اُن کی غیبت کی“

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے اس کا سچا عیب بیان کیا، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم نے عیب واقعی بیان کیا تو یہ غیبت ہوئی ورنہ اگر تم جھوٹا عیب بیان کرتیں تو اس پر بہتان کرتیں۔ (اس کو عبد بن حمید نے بیان کیا، اور سیوطی نے تفسیر درمنثور میں نقل کیا ہے)

حکایت: ایک روز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ کو صفیہؓ کا پستہ قد ہونا پسند ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے عائشہ! تم نے ایسا کلمہ کہا کہ اگر اس کو دیا کے پانی میں ملا دو تو بیشک دریا کے پانی پر غالب آجائے گا۔

(اس کو ابو داؤد نے باب الغیبتہ میں روایت کیا ہے۔)

حکایت: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات نے ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر ان کے پستہ قد ہونے کے سبب ہنسنا شروع کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَبْغُوا قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسَىٰ أَن يَكُونُوا آخِذًا بِقِيَمَتِهِمْ وَلَا يُنَادُوا بِغَضَبِي أَن يَكُونُوا حُجَّةً لَّيْسَ لَكُم بِهِ حَقٌّ أَوْ كِتَابٌ مِّنْ غَيْرِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ

بہتر ہو اور کوئی عورت کسی عورت سے استہزاء نہ کرے شاید کہ وہ شخص عاقبت میں اس سے سلیمانِ اجل نے اس کو حاشیہ جلالین میں نقل کیا ہے۔)

ارشاد: معاویہ بن قرظ کہتے ہیں لو مررتک اقطع فقلت هذا اقطع کان ذلك غیبتہ ترجمہ ”اگر تمہارے پاس کسی دست و پا بریدہ کا گذر ہو اور تم اس کے عیب کا حال بیان کرو تو یہ بھی غیبت ہو جائے گی“ (اس کو عبد بن حمید نے روایت کیا ہے، سیوطی نے درمنثور میں نقل کیا ہے۔)

حکایت: ایک روز ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ تعالیٰ کسی شخص کے مکان پر دعوت میں گئے جب دسترخوان پر بیٹھے لوگوں نے ایک شخص کا نام لے کر کہا کہ فلاں شخص نہیں آئے، ایک آدمی نے کہا وہ بھاری ہے اس سبب آئے میں دیر ہوئی، جب ابراہیمؒ نے یہ غیبت سنی تو اٹھ کر چلے گئے اور اپنے نفس سے کہنے لگے کہ تیری وجہ سے یہ غیبت سننی پڑی کیونکہ اگر تجھے جھوک نہ ہوئی تو دعوت میں جاتے اور غیبت سننے کی توجہ نہ آتی، اس کے بعد تین روز تک کھانا نہیں کھایا اور نفس کو خوب ستایا (اس کو ابواللہؒ نے تنبیہ التافلین کے باب الغیبتہ میں نقل کیا ہے۔)

دقیقہ: حضرت ابراہیمؑ کے دسترخوان سے چلے جانے کی وجہ یہ ہے کہ جس مجلس میں غیبت ہوتی ہو اور جس دسترخوان پر شکایت ہوتی ہو وہاں کھانا کھانا ممنوع ہے جیسا کہ اگر کسی مقام پر پناج ہوتا ہو تو وہاں جانا ممنوع ہے، چنانچہ یہ مسئلہ تا تاہر خانیہ میں مصرح ہے اور رد المحتار کے باب الاکل والشرب میں بھی اسی سے نقل کیا ہے۔

راقم الحروف کہتا ہے کہ اگر کسی جگہ دعوت میں جانے سے پہلے معلوم ہو جائے کہ وہاں غیبت ہوگی لوگوں کی شکایت ہوگی تو ایسے مقام پر جانا درست نہیں ہے۔ ہاں اگر یہ معلوم ہو کہ ہمارے جانے سے لوگ غیبت چھوڑ دیں گے تو ایسی صورت میں جانا ضروری ہے اور اگر پہلے سے معلوم نہ ہو اور جانے کے بعد غیبت شروع ہو تو اگر ہو سکے تو لوگوں کو منع کرے اور لوگوں کو غیبت سے روکے اور اگر کسی فتنہ کا اندیشہ نہ ہو تو اس دسترخوان سے چلا جائے، اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو خود شریک نہ ہو، واللہ اعلم۔

دقیقہ: ان حکایات سے معلوم ہوا کہ بدن کا کوئی عیب بیان کرنا اور کوئی وصف بد عیاں کرنا اور کسی کو اس کے بد صورت ہونے کے سبب حقیر سمجھا خلاف عقل ہے مولانا جلال الدین رومیؒ ثنوی میں لکھتے ہیں ۵

ہندی و قچاچ درومی و حبش جملہ یک رنگ اندازد گردن خویش
تا بدائی کاں ہمہ رنگ و نگار جملہ رو پر شست و مکر و مستعار
”ہندی، قچاچ، رومی اور حبشی سب اپنی قبر کے اندر ایک رنگ کے ہوں گے تاکہ تم جان سکو کہ یہ تمام رنگ اور صورتیں پردہ ہیں، (ذات باری پر) اور مانگی ہوئی ہیں یعنی یہ وجود علیہ خداوندی ہے“

ہر صورت کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا، کسی کو نیک کسی کو بد کیا، ہر شخص میں ایک ایک عیب رکھا، اگر غیبت کرنے والا خیال کرے گا تو اچھی صورت میں ہزاروں عیب پائے گا، ہاں اگر کوئی شخص تمام عیوب سے مبرا ہو تو البتہ اس کو غیبت کرنے کا حق ہے ۵

کس عیب خلق و خد مند فاش بسبب خود او خلق مشغول باش
”اے عقلمند خلق کے عیب فاش نہ کر، اپنے عیب کی وجہ سے خلوق سے بے تعلق رہ۔“

مزید براں جانوروں کی بد صورتی پر ہنسا اچھا نہیں ہے، رہ گیا آدمی تو وہ تو جانوروں سے بہت اچھا ہے۔

حکایت: ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے انصار کے ساتھ چلے جا رہے تھے کہ راہ میں لوگوں نے ایک بدبودار مہو اکتا دیکھا، انھیں اس کی بدبو ناگوار گذری حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اس کتے کے دانتوں کی سفیدی کتنی اچھی معلوم ہوتی ہے، جیسے اندھیرے میں صبح بخودار ہوتی ہے، اس کلام سے آپ نے اس طرف اشارہ کیا کہ تم لوگوں پر تعجب ہے کہ کتے کے عیب کو دیکھتے ہو اور اس کی خوبی سے کنا رہ کٹی کرتے ہو۔
(اس کو امام غزالی رحمہ اللہ نے کتاب الغیۃ میں نقل کیا ہے)۔

حکایت: حضرت فوح علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک چار آنکھ والے کتے کو دیکھا، چار آنکھ ہونے کی وجہ سے حضرت فوح علیہ السلام نے اس کو بد صورت سمجھا اور اس کو بنظر حقار دیکھا۔ حکم خداوندی سے وہ کتا بول پڑا، اے فوح! کیا تم مجھ کو ذلیل سمجھتے ہو، مجھ کو اللہ تعالیٰ نے ایسا بنا دیا ہے ورنہ اگر میرے اختیار میں اپنا بنا تا ہوتا تو میں کتا ہی کیوں ہوتا، اس کلام سن کر حضرت فوح علیہ السلام کو خوف آیا اور انھوں نے نہایت گریہ وزاری کی اور نوحہ کیا، اس وقت سے ان کا نام فوح ہو گیا۔ (یہ حکایت صفوری نے حقائق سے نزہۃ المجالس کے باب الادب میں نقل کی)

۲۔ غیبت لباس | دوسرے غیبت کرنا کسی کے لباس میں کہ فلاں شخص نہایت نجیل ہے بخیلوں کا لباس پہنتا ہے، فلاں شخص حرام لباس استعمال کرتا ہے مثلاً ریشمی کپڑے کا یا جامہ پہنتا ہے یا بد معاشوں کی طرح آنکر کھا پہنتا ہے یا اس کا پا جامہ ٹخنوں سے نیچے لگتا ہے یا فلاں عورت اس طرح سے دوپٹہ اوڑھتی ہے کہ اس کا سر کھلا رہتا ہے یا کرتہ اس طرح سے پہنتی ہے کہ پیٹ کھلا رہتا ہے یا فلاں عورت اس طرح سے چلتی ہے کہ لوگوں کو اپنا سر دکھاتی ہے۔

حکایت: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک روز فرمایا کہ فلاں عورت کا دامن بہت لمبا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا کہ اے عائشہ! تم نے اس عورت کی غیبت کی، لازم ہے کہ تم تھوکر، حضرت عائشہ رحمہاں کہتی ہیں جب میں نے تھوکا تو میرے منہ سے

گوشت کا ایک ٹکڑا نکلا۔ (یہ حکایت منذری نے کتاب الترغیب والترہیب میں نقل کی ہے)۔

ارشاد: بعض متقدمین کہتے ہیں، لو قلت ان فلانا ثوبہ قصیدہ او ثوبہ طویل یون غیبتہ — ”اگر تو تجارت کی نیت سے کہے کہ فلاں شخص کا کپڑا بہت چھوڑا ہے یا بہت لمبا ہے تو یہ اس کی غیبت ہے“۔ (فقید ابواللیث نے باب الغیبت میں اس کو نقل کیا ہے)۔

۳۔ غیبت نسب | تیسرے غیبت کرنا کسی کے نسب میں، مثلاً بہ نیت تحقیر کہنا کہ فلاں شخص یا فلاں قبیلہ یا فلاں شہر کے لوگوں کا نسب اچھا نہیں ہے، کیونکہ ان کے

آباد اجداد ذلیل تھے، یا ان کے نسب کا سلسلہ معلوم نہیں ہے۔

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیس احد فضل علی احد الا بالدين او عمل صالح — ”دین اور اعمال نیک کے سوا کسی شخص کو کسی پر بزرگی اور بڑائی نہیں ہے“۔
لہذا اپنے نسب پر فخر کرنا اور دوسروں کے نسب کو معیوب قرار دینا برا ہے۔ (اس حدیث کو عبد اللہ شمرانی نے کشف الغم عن احوال الامۃ کے باب تحریم احتقار الناس میں نقل کیا ہے) اور انتشار اللہ تعالیٰ نسب میں اسباب غیبت کے بیان میں مفصلاً لکھا جائے گا۔

۴۔ غیبت عادات | چوتھے غیبت کرنا کسی کی عادات میں مثلاً کہ فلاں شخص نامرد ہے نہایت ضعیف ہے، بہت سونے والا ہے یا بہت کھاتا ہے کوئی کام نہیں کر سکتا یا بیٹھنے میں تیز نہیں کرتا یا انجام کو نہیں سوچتا ہے یا سخت بے وقوف ہے، عورتوں سے مشورہ کرتا ہے یا ہمیشہ بیوی کی تابعداری کرتا ہے، یا لوگوں کو سخت تکلیف دیتا ہے۔

حکایت: عرب میں دستور تھا کہ ایک عرب دوسرے کی خدمت کیا کرتا تھا، ایک سفر میں حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ایک شخص مسکین خادم تھا ہمیشہ ان کی خدمت کیا کرتا تھا ایک منزل میں دونوں سو گئے ان کے سونے کے بعد وہ شخص بھی سو گیا اور شیخین کے واسطے کچھ کھانا تیار نہیں کیا، جب شیخین بیدار ہوئے، کہتے لگے یہ شخص بہت سوتا ہے پھر شیخین نے اس کو جگا کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا، اس شخص نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکرؓ اور عمرؓ سلام کہتے ہیں اور کچھ کھانا مانگتے ہیں، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ دونوں کھا چکے اور میرے بچے جب یہ خبر شیخین کو پہنچی تو انہوں نے

عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آج کیا کھایا، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم نے آج اس خادم کا گوشت کھایا اور میں تمہارے دانتوں میں گوشت کی سرخی دیکھتا ہوں، جب شیخین نے یہ امر سنا تو عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہماری تقصیر کو معاف کیجئے اور جناب باری کسے مغفرت طلب کیجئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صرف اللہ تعالیٰ کی مغفرت مفید نہیں ہے تمہیں چاہیئے کہ اس خادم کو خوش کرو اور اس سے کہو کہ وہ تمہارا قصور باری تعالیٰ سے معاف کرائے (اس کو درمنثور میں ضیاء مقدسی سے نقل کیا ہے)۔

حکایت: بعض صحابہؓ نے ایک شخص کے بارے میں کہا وہ بہت ضعیف ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے اس شخص کی غیبت کی اور اس کا گوشت کھایا یہ حکایت انشاء اللہ غیبت کی مزا کے بیان میں تبصیل تحریر کی جائے گی۔

حکایت: ایک مرتبہ بعض صحابہؓ نے ایک شخص کا ذکر کیا اور کہا کہ وہ عجب انسان ہے کہ اگر اس کو کوئی کھانا دیتا ہے کھالیتا ہے اور اگر کوئی سوار کر دیتا ہے سوار ہر لیتا ہے لیکن خود کوئی کام کر کے کما نہیں سکتا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے اپنے بھائی کی غیبت کی، صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا عیب عیاں کرنا غیبت ہے، آپ نے جواب دیا کہ غیبت میں یہی کافی ہے کہ کسی شخص کا عیب واقعی بیان کرے (اس کو عبد الغنیم متذکر نے کتاب الترغیب والترہیب میں نقل کیا ہے)۔

حکایت: ایک سفر میں حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گوشت طلب کیا، آپؐ نے کہلا بھیجا کہ کیا تم نے مسلمان بھائی کا گوشت سیر ہو کر نہیں کھایا، شیخینؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے اس شخص کو کچھ نہیں کہا علاوہ اس کے وہ شخص ضعیف ہے ہماری خدمت نہیں کر سکتا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یہ بھی نہ کہو اور کسی کا ادنیٰ وصف بد بھی بیان نہ کرو اور اس کو ترمذی نے نوادر الاصول میں روایت کیا ہے اور سید طی نے درمنثور میں نقل کیا ہے)۔

حکایت: ایک عالی صفت درویش نے ایک لڑکی سے مزاح کیا، لوگوں کو جب اس کی خبر پہنچی تو اس درویش پر طعن کرنے لگے، جب اس درویش کو لوگوں کے طعن کی خبر پہنچی تو کہا تعجب ہے

کہ لوگوں کے نزدیک مزاح کراہم ہے اور غیبت کراہل (یہ حکایت انشاء اللہ تعالیٰ فرع ثالث میں مفصل آئے گی)۔

حکایت : ایک روز حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے کھانا کھایا اور سو گئے، دو شخصوں نے ان کی غیبت کی اور ان کے کھانے اور سونے کا حال بیان کیا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **وَلَا يَغْتَبِ بَفْئَتِكُمْ بَعْضًا**۔ ”تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے“ اس آیت سے غیبت کی حرمت ثابت ہوئی (یہ حکایت درمنثور میں ابن جریر سے منقول ہے)۔

۵۔ غیبت عبادات | پانچویں، عبادات کے نقصان اور کمی میں غیبت کرنا مثلاً: کہنا کہ فلا شخص اچھی طرح نماز ادا نہیں کرتا یا تہجد نہیں پڑھتا ہے یا فوافل ادا نہیں کرتا، یا رمضان المبارک کے روزوں میں کمی کرتا ہے یا نمازوں کو وقت مکروہ میں داکرتا ہے۔

حکایت : شیخ سعدی نے ایک روز چند لوگوں کی جو تہجد کے وقت سو رہے تھے غیبت کی اور کہا کیا اچھا ہوتا اگر یہ لوگ بھی نماز پڑھتے، سعدی کے والد نے کہا کیا اچھا ہوتا اگر کبھی سو جاتا اور اس غیبت سے بچتا (یہ حکایت تفصیل انشاء اللہ تعالیٰ فرع ثالث میں تحریر کی جائے گی)۔

حکایت : ایک شخص نے کسی کی غیبت کی اور کہا میں اس شخص سے خدا کے واسطے بغض رکھتا ہوں، جب اس کو اس کی غیبت کی خبر پہنچی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلاں شخص نے میری شکایت کی اور مجھ سے بغض رکھنے کی خبر دی ہے، آپ اس کو بلائیے اور میرا انصاف کیجئے حضور رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے غیبت کرنے والے کو بلوایا اور اس سے پوچھا تو کیوں اس شخص سے بغض رکھتا ہے، اس نے بیان کرنا شروع کیا کہ میں اس شخص کا ہمایہ ہوں۔ وہ شخص سوائے پنجوقتہ نماز کے اور کوئی نماز نہیں پڑھتا ہے اور سوائے رمضان کے نفل روزے نہیں رکھتا ہے اور سوائے زکوٰۃ فرض کے کبھی صدقہ نہیں دیتا ہے اسی سبب سے میں اس شخص سے بغض رکھتا ہوں۔

جب اس شخص نے یہ کلام سنا کہنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اس شخص سے پوچھئے کہ کیا میں فرض کاموں میں کچھ نقصان کرتا ہوں؟ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غیبت کرنے والے سے پوچھا، اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ شخص فرائض میں کچھ کوتاہی

نہیں کرتا ہے اور فرائض کو حسب الحکم ادا کرتا ہے، لیکن چونکہ عبادات کو اہل نہیں ادا کرتا ہے اس سبب میرا دل اس سے خفا ہوتا ہے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ قصہ سنا تو بغض رکھنے والے اور غیبت کرنے والے سے کہا، چلا جا، شاید کہ وہ شخص تجھ سے عاقبت میں بہتر ہو، لہذا اس کی غیبت کرنا اور اس سے بغض رکھنا تیرے لئے نامناسب ہے۔

(اس کو امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے باب اسباب الغیبت میں نقل کیا ہے)۔

مثلاً کہنا کہ فلاں شخص نے زنا کیا یا اس نے غیبت کی یا اس کے دل میں نہایت حسد ہے یا غایت بغض ہے یا اس کی جھوٹ بولنے

۶۔ غیبت معاصی

کی بہت عادت ہے یا فلاں شخص والدین کو نہایت تکلیف دیتا ہے، اپنے اقارب سے قطع تعلق کرتا ہے، یا فلاں شخص بد زبان ہے، یا فلاں شخص ہمیشہ شراب پیتا ہے، اکثر چوری کرتا ہے حکایت: سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ اپنے استاد سے عرض کیا کہ فلاں ہم عمر مجھ سے حسد رکھتا ہے، استاد نے کہا اے سعدی! تیرے نزدیک حسد حرام ہے اور کیا غیبت حلال ہے کہ تو اس شخص کی میرے نزدیک غیبت کرتا ہے اور اس کے حسد کی شکایت کرتا ہے۔

(یہ حکایت انشاء اللہ تعالیٰ فرع ثالث میں لکھی جائے گی)۔

دقیقہ: اہل سنت کے نزدیک سوائے انبیاء علیہم السلام کے کوئی معصوم نہیں ہے (یعنی اس کے بے گناہ ہونے کا ثبوت ہمارے پاس نہیں اور واقعہ کا حال اللہ کو معلوم ہے) شخص کے ساتھ کوئی نہ کوئی عیب لگا ہوا ہے اگر ایک میں حسد ہے تو دوسرے میں بغض ہے، کوئی غیبت کرتا ہے تو دوسرا جھوٹ بولتا ہے، کوئی اگر چوری کرتا ہے تو دوسرا فساد کرتا ہے، اگر کسی میں زنا کی عادت ہے تو کسی کی طبیعت میں شرارت ہے، بہر حال کوئی شخص عیوب سے پاک نہیں ہے لہذا کسی کی غیبت کرنا خواہ کسی بھی عیب میں ہو بے جا ہے، کیونکہ غیبت کرنے والا خود کب جلیل عیوب سے مبتلا ہے، لہذا اسے چاہیے کہ جب کسی شخص کو کسی گناہ میں مبتلا دیکھے تو خدا سے اس کی ہدایت کی دعا مانگے اور اپنے لئے توفیق کی تمنا کرے، اگر اللہ تعالیٰ مجھے اس گناہ کی مطلق توفیق نہ دے،، نہ یہ کہ اس شخص کو اس کے گناہ کے سبب ذلیل کرے اور اس پر اس فعل کی وجہ سے مہتے، کیونکہ شاید وہ شخص تائب ہو گیا ہو یا توبہ کا ارادہ رکھتا ہو

بلکہ اس بات پر شکر کرے کہ خود اس گناہ سے بچا رہا اور جب کسی کے عیب کا خیال آئے تو فی الفور اپنے گناہوں کا خیال کرے تاکہ اس کی بدی سے بچا رہے۔

اثر: حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کفی من اتقى بالمؤمن ثلاث يعيب على

الناس بما لا يقي به ويصبر من عيوب الناس بما لا يصبر من نفسه ويؤذي جليسه في ما لا يفتنيه ترجمہ ”مسلمان کی گمراہی کے لئے تین صفیں کافی ہیں، ایک ایہ کہ جو فعل خود کرتا ہو اسی سے دوسروں کو معیوب کرتا ہو، دوسرے یہ کہ لوگوں کے عیبوں کو دیکھتا ہو، اور اپنے عیب سے اندھا ہو تبیرے یہ کہ ہم نشین کو بلا وجہ اذیت دیتا ہو“
(اس کو ابواللیث نے باب المظالم میں نقل کیا ہے)۔

اصلاح: حضرت عیسیٰ علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں لا تکثروا الکلام

بغیر ذکر اللہ فتتقسو قلوبکم فان القلب القاسی بعید من اللہ وکن لا تملسون ولا تنتظروا ذنوب الناس کانکم تنظرون الی عبیدکم وانظروا فی ذنوبکم کانکم عبيدا^{للہ} فانما الناس مبتلى ومعافی فارحموا اهل البلاء واحمدوا اللہ علی العافیۃ

”اے لوگو! سوائے اللہ کے ذکر کے زیادہ کلام نہ کیا کرو، کیونکہ جڑبہت کلام کرتا ہے اور غیر اللہ کے ذکر میں اپنے اوقات صرف کرتا ہے اس کا دل سخت ہو جاتا ہے اور اثر قبول نہیں کرتا ہے اور سخت دل اللہ تعالیٰ سے دور ہو جاتا ہے، اے لوگو! تم دوسروں کے گناہوں کو مت دیکھو جیسا کہ مالک اپنے غلاموں کی طرف دیکھتے ہیں، بلکہ تم اپنے گناہوں کو اس طرح دیکھو گویا کہ تم سب اللہ تعالیٰ کے غلام ہو، اور آدمی دو قسم کے ہیں، بعضوں کو اللہ تعالیٰ نے گناہوں میں مبتلا کیا اور بعضوں کو سلامت رکھا، لہذا جب تم لوگ کسی کو گناہ میں مبتلا دیکھو تو اس پر رحم کرو اور اس کے واسطے دعائے خیر کرو اور اپنی سلامتی پر شکر۔ (نیز کہ اس گنہگار کو ذلیل کر دو)۔ (اس کو امام مالک نے موطا کے باب ما یکرہ من الکلام میں روایت کیا ہے)

کسی شخص کو اس کے گناہوں پر ذلیل کرنا اور اس کو جتنی بھی خدا تعالیٰ کی مرضی کے خلاف ہے بلکہ جو شخص کسی کو عار دلاتا ہے خدا تعالیٰ اس پر عقتہ ہوتا ہے اور معاملہ برعکس کر دیتا ہے کہ اس گنہگار کو بخش دیتا ہے اور اس شخص کو ذلیل کرتا ہے۔

حکایت : بنی اسرائیل میں دو شخص تھے ایک ہمیشہ عبادت کیا کرتا تھا اور دوسرا ہمیشہ گناہوں میں مبتلا رہتا تھا اور عابد ہمیشہ فاسق کو ذلیل کیا کرتا تھا، ایک روز عابد نے خدا ہو کر کہا قسم خدا کی تو جہنم میں جائے گا۔ یہ کلمہ اللہ تعالیٰ کو پُر معلوم ہوا، عابد کو جہنمی اور فاسق کو جنتی کر دیا۔
(اس کو ابو داؤد نے کتاب البر والصلہ میں نقل کیا ہے)۔

حکایت : جب حضرت آدم علیہ السلام نے جنت میں خطا کی معنی جس درخت کے پھل سے اللہ ننانی نے منع کیا تھا وہ کھا لیا تو سبب معصیت کے ان کا بدن سیاہ ہو گیا اور زمین پر پھینکے گئے، اللہ تعالیٰ نے حکم کیا کہ تم بیت اللہ کو بناؤ اور اس کا طواف کرو تا کہ تمہاری مغفرت کروں اور تمہاری توبہ قبول کر لوں، جب حضرت آدم علیہ السلام نے کعبہ کو بنایا تو جبریل علیہ السلام نے جنت سے حجر اسود کو حاضر کیا اور اس وقت اس پتھر کا رنگ نہایت سفید تھا، اور اس کا نور دور دور تک پہنچتا تھا۔ جب حضرت آدم کی نظر اس پتھر پر پڑی تو جنت کی راحت یاد آئی اور طبیعت بے قرار ہوئی، آنکھوں سے اشکوں کی ندی بہہ نکلی حجر بیض نے کہا اے آدم کبھی وہ شخص ہو کہ تم نے خدا کی تافرمانی کی اور اپنے نفس کے لئے خرابی مول لی۔ یہ قول سن کر حضرت آدم کو رنج ہوا، جناب باری میں عرض کیا کہ اگر میرے گناہ کے سبب مجھ کو ہر چیز نے برا کہا، یہاں تک کہ حجر بہشتی نے جو چاہا سو کہا اللہ کو حضرت آدم پر رحم اور اس پتھر کے قول پر جوش آگیا، آدم کی سیاہی حجر کو دے دی اور وہ حجر اسود ہو گیا، اور اس کی سفیدی حضرت آدم کو دی جس سے اُن کا جسم منور ہو گیا (یہ حکایت صفوری نے نزہۃ المجالس منتخب النفائس کے باب یام البیض میں نقل کی ہے)

پانچویں تقسیم

اس کی چار قسمیں ہیں :

۱۔ غیبت صراحتہ و حکایتہ | ایک صراحتہ یعنی کسی شخص کا نام لے کر اس کے اوصاف بیان کرنا اور اس کی شکایت کرنا دوسرے حکایتہ یعنی کسی کے اوصاف بد کو نقل کرنا مثلاً اگر کوئی شخص ننگڑا ہو تو چلنے میں اس کی نقل کرنا اور کوئی اندھا ہو تو اس کے پیچھے آنکھ بند کر کے چلنا اور اگر کوئی گونگا ہو یا بولنے میں مکتلت کرتا ہو تو بولنے میں اس کی نقل کرنا اور اگر کوئی شخص متکبر ہو چلنے میں سینہ اٹھاتا ہو تو اس کی غیبت میں سینہ اٹھانے کے

کی پال سے چلنا اور اگر کوئی شخص بات کرتے وقت گردن اور ہاتھ وغیرہ ہلاتے تو خود بھی اسی طرح کرنا۔

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ما احب اتي حکیت احدا و ان لی کذا و کذا۔ ”میں اس کو پسند نہیں کرتا کہ کسی کی نقل کر دے چاہے مجھ کو بہت کچھ مل جائے“ (ترمذی نے اس کو روایت کیا ہے، مشکوٰۃ المصابیح میں نقل کیا ہے)۔

حکایت: ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کسی عورت کی نقل کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مایسرفی اتي حکیت دلی کذا و کذا۔ ”کسی کی نقل کرنا مجھ کو اچھا نہیں معلوم ہوتا ہے۔۔۔ چاہے... مجھ کو بہت کچھ مل جائے“ (احیاء العلوم باب ان الغیبة لا تقصر علی السامع) تیسرے اس طرح کہ ظاہر میں کسی شخص خاص کی غیبت نہ کرے اور

۳۔ غیبت اشارۃ

دکسی کا نام لے لیکن چند قرائن ایسے ہوں کہ ان کے سبب لوگ جان جاتے ہوں کہ فلاں شخص کے عیوب بیان کر رہا ہے اور اس لفظ سے مراد فلاں شخص ہے مثلاً یہ کہنا کہ بعض لوگ جو ہمارے پاس آج آئے تھے وہ ایسے ہیں اور لوگ سمجھ جاتے ہوں کہ آج ان کے پاس فلاں لوگ آئے تھے، یہ انہی کی غیبت ہے یا کہنا کہ بعض اشخاص ایسے ہیں کہ فی الواقع جاہل ہیں اور محمد فاضل کے نام سے مشہور ہیں، حاضرین اس کو جانتے ہوں اور سمجھ جاتے ہوں کہ یہ فلاں کو برا کہہ رہا ہے، یا کہنا کہ بعض لوگ مسجد میں احتکاف کرتے ہیں پھر احتکاف توڑ ڈالتے ہیں اور حقیقت میں ایسے شخص کا نام سننے والے جانتے ہوں، یا کہنا کہ ایک شخص ایسا ہے کہ کرتہ نہایت خوب پہنتا ہے، عمامہ خوب باندھتا ہے لیکن پوشیدہ پوشیدہ زنا کرتا ہے اور لوگ جانتے ہوں کہ کرتا پسینے والا اور عمامہ باندھنے والا فلاں شخص ہے یا کہنا کہ بعض اشخاص اپنی بیوی کی تابعداری کرتے ہیں اور اپنے والدین کی مخالفت کرتے ہیں اور لوگ جانتے ہوں کہ اس سے مراد فلاں شخص ہے یا جب کوئی سیاہ شخص آئے تو اس کے جانے کے بعد کہنا کہ بعض لوگ ایسے سیاہ رو ہوتے ہیں جیسے دیوار اور مراد اس سے وہی شخص ہو یا کسی بیمار کی عیادت کو جانا اور دہاں سے آنے کے بعد کہنا کہ بعض لوگوں کے بدن سے کیا بد بو آتی ہے اور لوگ سمجھ جاتے ہوں کہ مراد اس سے وہی مرلیق ہے یا کہنا کہ بعض لوگوں کے پسینے میں کیا بد بو آتی ہے اور حاضرین سمجھ جاتے ہوں کہ یہ فلاں کا عیوب بیان کرتا ہے یا جب محفل منعقد ہو تو لوگوں کے اٹھ جانے کے بعد کہنا کہ بعض

مخفی ایسی ہوتی ہیں کہ اس میں بھی لوگ فاسق و فاجر ہوتے ہیں یا جب کسی کا تذکرہ آجائے تو اس وقت کہنا کہ بعض لوگ بہت شریر یا بخیل ہوتے ہیں تاکہ لوگ سمجھ جائیں کہ وہ شخص شریر یا بخیل ہے، الحاصل بطور سجاہل غیبت کرنا لیکن لوگ قرینوں سے سمجھ جاتے ہوں کہ یہ فلاں شخص کا ذکر ہے۔

چوتھے معنی ظاہر میں حال ہو کسی کا اور لوگ سمجھتے ہوں کہ یہ فلاں
۴۔ غیبت تعریضاً کا بیان ہے، مثلاً جب کسی کا ذکر آئے اس وقت کہنا الحمد للہ

الذی عصمتی من الذنوب۔۔۔۔۔ ”اس خدا کا شکر ہے جس نے مجھ کو گناہوں سے بچایا“ اور مطلب یہ ہے کہ لوگ معلوم کر لیں کہ فلاں شخص گنہگار ہے، یا کہنا انا لست بزان۔۔۔۔۔ ”میں زانی نہیں ہوں“ اس غرض کہ لوگ اس (دوسرے) کو زانی سمجھیں، یا کہنا متبکر بہت بُری شے ہے، چنانچہ شیخ سعدی فرماتے ہیں: ۵

تکبر عز اذیل را خوار کرد بزندان لعنت گرفتار کرد
 اس مطلب سے کہ لوگ سمجھیں کہ وہ شخص متکبر ہے یا کہنا کہ دارمھی کتروانا منع ہے تاکہ لوگ سمجھیں کہ وہ شخص دارمھی کتروانا ہے یا کہنا کہ صبح کی نماز جماعت سے ادا نہ کرنا گناہ ہے اور غرض اس کلام سے یہ ہو کہ وہ شخص صبح کی نماز جماعت سے ادا نہیں کرتا۔

چھٹی تقسیم

اس کی پانچ قسمیں ہیں:

ایک غیبت زبان سے۔

۱۔ غیبت زبان

حکایت: چند شخصوں سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، خلال کرو اور گوشت کو اپنے دانتوں سے بکالو، ان لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آج ہم نے کھانا نہیں کھایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تمہارے دانتوں میں گوشت کی سُرخ دیکھتا ہوں تم نے کسی کی غیبت کی ہے اور فی الواقع ان لوگوں نے زبان سے ایک شخص کی شکایت کی تھی (اس کو عبد بن حمید نے روایت کیا ہے، سیوطی نے تفسیر و نزہۃ میں نقل کیا ہے)۔

حکایت: ایک شخص جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آٹھ گئے اور دوسرے شخص نے ان کی غیبت کی اور زبان سے ان کی شکایت کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے شخص! تو خال کر اس نے کہا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے آج گوشت نہیں کھایا، آپ نے فرمایا: تو نے ابھی ایک مسلم کا گوشت کھایا (روایت کیا طبرانی نے اور عبد العظیم منذری نے کتاب الترمذیہ الترمذیہ میں نقل کیا ہے)۔

حکایت: ایک روز ابن سیرینؒ نے ابراہیم نخعیؒ کا ذکر کیا حاضرین سمجھ نہ سکے ابن سیرینؒ نے لوگوں کو سمجھانے کے واسطے ایک ہاتھ اپنی آنکھ پر رکھا تاکہ لوگ سمجھ جائیں کہ یہ ذکر اس ابراہیم کا ہے جو کانا ہے لیکن زبان سے اس کو کانا نہیں کہا (اس کو احیاء العلوم کی کتاب الغیبت میں نقل کیا ہے)۔

۲۔ غیبت کان | دوسرے غیبت کان سے اس طرح کہ کسی کی غیبت کو سننا اور دفع نہ کرنا کیونکہ سننا اور چپ رہنا گویا غیبت کرنا ہے، سعدی فرماتے ہیں:

ترا آنکہ چشم و دہن واد و گوش اگر عاتقہ در خلافتش مکوش

”جس ذات نے تجھے آنکھ، منہ اور کان سے نوازا ہے اگر تو صاحب عقل ہے تو اس کی مخالفت کی کوشش مت کر“

حدیث: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اذ اوقع فی الرجل و انت فی ملأ فکن للرجل ناصرا و للقوم زاجرا ثم قسم عنہم — ”جب کسی شخص کی غیبت کی جائے اور تو مجلس میں بیٹھا ہو تو اس شخص کا مددگار (اس طرح سے) ہو کہ اس کی تعریف شروع کرے تاکہ لوگ اس کی غیبت سے باز رہیں اور غیبت کرنے والے کو غیبت سے منع کر اور اس میں خلل پیدا نہ ہو“ کیونکہ اگر تو چپ بیٹھے گا تو تیرا شمار بھی غیبت کرنے والوں میں ہوگا (اس کو ابن ابی الدنیانے روایت کیا ہے اور اہل سبوطی نے درمنثور میں نقل کیا ہے)۔

حکایت: میمون بن سیاہ اپنا حال نقل کرتے ہیں کہ ایک روز میں سورا تھا، خواب میں میرے سامنے ایک سیاہ رنگی لایا گیا جو کہ مردہ تھا اور کسی نے مجھ سے کہا اے میمون! تم اس رنگی میت کو کھاؤ، میں نے کہا میں کیوں کھاؤں، اس شخص نے کہا اس لئے کہ تم نے فلاں کے غلام کی غیبت کی میں نے کہا واللہ! میں نے اس کی غیبت نہیں کی اور اس کی کوئی صفت بھی میں نے ذکر نہیں کی

اس شخص نے کہا، اگرچہ تو نے غیبت نہیں کی لیکن تو نے سُنی اور یہ سُنا غیبت کرنے کے مانند ہے (اس کو بغوی نے تفسیر معالم التنزیل میں نقل کیا ہے) اثناء اللہ تعالیٰ غیبت کے سننے کا بیان اصل ثانی میں بالتفصیل آئے گا۔

۳۔ غیبتِ دل | تیسرے غیبت کرنا دل سے اس طرح کہ کسی کے ساتھ بدگمانی رکھے اور کسی مسلم صالح کے حق میں بدوں علامات و اسباب کے برائے گمان قائم کرنا اثناء اللہ بدگمانی رکھنے کا بیان عنقریب آئے گا۔

۴۔ غیبتِ اعضاء | چوتھے غیبت کرنا اعضاء سے یعنی لوگوں کو کسی کے عیب یا اچھے اور دیگرہ کے اشارے سے سمجھا دینا مثلاً جب کوئی شخص مجلس سے اٹھ جائے تو اس کی طرف ہاتھ سے اشارہ کر دینا یا آنکھ سے کنایہ کر دینا یا ہونٹ ہلا دینا تاکہ لوگوں کو اس کا میوب ہو یا معلوم ہو جائے، یا جب کسی کی تعریف درمیان میں آئے تو اس وقت گردن ہلا دینا یا کسی طرح حرکت کر دینا۔

حکایت: ایک عورت خباب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی اور وہ پستہ قد تھی اس کے جلنے کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بہ نیت تذیل اس کی طرف ہاتھ سے اشارہ کیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے عائشہ! تم نے اس عورت کی غیبت کی۔ (یہ حکایت سیوطیؒ نے درمنثور میں یہی سے نقل کی ہے)۔

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لا یحل لمسلم ان یشیر الی اخیہ بنظرہ تو ذیہ۔ ”کسی مسلمان کو کسی مسلمان بھائی کی طرف آنکھ سے اشارہ کرنا کہ وہ اشارہ اس کو تکلیف دے، حلال نہیں ہے“ (اس کو امام غزالیؒ نے باب حقوق المسلم میں نقل کیا ہے)۔

آیت: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَیَلِّیْ لَکُلِّ هَمَزَةٍ لَّهُمْ ؕ ”لست بہرہ اور لمزہ“۔ **دقیقہ:** بہرہ اور لمزہ کے معنی میں مفسرین نے اختلاف کیا ہے، یہی نے ابن جریرؒ سے روایت کیا ہے کہ بہرہ سے مراد وہ شخص ہے جو آنکھ سے اور ہاتھ سے لوگوں کو تکلیف دے اور لمزہ وہ شخص ہے جو زبان سے لوگوں کو تکلیف دے، چنانچہ درمنثور میں سیوطیؒ نے اسی روایت کو نقل کیا ہے اور جواہر التفسیر میں بھی تماز کے معنی سورہ نون کی تفسیر میں مذکور ہیں، اور

بغوی نے سفیان ثوریؒ سے نقل کیا ہے کہ مراد ہمزہ سے وہ شخص ہے جو زبان سے لوگوں پر طعن کرے۔ لُزہ وہ شخص ہے جو آنکھ سے اشارہ کرے، اذیت دے اور سلیمان جمل نے حاشیہ جلالین میں ابن کیمان سے نقل کیا ہے کہ ہمزہ وہ شخص ہے جو اپنے ہم نشین کو زبان سے اذیت دے اور لُزہ وہ شخص ہے جو کسی پر بھوں سے اشارہ کرے یا اس کی طرف پھراوے، اس آیت کی مزید تحقیق انشاء اللہ فرع ثالث میں آئے گی۔

حکایت: جس وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معراج میں تشریف لے گئے وہاں عجیب معاملات دیکھے، آپؐ نے چند لوگوں کو دیکھا کہ ان کے مُنہ آگ کی قینچی سے کترے جاتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، میں نے پوچھا، یا جبرئیل یہ کون لوگ ہیں جبرئیل نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا میں زنا کے واسطے زینت کرتے تھے، پھر میں نے دیکھا کہ ایک جماعت سے رونے کی آوازیں آرہی ہیں اور وہاں سے بدبودار ہوا نکل رہی ہے میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں جبرئیل نے کہا کہ یہ وہ عورتیں ہیں جو دنیا میں زنا کے واسطے زینت کرتی تھیں، پھر میرا گذر ایک جماعت پر ہوا میں نے دیکھا کہ چند عورتیں اور مرد لٹکے ہوئے ہیں، جب میں نے ان کے بارے میں پوچھا تو جبرئیل نے کہا ہُوَ لَاءِ الْعَمَازِ وَنَ الْهَمَازِونَ — ”یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا میں لوگوں کو آنکھ سے اور ہاتھ سے اشارہ کرتے تھے اور لوگوں کو اس طرح سے تکلیف دیتے تھے“ (اس کو منذری نے کتاب الترغیب والترہیب میں نقل کیا ہے)

پانچویں قسم غیبت بذریعہ کتاب، مثلاً کسی کے عیوب کو کسی کے پاس خط میں لکھ بھیجا یا اخبار میں چھاپنا اور چھپوانا یا اپنی تصانیف میں بعض تحقیر، معاصرین کے عیوب ظاہر کرنا۔

تنبیہ: امام غزالیؒ نے اعیان العلم میں اور صفوریؒ نے نزہۃ المجالس میں اور فقیر اللہ نے تنبیہ الغافلین میں اور آفندی نے سیرت احمدیہ میں غیبت کی قسموں میں نہایت اختصار اور اقتضار کیا ہے، چند اقسام پھوڑ دیئے ہیں اور جو اقسام ذکر کئے ہیں ان کو بھی بالتفصیل نہیں لکھا ہے۔ راقم الحروف نے اس بحث کو خوب تفصیل سے لکھا اور اس مقام میں صاف صاف بیان کیا، تاکہ لوگ فائدہ مند ہوں اور راہ ضلالت سے طریق ہدایت کی طرف آئیں، کیونکہ بہت سے لوگ

بسبب جمالت اقسام میں مبتلا رہتے ہیں اور جائز و ناجائز میں امتیاز نہیں کرتے اور چونکہ اس زمانے کے بعض علماء بھی غیبت کی بیماری میں مبتلا ہیں اور وہ جاہلوں کو نصیحت نہیں کرتے بلکہ خود بھی امتیاز نہیں کرتے اسی سبب سے جب کسی غیبت کرنے والے سے کوئی کہتا ہے کہ غیبت نہ کر تو کہتا ہے یہ غیبت نہیں ہے حالانکہ اگر کوئی شخص باوجود علم کے غیبت کی درستی کا قائل ہو تو وہ کافر ہے اور اگر بغیر علم کے کہہ دے تو وہ شخص قابل تعزیر و توبیخ ہے لیکن اس زمانے میں خود توبیخ کرنے والے قابل توبیخ ہو رہے ہیں اور اپنی عمر کو مفت کھو رہے ہیں، اب لازم ہے کہ اس مقام سے فراغت حاصل کر کے فرع ثالث کی طرف التفات ہو کیونکہ جس قدر تفصیل مذکور ہوئی ہے مرد ہو شیاد کے لئے کافی ہے۔

سخا ہم دیں نوع گفتن بے کہ حرفے بس اذکار بند و کسے
 ”میں اس سلسلہ میں کچھ زیادہ نہیں کہنا چاہتا، اس لئے کہ اگر کوئی عمل کرے تو ایک حرف بھی بہت ہے۔“



غیبت کی درست صورتیں

جو صورتیں غیبت کی درست ہیں بلکہ بعضوں میں ثواب ہے، اور جن صورتوں میں الہی شرع نے جواز کا حکم دیا ہے، یہ ان کا بیان ہے۔

تنبیہ: امام نووی شرح مسلم اور امام غزالی احیاء العلوم اور کیمیائے سعادت میں صفوریٰ نزہۃ المجالس میں اور فقیہ مطالب المؤمنین میں اور طبری عین العلم میں غیبت کی چھ صورتیں جائزہ لکھتے ہیں اور ابن عابدین شامی رد المحتار حاشیہ در مختار میں چار کا اضافہ کر کے دس صورتیں تحریر کرتے ہیں اور داقم الحروف تین صورتیں زیادہ نکال کر تیرہ لکھتا ہے اور ہر صورت کے جواز کی وجہ بھی لکھتا ہے۔

۱۔ **شکایت ظلم یا حاکم بالا** اگر قاضی یا مفتی یا دیوان یا کسی امیر نے کسی پر ظلم کیا تو اپنا حق پانے کے واسطے حاکم بالا کے سامنے اس کی شکایت کرنا درست ہے، کیونکہ اگر حاکم بالا کے سامنے ظالم کی غیبت نہ کرے گا تو اس کا حق برباد ہو جائے، اس کے علاوہ ہو سکتا ہے کہ حاکم کا ظلم بیان کر دینے پر حاکم بالا ظالم کو معزول کر دے تاکہ ہر شخص اس کے ظلم سے بچے، لہذا ان سب فوائد کے تحت یہ صورت درست ہے۔

ارشاد: شیعہ کہتے ہیں کہ الشکایۃ والتعنین لیسان الغیبة — ظالم کی شکایت کرنا اور کسی فاسق کی غیبت لوگوں کو بچانے کی نیت سے درست ہے، بلکہ ظالم کا یا کسی کا عیب بیان کرنا تاکہ لوگ اس کی صحبت سے پرہیز کریں غیبت نہیں ہے، "اس کو سیوطی نے در منثور میں مہیقی سے نقل کیا ہے، یہ صورت ان چھ صورتوں میں سے ہے جس پر غزالی، صفوریٰ طبری اور صاحب مطالب المؤمنین کا اتفاق ہے۔

آیت: خداوند عالم فرماتا ہے لَا تُحِبُّ اللَّهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْمِ مِنَ الْقَوْلِ إِلَّا مَنْ ظَلَمَ —

ترجمہ ”اللہ تعالیٰ کسی کی بدی کا اظہار کرنے کو پسند نہیں فرماتے مگر وہ شخص کہ جو مظلوم ہو اس کے لئے ظلم کے اظہار میں کوئی مضائقہ نہیں ہے“

دقیقہ : اللہ تعالیٰ کا مطلب لایجب سے یہ ہے کہ جو شخص کسی کی بدی کو آشکارا کرے گا اللہ تعالیٰ اس پر عذاب نازل کرے گا اور مراد جبر یا سور سے یاد ہے جیسا کہ امام رازی نے تفسیر کبیر میں ابی حسان رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے، پس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دعائے بد کو کسی کے حق میں پسند نہیں کرتا مگر ہاں جو شخص مظلوم ہو اس کو ظلم کے حق میں بد دعا کرنا درست ہے اور یا عیوب بیان کرنا ہے جیسا کہ بغوی نے مجاہد سے نقل کیا ہے اور یا دونوں مراد ہیں جیسا کہ تفسیر حلالین میں پسند کیا ہے، لہذا آیت کے معنی یہ ہوئے کہ جو شخص کسی کے عیوب آشکارا کرے گا یا کسی کے حق میں دعائے بد کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کو عذاب دے گا، مگر جو شخص مظلوم ہو اس کو ظلم کے حق میں بد دعا کرنا اور اس کی غیبت کرنا درست ہے، مثلاً گناہ کا کمال شخص نے ہمارے سال میں چوری کی، ہم سے سیدہ زہری کی ہمارا مال چھین لیا ہماری امانت میں خیانت کی، اسی طرح ہر قسم کا ظلم بیان کرنا حاکم بالا کے سامنے اپنا حق لینے کے واسطے درست ہے۔

حکایت : جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک شخص نے بعض لوگوں سے مہمانی طلب کی ان لوگوں نے اس کی کچھ مہمانی نہ کی، اس شخص نے ان لوگوں کی شکایت شروع کی اور علی الاعلان ان کی برائیاں بیان کیں، صحابہؓ اس پر خفا ہوئے اور اس کی شکایت سے ناراض ہوئے فی القوریہ آیت نازل ہوئی اور خدا نے مظلوم کو غیبت کرنے کی اجازت دی۔

(اس کو عبد الرزاق نے مجاہد سے روایت کیا ہے اور قاضی شفاء اللہ بانی تہی نے تفسیر مظہری میں نقل کیا ہے)

حکایت : قبیلہ کنندہ اور شہر حضرموت کے دو آدمیوں میں باہم گفتگو ہوئی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حضرمی نے کندی کے باپ کی شکایت کی اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کے باپ نے میری ظان زین چھین لی ہے اور آپ مجھ کو دلا دیجئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسب شرع اس مقدمہ کا فیصلہ کر دیا اس کو اور اوڈو نے کتاب الدعا دی میں روایت کیا ہے۔

غیبت اصلاح عیوب : اگر کوئی شخص کسی عیب یا گناہ میں مبتلا ہے اس کی خبر ایسے شخص کے

پاس پہنچا تاکہ وہ اس عیب کے اس کو روکے گا اور اس کو نصیحت کرے گا، درست ہے کیونکہ غیبت سے اس کو فائدہ ہوتا ہے کہ وہ شخص اس کام سے بچتا ہے، مثلاً اگر کسی شخص میں کچھ عیب ہے تو اس کے باپ کو اس سے خبردار کر دینا یا کسی امام کو آگاہ کر دینا، اگر قاضی رشتہ وغیرہ لیا ہو تو اس کی خبر سلطان کو کر دینا درست ہے تاکہ باپ یا امام وغیرہ اس شخص کو فعل بد سے باز رکھیں اور سلطان قاضی کو معزول کر دے یا تجبیہ کر دے تاکہ تمام مخلوق کو نفع ہو (یہ صورت طلب المؤمنین میں العلم، میرت احمدیہ، رد المحتار، تنزیہ الابصار، ایضاً العلم، نزہۃ المجالس اور شرح صحیح مسلم امام نووی اور منتخب المغتائب میں ہے)۔

حکایت: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے حضرت سعدؓ کو فہ کے عامل مقرر تھے لوگوں نے بہت سے اُمور میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ان کی شکایت کی، ایک شکایت یہ بھی تھی کہ سعدؓ نہ بھی طرح نماز نہیں پڑھتے ہیں اور حالت نماز میں قرات اچھی طرح نہیں کرتے، حضرت عمرؓ نے یہ شکایت سنی تو سعدؓ کو معزول کر دیا اور حضرت عمرؓ نے حضرت عمارؓ کو عامل مقرر کیا اور ان لوگوں کو کچھ منع نہیں فرمایا، پھر سعدؓ کو بلوایا اور ان سے شکایتوں کا حال پوچھا، اور کہا کہ اے سعدؓ! یہ لوگ کہتے ہیں کہ تم نماز خوب نہیں پڑھتے ہو، سعدؓ نے عرض کیا کہ جب چار رکعت ظہر کی، عصر کی یا عشاء کی پڑھتا ہوں تو پہلی دو رکعتیں طویل کرتا ہوں اور اخیر میں قرات کم کرتا ہوں اور جس طرح جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے میں بھی اسی طرح پڑھتا ہوں۔ عمرؓ نے فرمایا سعدؓ ہم کو تم سے ایسی ہی اُمید تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح نماز پڑھو گے (اس کو نجاشی نے باب قراۃ الامم والمأمومین میں روایت کیا ہے)۔

اس حکایت سے معلوم ہوا کہ لوگوں کا عیب پھر مٹانے کے واسطے غیبت کرنا درست ہے کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو اہل کوفہ سعدؓ کی شکایت نہ کرتے اور اگر انہوں نے شکایت کی بھی تھی تو حضرت عمرؓ ان کی شکایت نہ سنتے کیونکہ غیبت منشاء غیبت کرنے کے ہے۔

حدیث: المستامع شریک المغتابین _____ ”غیبت سننے والا گناہ میں غیبت کرنے والے کا شریک ہے“ (اس کو خزائن الروایات میں نقل کیا ہے)۔

حکایت: ابوالمحم نے اپنے غلام عمیرؓ کو گوشت بھوننے کا حکم دیا، جب وہ چلے گئے تو ایک

مسکین آیا اور عمرؓ نے وہ گوشت بغیر موٹی کی اجازت کے اس فقیر کو دے دیا، جب ابوالمحم کو معلوم ہوا تو اپنے غلام کو مارا، اس غلام نے یہ ماجرا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا اور اپنے مولا کی شکایت کی اس نیت سے کہ آپؐ اسے نصیحت فرمائیں گے، آپؐ نے اس شخص کو بلوایا اور کہا تم نے عمرؓ کو کیوں مارا۔ ابوالمحمؓ نے کہا، میری مرضی کے بغیر اس نے گوشت فقیر کو دے دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوالمحم یہ غلام جو صدقہ کرے گا اس کا آدھا ثواب تمہیں ملے گا، لہذا اس کے مارنے میں بے باکی نہ کیا کرو اور صدقہ کے باب میں غلام کو نہ مارا کرو (اس کو مسلم نے کتاب الصدقہ میں روایت کیا ہے)۔

اطاعت والدین

حکایت: حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کی ایک زوجہ تھیں اور وہ ان کو نہایت محبوب تھیں لیکن حضرت عمرؓ ان سے خفا رہتے تھے

اور ہمیشہ اپنے فرزند سے کہا کرتے تھے کہ اس زوجہ کو طلاق دے دو، اور اس کو چھوڑ دو ہر چند حضرت عمرؓ کہتے تھے لیکن ابن عمرؓ اپنے والد کا کہنا نہیں مانتے تھے، ایک روز حضرت عمرؓ نے اپنے بیٹے عبداللہ کی شکایت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کی اور غیبت کی کہ میرا بیٹا میرا کہنا نہیں مانتا ہے اور میری مرضی کے خلاف کرتا ہے، اس نیت سے کہ آپؐ ابن عمرؓ کو نصیحت فرمادیں، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ شکایت سنی تو حضرت ابن عمرؓ کو بلوایا اور ان کو حکم دیا کہ اپنے باپ کی تابعداری کرو اور اپنی زوجہ کو طلاق دے دو۔ (اس کو ابو داؤد نے باب بر الوالدین میں روایت کیا ہے)۔

نصیحت: اس حدیث سے باپ کی اطاعت کی صاف تاکید سامنے آگئی، اس واسطے جا بجا قرآن میں والدین کی اطاعت کی تاکید وارد ہوئی ہے اور جو شخص والدین کی مخالفت کرے اس کے باب میں بہت سختی وارد ہوئی ہے، لہذا ہر انسان پر لازم ہے کہ ان کی خدمت میں کمی نہ کرے اور ان کی تابعداری میں قصور نہ کرے۔

حکایت: حسن بھریؓ کے عہد میں ایک شخص تھا جو ہمیشہ گناہوں میں مبتلا رہتا تھا، اس کی ماں اسے بہت متع کرتی تھی لیکن وہ شخص ماں کا کہنا نہیں مانتا تھا اور اس کی ماں حسن بھریؓ کی خدمت میں آتی تھی اور اپنے فرزند کی شکایت کرتی تھی تاکہ حسن بھریؓ اس کے فرزند

کو کچھ نصیحت کریں اور راہِ راست کی طرف ہدایت کریں، حسنؒ بھی شکایتوں کو سُسن سُسن کے چپ رہتے تھے، یہاں تک کہ جب اس شخص کی موت قریب آئی تو اس کے دل میں وحشت سمائی اس نے اپنی ماں سے کہا کہ حسنؒ کو یہاں بلا تا کہ مجھ کو توبہ سکھا دیں اور خدا سے میری مغفرت کرا دیں، اس شخص کی ماں حسنؒ کے پاس آئی اور اپنے فرزند کی تنبیہ کی، حسنؒ چونکہ اس شخص سے بہت خفا تھے اس کے پاس نہ گئے جب وہ شخص حسنؒ کے آنے سے مایوس ہوا تو اپنی ماں سے کہنے لگا کہ جب میری رُوح نکل جائے تو تم میرے گلے میں ایک رسی ڈالنا اور مجھ کو پینچ کے پھراتا اور میری قبر گھر میں بنانا کہو نہ میں نہایت بد ہوں، میں نے زندگی میں لوگوں کو تکلیف دی، اگر میں قبر میں دفن ہوں گا تو اہلِ مقابلہ میری وجہ سے تکلیف پائیں گے، میرے قرب سے گھبرا ئیں گے۔

آخر رُوح نے پرداز کی ماں نے وصیت بجالانے کا قصد کیا کہ اچانک غیب سے آواز آئی اے عورت! یہ شخص ولی اللہ ہے حق تعالیٰ اس کے افعال سے آگاہ تھا تو اس کے ساتھ ایسی سختی نہ کر، جب اس کی ماں نے یہ آواز سُنی تو رسی کو گلے سے نکال کر حسبِ وصیت اس کو گھر میں دفن کر دیا، جب تجہیز و تکفین اور تدفین سے فراغت ہوئی تو حسنؒ بھری آئے اور کہنے لگے کہ اے عورت! میں نے ابھی جناب باری کو خواب میں دیکھا ہے، خدا نے مجھ سے فرمایا کہ اے حسن! تو نے اس شخص کو میری رحمت سے ناامید کیا اور تو اس کے پاس نہ گیا، اور میں نے اس شخص کو بخش دیا اور اس کو جنت میں لے لیا۔ (یہ حکایت صفوری رح نے نزہۃ المجالس میں لکھی ہے)۔

ہدایت: اس حکایت سے معلوم ہوا کہ جب دریا ئے رحمت جوش کرتا ہے تو ہر گناہ محو ہو جاتا ہے، حالانکہ وہ شخص نہایت مجرم تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا اور اس کا سبب یہ ہے کہ اس شخص کو موت کے وقت خوف ہوا اور اس کا بدن دہشت سے لرزنے لگا لہٰذا خدا نے تعالیٰ نے بھی اس کے گناہوں سے درگزر کیا، اسی واسطے انسان کو چاہیے کہ فقط اللہ تعالیٰ کی رحمت پر اعتماد نہ کرے اس کی مغفرت پر تکیہ نہ کرے بلکہ اس کی تہا ریت کو بھی دیکھے اور دل میں نہایت خوف کرے۔

سلام کا جواب حکایت: ایک مرتبہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حضرت عمرؓ نے سلام کیا، انھوں نے جواب نہ دیا، حضرت عمرؓ نے یہ خبر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پہنچائی اور ان سے کہا کہ آپ حضرت عثمانؓ کو نصیحت کریں اور ان کو جواب سلام کی تاکید کریں، جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ شکایت سنی تو حضرت عثمانؓ کو نصیحت کی یہ حکایت ملائی قاری نے میں العلم کی شرح میں نقل کی ہے (۱)۔

ہدایت: اس سے معلوم ہوا کہ سلام کا جواب دینا ضروری ہے ورنہ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ کی شکایت نہ کرتے اور ان کے جواب نہ دینے پر بڑا نہ مانتے، اس واسطے مسئلہ یہ ہے کہ سلام کرنا سنت مؤکدہ ہے لیکن سلام کا جواب دینا فرض کفایہ ہے، یہاں تک کہ اگر عقل میں صرف ایک شخص نے جواب دے دیا تو سب کے ذمہ سے فرض ساقط ہو گیا۔
تصیحت: اس زمانے میں سلام کرنا بالکل متروک ہو گیا ہے اور اٹھ اٹھ اٹھانے کا طریقہ رائج ہو گیا ہے خصوصاً امیروں میں اور عورتوں میں سلام کرنا بہت معیوب سمجھا جانے لگا ہے، اگر امیر کو کوئی شخص سلام کرے تو وہ نہایت خفا ہوتا ہے، بلکہ سلام کرنے والے کو سزا دینے کا قصد کر لیتا ہے۔ اگر کوئی عورتوں کو سلام کر لے تو عورتیں اس پر ہنستی ہیں اور اس سے خفا ہوتی ہیں اور یہ نہیں سمجھتیں کہ امر دینی پر استہزاء کرنا اور اس کو ناچیز سمجھنا کفر ہے۔
حکایت: ملک شام سے حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہ کے عامل نے لکھ بھیجا کہ ابو جندل نامی ایک شخص یہاں دائم الخمر ہے، اس نیت سے کہ حضرت عمرؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کو نصیحت کر دیں، جب حضرت عمرؓ نے یہ شکایت سنی ابو جندل کو خط میں نہایت تنبیہ کی اور ایہ آیت لکھی۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ خُذْ تَنْذِیْلَ الْكِتَابِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ۝ غَاۤفِرِ الذَّنْبِ وَكَذٰلِیْلِ التَّوْبِ ۝ شَدِیْدِ الْعِقَابِ ۝ ذٰی الْعَوْلِ —
 ”اللہ کے نام سے جو بہت مہربان بہت پیار کرنے والا ہے (لکھتا ہوں)، قرآن اللہ کی طرف سے نازل کیا گیا ہے جو زبردست ہے، خبر دے گا، گناہ بخشنے والا، توبہ قبول کرنے والا، سخت عذاب دینے والا اور صاحب قدرت ہے“ جب ابو جندل نے یہ آیت پڑھی تو اپنے دل میں بہت نادم ہوا اور خمر کے استعمال سے توبہ کی (یہ حکایت امام غزالی نے حیاء العلوم کے باب لا عذر المرء للغفۃ میں لکھی ہے)

ممانعتِ نوحہ

حکایت: جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت زید بن حارثہ جعفر اور عبد اللہ ابن رواحہ رضی اللہ عنہم کے مقتول ہونے کی خبر ملی آپ کو نہایت غم ہوا اور اصحاب اجلہ کی شہادت سے نہایت الم ہوا، آپ مسجد میں غمگین بیٹھے تھے کہ ایک شخص نے آکر حضرت جعفر کی عورتوں کا عیب بیان کیا اور بتلایا کہ وہ سب داویلا کر رہی ہیں، اس نیت سے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم منع فرمادیں۔ جب آپ نے یہ شکایت سنی تو اسی شخص سے فرمایا کہ جعفر کی عورتوں کو نوٹھے سے روکو پھر وہ شخص آیا اور کہنے لگا کہ میرا کننا عورتیں نہیں مانتی ہیں پھر آپ نے فرمایا کہ ان کو پھر منع کرو۔ تیسری مرتبہ پھر وہ شخص آیا اور پھر وہی بات کہی، اس پر آپ نے فرمایا کہ اگر وہ عورتیں کہنے سے نہیں رکتی ہیں تو ان کے منہوں میں مٹی ڈال دو۔ (اس کو بخاری نے کتاب الجنائز میں روایت کیا ہے)۔

ہدایت: اس سے معلوم ہوا کہ میت پر نوحہ کرنا بہت منع ہے کیونکہ جس وقت انسان مر گیا ہلاکت میں پڑ گیا اس کو عمر کے ضائع کرنے پر نہایت ندامت اور حسرت ہوتی تو ایسے وقت میں تو وہ کام کرنا چاہیئے جس سے اس میت کو کچھ فائدہ ہو اور رونے سے اس وقت کچھ فائدہ نہیں کیونکہ وہ قواب زندہ ہو نہیں سکتا بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ روتے سے مردے کو عذاب ہوتا ہے اور نوحہ کرنے میں بے صبری اور انسان کی بے عقلی ظاہر ہوتی ہے اسی واسطے جب کوئی شخص مرجھاتا ہے اور لوگ رونا شروع کرتے ہیں تو عمرؓ راہیل گھر کے دروازے پر کھڑے ہو کر کہتے ہیں کہ اے لوگو! تم کیوں روتے ہو ہم نے اس پر کسی طرح کا ظلم نہیں کیا، بلکہ جب اس کا وقت معین آیا ہم نے اس کی روح قبض کر لی۔

نصیحت: اہل زمانہ رونے میں بے باک ہیں، کسی شخص کے مرنے کے بعد غم چھتے ہیں، خصوصاً عورتیں کہ ان کا حال بیان سے باہر ہے اور مردوں پر تعجب ہے کہ عورتوں کو نوٹھے سے منع نہیں کرتے، بلکہ خود بھی شریکِ نوحہ ہوتے ہیں عورتوں کی طرح بیتاب ہوتے ہیں، بے وقوفوں کی طرح ماہی بے آب ہوتے ہیں، میت کے پلنگ کے پاس بیٹھ کر ایسا روتے ہیں کہ گویا عورتوں کے کان کاٹے ہیں اور اگر کوئی ان سے کہتا ہے کہ اس قدر نوحہ کیسا ہے؟ تو خفا ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم پر کوئی مصیبت نہیں پڑی ہے، مشہور ہے کہ:

قدر مصیبت اُن کس داند کہ بمصیبتی گرفتار آید۔ ترجمہ ”مصیبت کا اندازہ اسی کو ہوتا ہے جو خود مبتلائے مصیبت ہوتا ہے“ اور یہ نہیں سمجھتے کہ آواز سے رونا یا شرمندہ درست بھی ہے یا نہیں، لوگوں کو چاہیئے کہ جب کوئی شخص مرے آنکھ سے رویا کریں تو نہ کیا کریں، بلکہ عورتوں کو بھی نوچے سے منع کیا کریں، میت کو اس وقت کچھ ثواب بخشا کریں، اپنے اوقات کو مفت ضائع نہ کریں۔

حکایت: حضرت علی رضی اللہ عنہ کا معمول تھا **سلام میں سبقت کرنے کی فضیلت** کہ جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ملاقات کرتے تو پہلے

خود السلام علیک کہتے ایک روز حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خلاف معمول کیا یعنی پہلے سلام نہیں کیا، بلکہ جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سلام کیا تو انھوں نے جواب دیا یہ ماجر کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ ہمیشہ علی رضی اللہ عنہ کو سلام کرتے تھے، آج جب ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو علی رضی اللہ عنہ نے سلام نہ کیا بلکہ جب ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سلام کیا تو انھوں نے جواب دیا، یشکایت سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور سلام نہ کرنے کا سبب پوچھا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں ہمیشہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کو سلام کیا کرتا تھا، رات کو خواب میں میں نے ایک باغ دیکھا، لوگوں سے پوچھا کہ یہ باغ کس کے واسطے ہے کسی نے کہا یہ باغ اس کو ملے گا جو مسلمان کو پہلے سلام کرے گا، میں نے آج ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اسی لئے سلام نہیں کیا تا کہ وہ خود پہلے سلام کریں اور اس باغ کے مستحق ہوں (یہ حکایت صفوری نے نزہۃ المجالس منتخب النفاٹس کے باب السلام میں شرح صحیح بخاری ابن ابی حمزہ سے نقل کی ہے)۔

حکایت: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا یہ معمول تھا **امام کو لمبی قراۃ کی ممانعت** کہ جب نماز پڑھتے تو بڑی سورت تلاوت کرتے

تھے، ایک روز ایک شخص نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں معاذ رضی اللہ عنہ کی شکایت کی اور بیان کیا کہ ایک روز معاذ رضی اللہ عنہ نے نماز میں سورہ بقرہ کی تلاوت کی، مقتدیوں کو اس سے نہایت تکلیف ہوئی، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ شکایت سنی تو معاذ رضی اللہ عنہ کو نصیحت کی اور فرمایا: اے معاذ رضی اللہ عنہ! تم قن ہو، لوگوں کو فتنے میں ڈالتے ہو، جب نماز پڑھا کرو تو

سورۃ واللیل اور سجدہ امم ربیع الاعلیٰ پر کفایت کیا کرو، بہت طویل قرأت نہ کیا کرو۔
راہرواؤ نے اس کو باب الاولہ میں روایت کیا ہے۔

ہدایت: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امام کو نماز میں قرأت طویل نہ کرنی چاہیے کیونکہ بعض مقتدی بیمار ہوتے ہیں، بعض ضعیف ہوتے ہیں قرأت طویل سے انھیں تکلیف ہوتی ہے اور نماز میں کراہت پیدا ہو جاتی ہے لیکن جس قدر قرأت مسنون ہے اس سے حتی الوسع کمی بھی نہ کرنی چاہیے، ہاں ضرورت کے وقت ایسا کر سکتے ہیں، چنانچہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا ہے۔

نصیحت: اس زمانے کے لوگوں کی عجیب عادت ہے کہ جب اکیلے نماز پڑھتے ہیں تو رکوع وسجود اور قرأت کا قطعی اہتمام نہیں کرتے ہیں صبح اور ظہر کی نمازیں والسماء ذات البروج، والسماء والطارق وغیرہ پراکتفا کرتے ہیں حالانکہ سورۃ حجرات سے والسماء ذات البروج تک صبح اور ظہر کی نمازیں مسنون ہے اور جب امام ہوتے ہیں تو قرأت کو بہت طول دیتے ہیں، یہاں تک کہ حد مسنون سے بھی تجاوز کر جاتے ہیں اور مقتدیوں کو تکلیف دیتے ہیں، اگر مقتدی دھوپ میں کھڑے ہوں تو ان کی طرف التفات نہیں کرتے، قرأت طویل سے سروکار رکھتے ہیں، ان لوگوں کو چاہیے کہ اپنے افعال سے باز آئیں اور نماز میں قرأت مسنونہ کیا کریں یعنی صبح اور ظہر کی نمازیں سورۃ حجرات سے والسماء ذات البروج تک عصر اور عشاء کی نمازیں والسماء والطارق سے اذان لزلزلۃ مغرب کی نمازیں اذان لزلزلۃ الارض سے آخر تک جیسا کہ مسنون ہے پڑھا کریں، لیکن اگر مقتدیوں کو اس سے بھی تکلیف ہو کرے تو چھوٹی سورتیں پڑھ لیا کریں۔

حکایت: اہل شام نے شراب کا استعمال شروع کیا بلکہ اس کے حلال ہونے کا فتویٰ بھی دے دیا اور دلیل میں یہ آیت پیش کی کیس علی الذین آمنوا وصابوا الصالحات جنات فی ماکھموا۔۔۔۔۔ ”جو لوگ ایمان لائے ہیں نیک عمل کرتے ہیں، کھانے میں ان لوگوں پر کچھ گناہ نہیں ہے (جس چیز کو چاہیں استعمال کریں)۔“

ان دنوں یزید بن ابی سفیان شام کے عامل اور حاکم تھے ان لوگوں کی تمکات حضرت عمرؓ

کو لکھ بھیجی۔ حضرت عمرؓ نے ان لوگوں کو بلوایا اور اپنے اصحابؓ سے ان کی شان میں مشورہ کیا۔ اصحاب نے کہا اے عمرؓ ان لوگوں پر توبہ پیش کیجئے، اگر یہ لوگ توبہ کر لیں تو اتنی کوڑے مارئے اور شراب پینے کی حد جاری کیجئے اور اگر توبہ نہ کریں تو ان کو قتل کیجئے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے ان پر توبہ پیش کی اور ان لوگوں نے اپنے اعتقاد سے توبہ کی۔ اس حکایت کو ابولہیث مرقفی نے تنبیہ الغافلین کے باب النحر میں نقل کیا ہے۔

حکایت: شام میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایک دوست تھا، ایک شخص شام سے آئے
حضرت عمرؓ نے ان سے اپنے دوست کا حال پوچھا انھوں نے کہا کہ تمہارا دوست کباثرؓ میں مبتلا ہے، حتیٰ کہ شراب میں بدست رہتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے جب یہ حال سنا تو اپنے دوست کو ایک خط لکھا اور اس میں نہایت ڈرایا اور یہ آیت بھی اس میں درج کی حد تنزیل المکتب الحبیب اس شخص نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خط پڑھا تو بہت رویا اور گناہوں سے توبہ کی (یہ حکایت احیاء العلوم میں حقوق صحبت کے پانچویں حق کے بیان میں مذکور ہے)۔

دقیقہ: کسی کا عیب بیان کرنا اور کسی کی غیبت کرنا، اس شخص کے سامنے جو اس کو اس عیب سے روک نہیں سکتا درست نہیں ہے کیونکہ اس غیبت میں کچھ فائدہ نہیں ہے۔
حکایت: ایک شخص نے حجاج کو ابن سیرینؒ کے روبرو برا کہا، ابن سیرینؒ اس شخص پر خفا ہوئے اور اس کی غیبت سے ناراض ہوئے کیونکہ ابن سیرینؒ اس پر قادر نہ تھے کہ حجاج کو نصیحت کرتے، لہذا اس شخص کی طرف سے حجاج کی غیبت بلا فائدہ ہوئی، یہ حکایت انشاء اللہ تیسری فرع میں مذکور ہوگی۔

راقم الحروف لکھتا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی عیب میں مبتلا ہے تو اس کا عیب بیان کرنا اور اس کی غیبت کرنا کسی شخص کے سامنے اس نیت سے کہ جب وہ شخص سنے گا کہ فلاں میرے عیب سے واقف ہو گیا ہے تو خود بخود شراب کے اس عیب کو چھوڑ دے گا، درست ہے چنانچہ بعض حکایات سے بھی یہ مضمون نکلتا ہے۔

حکایت: ایک شخص نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے ہمسائے کی شکایت

کی، آپ نے صبر کرنے کا حکم فرمایا، پھر اس شخص نے شکایت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی مضمون ارشاد فرمایا، جب تیسری مرتبہ اس شخص نے اپنے ہمسائے کی غیبت کی تو آپ نے فرمایا اپنے گھر کا اسباب راہ میں ڈال دے۔ جب تیسرا ہمسایہ دیکھے گا تو خود بخود خراکے کھٹے تکلیف دینے سے روکے گا، اس شخص نے اپنا اسباب راہ میں ڈال دیا، راہ میں جو شخص چلتا ہے پوچھتا تھا تم نے یہ اسباب یہاں کیوں پھینکا، یہ شخص کہتا تھا مجھ کو میرے ہمسائے نے تکلیف دی، اس سبب سے میں نے اپنا اسباب گھر سے نکال دیا، جب اس کے ہمسائے کو خبر پہنچی تو اس کو حیا آئی خود اس شخص کے پاس آیا اور اپنا قصور معاف کرایا اور اس کا اسباب اپنے گھر لے گیا اور تکلیف نہ دینے کا وعدہ کیا (اس کو امام غزالی نے باب حقوق الجوارح میں نقل کیا ہے)

۴۔ غیبت لغرض استفتاء | اگر کسی عالم یا مفتی کے سامنے مسئلہ پوچھنے کے واسطے اور مسئلہ کی صورت بتانے کے واسطے کسی شخص کا عیب بیان کیا تو کوئی مضائقہ نہیں ہے، مثلاً کسی عالم سے کہے کہ فلاں شخص مجھ کو خرچ نہیں دیتا۔ میرا باپ مر گیا ہے اور فلاں شخص وصی ہے تمام مال و اسباب اپنے تصرف میں لاتا ہے مجھ کو ایک جہ بھی نہیں دیتا، یا فلاں مکان بکا ہے اور میں اس کا شفیق ہوں، باوجود میری طلب کے فلاں شخص مجھ کو نہیں دیتا ہے، پس ایسی صورت میں کیا فتویٰ ہے (یہ صورت بھی ایضاً العلوم اور نزہۃ المجالس، منتخب النفائس، سیرت احمدیہ، مطالب المؤمنین اور شرح صحیح مسلم امام نووی اور دارالمتعارف حاشیہ در مختار میں ہے)۔

حکایت: حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بیوی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ابوسفیان کی غیبت کی اور کہا کہ ابوسفیان وہ بخیل ہیں خرچ دیتے میں تنگی کرتے ہیں، آپ اس باب میں کیا فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم کو ابوسفیان خرچ نہیں دیتے ہیں تو تم بغیر ان کی اطلاع کے ان کے مال سے بقدر حاجت لے لیا کرو (اس کو بخاری نے کتاب النفقات میں روایت کیا ہے)۔

حکایت: ایک عورت آئی اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرنے لگی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو میرے خاوند نے ایک ٹاپا نچر مارا ہے، اس صورت میں کیا

مسئلہ ہے، حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو بھی اپنے خاوند کو ایک طمانچہ مار اور اس سے بدلہ لے لے فی القور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اَلْجَالُ قَوْمٌ عَلَى الْمَسَاءِ الْخِ — ”مردم عورتوں پر فضیلت رکھتے ہیں، خاوند بیویوں پر حکومت رکھتے ہیں“ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کو نہایت فضیلت عطا کی ہے اور خاوند نے اپنی جائیداد بھی نکاح میں خرچ کی ہے (اس کو ابن ابی حاتم نے روایت کیا ہے اور سیوطی نے درمنثور میں نقل کیا ہے)

حکایت: کچھ لوگ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آئے اور عرض کرنے لگے کہ ہم لوگ حج کی نیت سے اپنے گھروں سے نکلے جب ذات الصفاح میں پہنچے تو ہمارے ایک رفیق نے انتقال کیا، تجہیز و تکفین کے بعد جب ہم لوگوں نے ان کے دفن کرنے کا ارادہ کیا تو دیکھا کہ ایک عظیم الشان سانپ بیٹھا ہوا ہے، ہم لوگوں نے اس قبر کو چھوڑ کر دوسرے مقام پر قبر کھودی اس قبر میں بھی وہی سانپ نمودار ہوا، پھر ہم لوگوں نے تیسری قبر کھودی اس میں بھی وہی عذاب دکھائی دیا، اب کیا کریں اور اس شخص کو کہاں دفن کریں، حضرت ابن عباسؓ نے خیال کیا کہ یہ سانپ غضب الہی ہے اس کے گناہوں کے سبب اللہ تعالیٰ نے اس پر مسلط کیا ہے، اور ان لوگوں سے فرمایا یہ سانپ جناب باری کی طرف سے ہے اگر تم تمام زمین کھودو گے تو بھی ہر جگہ اس سانپ کو پاؤ گے۔ لازم ہے کہ کسی قبر میں اس کو دفن کر دو اور اس کے واسطے دعائے خیر کرو (یہ حکایت تنبیہ الغافلین کے باب عذاب القبر میں ہے)۔

دقیقہ: اگرچہ معین کا نام لینا استفتاء کی صورت میں درست ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ کسی کا نام نہ لے اور کسی شخص کو معین نہ کرے بلکہ فرضی نام سے سوال کرے۔

حکایت: حضرت عویم رضی اللہ عنہ کو اپنی بیوی پر زنا کا شبہ ہوا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں فتویٰ پوچھنے کا ارادہ کیا لیکن اپنی بیوی کی غیبت نہ کی بلکہ عرض کیا، کہ حضرت اگر اپنی بیوی کو کسی کے ساتھ زنا کرتے ہوئے دیکھتے تو اس صورت میں کیا کرے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ گئے کہ یہ قصہ عویم رضی اللہ عنہ کی بیوی کا ہے آپؐ نے فرمایا عویم رضی اللہ تعالیٰ نے لعان کا حکم دیا ہے، قرآن مجید میں یہ مضمون سورہ نور میں نازل کیا گیا ہے، تم اپنی بیوی کو حاضر کر دو اور لعان کر لو حضرت عویم رضی اللہ عنہ اور ان کی بیوی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے

اور بحکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں میں لعان ہوا جیسا کہ تفصیل لعان کی کتب فقہ میں مذکور ہے (اس قصے کو امام مالکؒ نے موطا کی کتاب اللعان میں بیان کیا ہے)۔

۵۔ غیبت بغرض اطلاع حال | راقم الحروف کہتا ہے کہ لوگوں کے اوصاف قبیحہ کو بیان کرنا اور ان کے اعمال شنیعہ کو عیاں کرنا کسی

عالم یا زاہد یا نبی یا امام کے سامنے درست ہے، اس غرض سے کہ یہ عالم یا نبی اس شخص کی شان میں کچھ ارشاد فرمادیں، جس طرح صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم لوگوں کے اوصاف بد کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں بیان کرتے تھے اور کبھی برائیاں بھی عیاں کرتے تھے، لیکن ان کی غرض مسلمانوں کی ذات نہیں ہوتی تھی کسی بھائی کی تنقیص منظور نہیں ہوتی تھی بلکہ صحابہؓ کا اس سے مقصد یہ تھا کہ شاید حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مضمون کو سُن کر اس شخص کا حال بیان کریں اور ہم لوگوں کو بھی خبردار کریں۔

حکایت: ایک روز صحابہؓ نے ایک عورت کا ذکر کیا کہ وہ بہت بخل ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اس میں بخل کی صفت ہے تو وہ جہنمی ہے۔

بخیل از بود زاہد بحر و بر بہشتی نہ باشد بکلم خبر!

”بخیل اگرچہ بحر میں مانا برا زاہد ہو سکی وہ بہشتی نہیں ہو سکتا حدیث کے حکم کی وجہ سے۔“

اس حکایت کو امام غزالیؒ نے کتاب الغیبت میں نقل کیا ہے

حکایت: ایک جنازہ گذرا، صحابہؓ نے اس کی تعریف کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وجبت — ”واجب ہو گئی“ اس کے بعد دوسرا جنازہ گذرا صحابہؓ نے اس کی برائی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وجبت — ”واجب ہو گئی“ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے دونوں مرتبہ مکرر وجبت ارشاد فرمایا، لیکن اس کا مطلب نہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگوں نے اول میت کی تعریف کی اس پر جنت واجب ہو گئی اور دوسری میت کی برائی کی اس پر دوزخ واجب ہو گئی، کیونکہ تم لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف سے گواہ ہو جس کی تعریف کرو گے معلوم ہوگا کہ وہ جنتی ہے اور جس کی برائی کرو گے ظاہر ہوگا کہ وہ جہنمی ہے (اس کو ابی ماجہ سنن میں نے

ابواب الجنائز میں روایت کیا ہے)۔

دقیقہ: اس مقام پر ایک شک ہوتا ہے وہ یہ کہ مردے کی غیبت حرام ہے چنانچہ اس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے، کیونکہ مرنے کے بعد کسی کو معلوم نہیں کہ مرحوم ہے یا طعون لہذا صحابہؓ نے مردوں کی غیبت کیسے کی؟ اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ غیبت کس کی خاموشی کیوں اختیار کی؟ اس شک کے جواب میں لوگ غلطاً و بیجاں ہو گئے ہیں جامع صغیر فی حدیث البیشر النذیر کی شرح میں علامہ عزیزی لکھتے ہیں کہ صحیح جواب یہ ہے کہ جس کی بُرائی صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بیان کی، حالت زندگی میں وہ فاسقوں میں سے ہوگا، اسی واسطے صحابہؓ نے بعد مرگ اس کی غیبت کی کیونکہ فاسق کی غیبت درست ہے، راقم الحروف کہتا ہے کہ اس جواب کی صحت میں دو وجہ سے کلام ہے، ایک یہ کہ اس میت کی جس کی بُرائی صحابہؓ نے بیان کی تھی فاسق ہونا تبصریح ثابت نہیں ہے لہذا اس جواب میں مرتبہ یقین حاصل نہیں ہے، دوسرے یہ کہ کل اموات کی غیبت حرام ہے خواہ زندگی کی حالت میں فاسق ہوں یا زاہد، ہاں فاسقوں کی غیبت کرنا اہل ان کے عیوب بیان کرنا اور ان کے عذاب کو مرنے کے بعد لوگوں کو ڈرانے کے واسطے میاں کرنا درست ہے چنانچہ اس کی تفصیل انشاء اللہ آدے گی، اور اس میت کی بُرائی سے صحابہؓ کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں کسی کو ڈرانا منظور نہ تھا، لہذا اس کی غیبت کیونکہ درست ہوئی، راقم الحروف کہتا ہے کہ صحیح جواب یہ ہے کہ یہ غیبت صحابہؓ کی طرف سے بہ نیت ذلت نہ تھی، بلکہ اس سے غرض یہ تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس باب میں کچھ ارشاد فرمادیں اس واسطے یہ غیبت درست ہوئی، واللہ اعلم بالصواب فقہہ ام الکتاب

حکایت: ایک شخص نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلاں عورت ناز بہت پڑھتی ہے، روزہ بہت رکھتی ہے مگر اپنے ہمسایوں کو بہت تکلیف دیتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ عورت دوزخی ہے پھر اس شخص نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلاں عورت ہر طرح کی عبادت کرتی ہے اور ہمسایوں کو تکلیف بھی نہیں دیتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ عورت جنتی ہے (اس کو احمد بن حنبل رحمہ نے روایت کیا ہے اور خطیب تبریزی نے مشکوٰۃ المصابیح کے باب الشفقة علی الخلق میں نقل کیا ہے)۔

دقیقہ ۱: بعضوں کا مذہب ہے کہ کسی شخص کی امور دینی میں غیبت کرنا اور دین کے بارے میں کسی کے عیوب کو بیان کرنا مضائقہ نہیں رکھتا ہے کیونکہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی اعمال میں لوگوں کی غیبت کی ہے اور لوگوں کی صفت پر ظاہر کی ہے، چنانچہ احادیث اس سلسلے میں مروی ہیں لیکن صحیح یہ ہے کہ امور دینی میں اگر غیبت کسی فائدہ کے پیش نظر ہے تو درست ہے جیسا کہ فقہاء نے غیبت کی ہے وہ تو درست نہیں ہے واللہ اعلم بالصواب وعذہ ام الكتاب .

۶۔ غیبت فاسق معلن | جو شخص فاسق معلن ہو، یعنی آشکارا گناہ کرتا ہو مثلاً نماز نہ پڑھتا ہو یا لوگوں پر ظلم کرتا ہو یا زنا کرتا ہو یا روزہ

چھوڑنے کی عادت رکھتا ہو تو اس کی غیبت نہایت تہذیبی اور درست ہے اسی واسطے زہاد علماء ظالم بادشاہوں کی غیبت کیا کرتے تھے، چنانچہ حکایتوں سے معلوم ہوگا ایضاً کہ نہایت الجالس منتخب الناس رد المحتار شرح مسلم نووی، سیرت احمدیہ اور تنبیہ الغافلین میں ہے۔

ارشاد: سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں: ثلثة لیست لہم غیبة الامام الجائر والفاسق المعلن بفسقه والمبتدع الذی یدعو الناس الی بدعته "تین شخصوں کی غیبت درست ہے ایک امام ظالم، ایک وہ شخص جو گناہوں میں علی الاعلان مبتلا رہتا ہو، تیسرا وہ شخص جو بدعت میں مبتلا ہو اور لوگوں کو بدعت سکھاتا ہو" (اس کو سیوطی نے درغشور میں بیہقی سے نقل کیا ہے)۔

ارشاد: حسن بصریؒ فرماتے ہیں ثلثة لا غیبة لہم صاحب الہوی والفاسق المعلن بفسقه والامام الجائر — "تین شخصوں کی غیبت جائز ہے، ایک جو اپنے نفس کا مقلد ہو اور مبتدع ہو، دوسرا فاسق معلن تیسرا سلطان ظالم" (اس کو امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے ابیاء العلوم کے باب الاذکار المخصوصة للغیبة میں نقل کیا ہے)۔

ارشاد: فقیر ابواللیث فرماتے ہیں الغیبة علی اربعة اوجہ فی وجہ کفر وھوان یتعاب المسلم فقیل لہ لا تغتیب فیقول لیس هذا الغیبة وانا صادق فی ذلک فقد استحل ما حرم اللہ ومن استحل ما حرم اللہ فقد کفر واما الوجہ الذی هو نفاق فھوان یتعاب انسانا فلا یسمیہ عند من یعرف انہ یرید بہ فلا نفاق یتعابہ

ویری من نفسه، انه متورع واما الوجه الذي هو عاص فهو ان يقتاب انسانا ويسميه
و يعلم انها معصية فهو عاص وعليه التوبة والرايع ان يقتاب فاسقا معلنا بقسمه

او صاحب بدعة فهو ماجور لا نهم يحذرون منه اذا عرفوا حاله
”غیبت کی چار قسمیں ہیں، پہلی قسم یہ ہے کہ انسان غیبت کرے اور جب اس سے کہا جائے کہ غیبت
نہ کر، تو کہے یہ غیبت نہیں میں اس شخص کے صحیح عیب بیان کر رہا ہوں اس صورت میں غیبت کرنے والا
کافر ہو جاتا ہے کیونکہ حرام کو حلال کہنا کفر ہے، دوسری قسم یہ ہے کہ انسان کسی کی غیبت کرے اور
اس کا نام نہ لے، لیکن سامعین سمجھ جاتے ہوں کہ یہ فلاں شخص کی غیبت کر رہا ہے تو اس صورت
میں غیبت کرنے والا منافق ہے کیونکہ ظاہر میں غیبت سے بچا ہے اور اس شخص کا نام نہیں
لیتا ہے لیکن درحقیقت غیبت میں مبتلا ہے، تیسری قسم یہ، کہ کسی کی غیبت کرے اور نام کی
بھی تعین کرے اور غیبت کی بدی سے بھی واقف ہے تو اس صورت میں وہ شخص گناہگار ہوگا
چوتھی قسم یہ کہ کسی فاسق کی غیبت کرے اس صورت میں غیبت کرنے والے کو ثواب ہوگا، کیونکہ
جب لوگ اس غیبت کو سنیں گے تو اس فاسق سے بچیں گے۔“

دقیقہ: راقم الحروف غفرلہ انھوں نے لکھتا ہے کہ فاسق ملعن کی غیبت درست ہونے
کی سمر قذی نے یہ وجہ لکھی ہے کہ فاسق کی غیبت سے لوگ ڈریں گے اور اس کی صحبت سے
بچیں گے، اس واسطے یہ غیبت درست ہے لیکن یہ وجہ تام نہیں ہے کیونکہ ایسا فاسق ملعن
جس کے احوال سے سب واقف ہوں اور اس سے ڈرتے ہوں اس کی غیبت بھی درست ہے
حالانکہ اس غیبت سے وہ فائدہ نہیں ہے بلکہ فاسق کی غیبت درست ہونے کی دو وجہیں ہیں
پہلی وجہ یہ کہ شاید بسبب غیبت کے فاسق اپنے اعمال سے باز رہے اور جب سُنے کہ ہم کو لوگ
مجلسوں میں برا کہا کرتے ہیں تو شاید ان کو حیا آئے اسی واسطے جو شخص فاسق ہو اس کو سلام کرنا
مکروہ ہے، چنانچہ یہ مسئلہ کتب فقہ میں موجود ہے تاکہ اس فاسق کو تنبیہ ہو اور اپنے اعمال
سے نفرت ہو، دوسری وجہ یہ ہے کہ فاسق ملعن کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک کچھ عزت نہیں ہے
اسی واسطے وارد ہوا ہے۔

حدیث: اذا مدح الفاسق غضب الرب تعالیٰ ————— ”جب کوئی شخص فاسق

کی تعریف کرے تو اللہ تعالیٰ اس تعریف سے بہت خفا ہوتا ہے اور دریائے غضب جوش میں آجاتا ہے۔“ (اس کو بہتی نے روایت کیا ہے اور مشکوٰۃ الصالحین کے باب حفظ اللسان میں یہ حدیث نقل کی گئی ہے)۔ لہذا بندوں کو بھی قاسم کی عزت نہ کرنے کی چاہیے، لیکن شرع سے بھی تجاوز نہ ہونا چاہیئے بلکہ اس طرح سے کہ شرع میں قدم ثابت رہے اسی واسطے صحابہؓ منافقین اور کافریں کے محبوب بیان کیا کرتے تھے اور علمائے حق سلاطین کی کچھ عزت نہیں سمجھتے تھے واللہ اعلم بالصواب

حکایت: ہارون رشید علماء سے نہایت محبت رکھتے تھے اور علماء کی ہمنشینی اختیار کرتے تھے، جب ہارون غلیقہ ہوئے تو سب علماء و مبارک بادی دینے لگے آئے مگر سفیان بن سعید المندثری نہ آئے تو ہارون نے ایک خط ٹوری کو لکھا اور اس میں یہ مضمون درج کیا کہ ”اے سفیان! میں نے تم سے دوستی کی تھی اب تم میں نے الفت کی رتی نہیں توڑی اگر میں سلطان نہ ہوتا تو تمہارے پاس آتا اور جب میں سلطان ہوا سب لوگ میرے پاس آئے مگر تم نہ آئے، اے سفیان! میں نے بیت المال کھولا اور سب کو مال دیا اور میں تمہارا بہت مشتاق ہوں فی الفور تم اس طرف کا قصد کرو اور میرے پاس آؤ۔ فقط“ ہارون نے یہ خط لکھ کر عباد طالقائی کو دیا اور سفیان کے پاس کو روانہ کیا،

جب عباد کو فہم پہنچا اور سفیان کی مسجد سامنے آئی تو ابو سفیان نماز پڑھ رہے تھے عباد نے ہارون کا خط سفیان کے سامنے پھینک دیا، جب سفیان نے سلام پھیرا، اس خط کی کچھ عزت نہ کی، ہارون کی سلطنت کی کچھ حقیقت نہ سمجھی، لوگوں سے کہا یہ خط ہارون ظالم کا آیا ہے، میں اس کو ہاتھ نہ لگاؤں گا، اپنے ہاتھ کو اس خط کے چھونے سے خراب نہ کروں گا تم لوگ اس خط کو کھولو اور اس کا مضمون مجھ کو سناؤ، لوگوں نے خط کھولا اور اس کا مضمون ان کو سنایا، سفیان نے کہا، اس کا جواب اسی خط کی پشت پر لکھ دو، لوگوں نے کہا اے سفیان ہارون سلطان ہے اس کے واسطے خط الگ سے لکھنا بہتر ہے، سفیان نے کہا اس ظالم کے خط کا جواب اسی کاغذ پر لکھو چنانچہ یہ مضمون اس میں لکھوایا کہ: ”اے ہارون! میں نے رشتہ الفت کو توڑا اور تیری محبت سے منہ موڑا تو نے بیت المال کا مال مصرف میں خرچ نہیں کیا مال کو ضائع کیا، قیامت میں ہم اس کی گواہی جناب باری کے سامنے دیں گے اور تیری حقیقت کو

کھول دیں گے، اے ہارون! تو نے علماء کی صحبت چھوڑی، ایمان کی لذت غارت کی، سلطنت کو توڑنے اختیار کیا، وبالِ عظیم کو اپنی گردن پر لیا، اے ہارون! تو تخت پر بیٹھا، ریشمی لباس کا استعمال شروع کیا، ظالم بنا پسند کیا، بلکہ ظالموں کا امام ہوا، اے ہارون! تیرا کیا حال ہوگا جب اہل حق تیرے دامن گیر ہوں گے، تیری نیکیاں لیں گے اپنی بدیاں تجھ کو دیں گے، اے ہارون! یہ وصیت یاد رکھ اور خدا سے خوف کر، اے ہارون! اب تم مجھ کو خط نہ لکھنا، میری ملاقات کا ہرگز خیال نہ کرنا۔ فقط“

سفیان نے یہ عبارت ہارون کے خط کی پشت پر لکھوا دی اور عبادتے اس خط کو ہارون تک پہنچایا، ہارون کو اس خط کے دیکھنے سے نہایت خوف ہوا اور تادم واپس وہ خط ان کے پاس رہا (یہ حکایت امام غزالیؒ نے باب امر الامراء بالمعروف میں لکھی ہے)۔

حکایت: ابو الدین طاووسؒ نے روایت کیا ہے کہ میں ایک روز حجاج کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک شخص نے زور سے لبیک کہا، حجاج نے لوگوں کو حکم دیا کہ اس شخص کو حاصر کرو، جب وہ شخص آیا حجاج نے پوچھا اے شخص تیرا وطن کہاں ہے، اس نے کہا میرا مکس میں معدن ایمان ہے، حجاج نے پوچھا کہ اے شخص! میں کے حاکم محمد بن یوسف کو جو کہ میرا بھائی ہے تو نے کس حال میں چھوڑا، اس نے کہا محمد بن یوسف مرد جسم تھا، ریشمی کپڑوں کی عادت تھی حجاج نے کہا اے شخص! میں محمد بن یوسف کے لباس اور بدن اور صورت کا حال نہیں پوچھتا ہوں، بلکہ اس کی خصلتوں کے بارے میں استفسار کرتا ہوں، اس شخص نے بلا خوف صاف صاف کہنا شروع کیا،

اے حجاج محمد بن یوسف کی خصلت یہ تھی کہ مسلمانوں پر نہایت ظلم کرتا تھا، اپنے مولیٰ کی مخالفت کرتا تھا، ہنشینوں کی اطاعت کرتا تھا یہ سُن کر حجاج خفا ہوا اور کہنے لگا اے شخص! کیا تو نہیں جانتا کہ میرے نزدیک محمد بن یوسف کا کیا مرتبہ ہے، وہ میرا بھائی ہے تو میرے سامنے کس طرح میرے بھائی کے محبوب بیان کر رہا ہے، اس شخص نے جواب دیا کہ اے حجاج! جتنا مرتبہ تیرے نزدیک تیرے بھائی کا ہے اس سے زیادہ مرتبہ میرا اللہ کے نزدیک ہے کیونکہ میں حاجی ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیرو ہوں، جب یہ بیباک کلام حجاج

نے سنا تو چپ ہو رہا۔

طاؤس کہتے ہیں جب وہ شخص حجاج کے گھر سے باہر نکلتا تو میں بھی اس کے ساتھ ہوں، اور اس سے کہا، اے شخص میں تجھ سے دوستی چاہتا ہوں اور مصاحبت کی آرزو رکھتا ہوں اس شخص نے کہا اے طاؤس! تمہاری بزرگی میرے نزدیک کچھ نہیں ہے، کیونکہ تم ابھی سلطان کے پہلو میں تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے کہا اے شخص! حجاج چونکہ زبردست سلطان تھا اور اس نے مجھ کو طلب کیا، مجبوراً مجھ کو جانا پڑا، اس شخص نے کہا اے طاؤس! تم نے حجاج کو نصیحت کیوں نہیں کی اور اس کو تعلیم کیوں نہیں دی اس کی کیا ضرورت تھی کہ تم بھی اس کے ساتھ تکیہ لگا کر بیٹھے اور آرام لینے لگے۔

(یہ حکایت دیرمی نے حیوۃ الحیوان میں طاؤس کے ذکر میں بیان کی ہے)۔

دقیقہ: فاسق کی غیبت فقط امور دین میں درست ہے مثلاً، اس امر کا تذکرہ کرنا کہ وہ شخص نماز کا تارک ہے یا روزہ نہیں رکھتا ہے یا غیبتیں کیا کرتا ہے یا لوگوں کو قتل کرتا ہے، یا زنا کرتا ہے وغیر ذلک اور فاسق کے بدن کے، لباس کے یا صورت کے عیوب بیان کرنا درست نہیں کیونکہ یہ اس کے اختیاری اوصاف نہیں ہیں لہذا ان اوصاف میں غیبت کرنے سے کچھ فائدہ نہیں ہے چنانچہ اس کی تصریح نہ بہر الجالس اور میر حماد وغیرہ میں موجود ہے۔

۷۔ غیبت بغرض حفاظت | اگر کسی شخص کے سبب سے کسی کو ضرر پہنچتا ہو اور وہ ضرر سے واقف نہ ہو تو ضرر پہنچانے والے کی غیبت کرنا درست ہے تاکہ اس کے سبب لوگوں کو ضرر نہ ہو مسلمانوں کو معزت نہ ہو (یہ سوراجیاء العلم اور نہ بہر الجالس، سیرۃ احمدیہ، عین العلم، تنبیہ الغافلین، مطالب المؤمنین، در مختار اور شرح صحیح مسلم میں ہے) اس صورت کی کئی مثالیں ہیں۔

دقیقہ: پہلی مثال، اگر کوئی شخص فاجر ہو، پریشیدہ عیوب میں مبتلا ہو اور کوئی عالم یا زاهد اس کے پاس اٹھتا بیٹھتا ہو اور اس امر کا خوف ہے کہ اگر یہ عالم اس شخص کے عیوب سے واقف نہ ہوگا تو خود بھی خراب ہو جائے گا، لہذا اس شخص کے عیوب پر لوگوں

کو مطلع کرنا اس خیال سے کہ لوگ اس سے ڈریں اور اس کی صحبت سے بچیں، درست ہے اسی واسطے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی لوگوں کی شکایت کی ہے، بعضوں پر لعنت کی ہے تاکہ لوگ اس کے عیبوں سے واقف ہوں اور اس کی صحبت سے اجتناب کریں۔

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اتر غبون عن ذکر الفاجر

بماقیہ اھتکہ حتی یعرفہ الناس اذ کو وہ بماقیہ حتی یحذره الناس
”کیا تم فاجر کے ذکر سے جو کہ فسق کرتا ہو بیچتے ہو اس کو لوگوں کے سامنے ذیل کرو اور اس کے عیب بیان کرو تاکہ لوگ اس سے ڈریں“

(یہ حکایت امام غزالی نے احیاء العلوم کے باب الاعداد المرخصۃ للغبیۃ میں نقل کی ہے)۔

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اذ کو د الفاسق بماقیہ یحذر

الناس ————— ”تم فاسق کے عیبوں کا ذکر کرو تاکہ لوگ اس سے بچیں“ (یہ حدیث جو اہر

التفسیر میں اور نزہۃ المجالس میں اور منتخب النفاۃ کی کتاب الغیبۃ میں مہذب سے منقول ہے)

دوسری مثال: اگر کوئی شخص لوگوں کو تکلیف دیتا ہو تو اس کے اس عیب کو ظاہر کرنا

کہ غلام سے لوگوں کو تکلیف پہنچتی ہے یا فلاں شخص دوا دیوں میں چل خوری کر کے فساد کرتا ہے درت

ہے، ای واسطے لازم ہے کہ جب بالغ سے کوئی غلام یا لونڈی خریدے تو اس میں جو عیب ہو اس کو

ظاہر کر دے تاکہ مشتری مطلع ہو جائے اور تکلیف نہ اٹھائے۔

حکایت: قالمہ بنت قیسؓ کہ جب ابو عمرو بن حصص نے طلاق دی تو حضرت معاویہؓ بن

ابی سفیان اور ابو جہم نے نکاح کا پیغام بھیجا، قالمہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض

کیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معاویہؓ فقیر ہیں ان کے ساتھ نکاح نہ کرو اور ابو جہم غریب

کو بہت مارتا ہے، اپنے کندھے سے چڑی نہیں اُتارتا، بلکہ تم اُس امر میں زہید کے ساتھ نکاح

کو نہ کرو (یہ حکایت جو اہر التفسیر میں مذکور ہے)۔

حکایت: ایک شخص اپنے غلام کو کسی کے ہاتھ بیچنے لگا، اور بیچتے وقت خریدار

سے کہہ دیا کہ اس غلام میں کچھ عیب نہیں ہے مگر یہ کہ چغل خور ہے خریدار نے کہا کچھ مفنا لقتہ

نہیں ہے جب خریدار نے اس غلام کو خرید لیا تو غلام نے فساد پھیلادیا اس طرح کہ اپنے مولیٰ

کی بیوی سے جا کے کہا کہ تیرا خاوند تجھ سے محبت نہیں رکھتا بلکہ دوسری عورت لانا چاہتا ہے اس کی دوا یہ ہے کہ جب تیرا خاوند سوئے تو اُسترا لے کے اس کی گدی کے بال مونڈنا اگر ایسا کریگی تو وہ تجھ سے محبت کرے گا اور اپنے مولیٰ سے جا کے کہا کہ تمہاری بیوی تمہیں ذبح کرنا چاہتی ہے ایک روز اس کا مولیٰ یہی آنکھ بند کر کے ریٹ گیا وہ عورت غلام کے کہنے کے مطابق اُسترا لائی خاوند نے آنکھ کھول کر دیکھا تو سمجھا کہ واقعی یہ عورت مجھ کو ذبح کرنے آرہی ہے، فی الفور اسے قتل کر ڈالا، جب یہ خبر اس عورت کے وارثوں کے پاس پہنچی تو انھوں نے اس آدمی کو مار ڈالا اس غلام کی چغل خوری کے سبب یہ فساد عظیم واقع ہو گیا۔ (یہ حکایت احیاء العلوم کی کتاب الغیبتہ میں ہے)۔

تیسری مثال: جب کوئی مقدمہ قاضی کی عدالت میں دائر ہو اور مدعی اپنے دعوے کے اثبات کے واسطے گواہ لاوے تو اگر مدعی علیہ کو گواہوں کے عیوب معلوم ہوں اور ان کا بھوٹا ہونا معلوم ہو تو ان گواہوں کے کذب کو ظاہر کر دے تاکہ مقدمہ خلاف واقع فیصل نہ ہو جائے واللہ اعلم ۛ

دقیقہ: اگر کوئی شخص پر شیدہ پر شیدہ گناہوں میں مبتلا ہے، ہر طرح کا فسق و فجور کرتا ہے لیکن اس کے گناہوں سے کسی کو ضرر نہیں پہنچتا تو اس کی غیبت درست نہیں اور اس کا عیب ظاہر کرنا اور لوگوں کو اس پر مطلع کرنا جائز نہیں ہے بلکہ جو شخص کسی کے عیب کو مشترکرتا ہے خدائے تعالیٰ بھی اس کے عیوب پر لوگوں کو مطلع کر دیتا ہے، اسی واسطے جو شخص عیب فاش کرنے کی عادت رکھتا ہو ہمیشہ لوگوں کی غیبت کرتا ہو اس سے دوستی نہ کرنی چاہیئے اور اس کے پاس اٹھنا بیٹھنا بھی نہ چاہیئے۔

ارشاد: بعض اکابر کا قول ہے لا تصعب من الناس الا من یلکم سرک ویستد عیبک فان لم تجد الا تصعب الا نفسك۔ ”صرف اس شخص کے ساتھ اٹھو بیٹھو، جو تیرا عیب چھپا دے اور تیرے اسرار کو ظاہر نہ کرے اور اگر ایسا شخص نہ ملے تو کسی کی ہمیشہ نہ اختیار کرو بلکہ اپنے نفس کی رفاقت اختیار کرو؟“

(یہ احیاء العلوم کے باب الصفات المشروطہ للصحبة میں منقول ہے)۔

ارشاد: زید بن اسلم فرماتے ہیں انا الغيبة لمن لم يعلن بالمعاصي
 ”جو شخص عیب آشکارا نہ کرتا ہو بلکہ پوشیدہ گناہوں میں مبتلا رہتا ہو اس کی غیبت الغیبة نہایت
 ہوگی اور اگر کوئی آشکارا عیب میں ڈوبا رہتا ہو تو اس کی غیبت، غیبت نہ ہوگی“
 (اس کو درنثر میں نقل کیا ہے)۔

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من ستر عورة اخيه المسلم ستر
 الله عورته يوم القيمة ومن كشف عورة اخيه المؤمن كشف الله عورته
 ”جو شخص مسلمان بھائی کے عیب کو چھپا دے گا خدا تعالیٰ قیامت کے روز اس کے
 عیبوں کو چھپا دے گا اور جو شخص مسلمان بھائی کے پوشیدہ گناہوں کو ظاہر کرے گا خدا تعالیٰ اس کے
 گناہوں کو بھی ظاہر کرے گا“ (اس کو نزہۃ المجالس کے باب الاحسان الی الیتیم میں نقل کیا ہے)۔
 حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لا یستزعب عبد آفی الدنیا
 الاستزعة الله يوم القيمة ”جو بندہ بھی کسی کے عیب کو چھپا دے گا، اللہ تعالیٰ قیامت
 کے دن اس کے عیب کو چھپا دے گا“ (اس کو مسلم نے باب الغیبة میں روایت کیا ہے)۔

۸۔ بے حیا کی غیبت | بے حیا کی غیبت درست ہے یعنی جو شخص ظاہر میں ہر طرح کے
 عیبوں میں مبتلا رہتا ہے اور اگر اس کو کوئی بُرا کلمہ تو کچھ
 اثر نہ لے، حیا اس کے پاس نہیں آتی ہے شرم اس سے کوسوں دور بھاگتی ہے
 کہتے ہیں غیبت ہے اس کی ہاں روا گر کرے کوئی کہا نہ بر ملا
 اسی واسطے صحابہؓ قاتلانِ حسین رضی اللہ عنہ کی غیبت کرتے تھے اور ان پر طعن کرتے تھے
 اس سبب سے کہ وہ بے حیا تھے اپنے عیب کو نہ سمجھتے تھے، یہ صورتِ احوالِ معلوم، عینِ معلوم
 سیرۃ احمدیہ، درمختار اور رد المحتار اور مطالب المؤمنین میں ہے۔

حدیث: من القی جلاب الیاء فلا غیبة له ”جو شخص حیا کے
 پردے کو ڈال دے اور نقابِ شرم اپنے منہ سے اٹھا لے اس کی غیبت درست ہے“
 (اس کو ابوالشیخ نے روایت کیا ہے اور ملا علی قاری نے شرح عین العلم میں نقل کیا ہے)۔
 ارشاد: سعدیؒ فرماتے ہیں، تین شخصوں کی غیبت درست ہے، ایک بے حیا، دوسرے

سلطان ظالم، تیسرے وہ شخص جو پریشیدہ عیوب میں مبتلا رہتا ہے اور لوگوں کو ضرر پہنچاتا ہے
 سرکس را شنیدم کہ غیبت رواست چوں زین در گذشتی چہام خطاست
 "تین آدمیوں کی غیبت میں نہ مٹتا ہے ہاڑ ہے اس سے آگے چہ تھے آدمی کی غیبت غلام ہے (درست نہیں)"
 یکے پادشاہ ملامت پسند کز دبر دل غلق بیستی گزند
 "ایک ملامت پسند بادشاہ، اس لئے کہ اس کی وجہ سے تم لوگوں کے قلب کو دکھی پاؤ گے"
 حلال ست از و نقل کردن خبر مگر خلق باشند از دہر حذر
 "ایک کے بارے میں لوگوں کو خبر کرنا حلال ہے۔ تاکہ لوگ اس سے احتراز کریں؛"
 دوم پردہ بے حیائی تبین کہ خود می درو پردہ خویشین
 "دوم وہ شخص جس نے بے حیائی کا پردہ پہن رکھا ہو کہ وہ خود ہی اپنی پردہ دری کرتا ہے؛"
 ز خوضش مدارے برادر گناہ کہ آدمی در افتد بگردن بجاہ!
 "اس کی عیب جوئی میں گناہ کا مرتکب مت ہو کہ وہ تو خود گردن تک کنڈی میں گرا ہوا ہے؛"
 سوم کثرت از دئے نارواست خو ز فعل بدش ہر چہ دانی بگو
 "سوم کم تو لنے والا۔ اس کے اعمال کے بارے میں تم کو جو کچھ معلوم ہے کہو"
حکایت حضرت حسینؑ کی شہادت کے بعد ایک روز ایک عراقی شخص نے حضرت
ابن عمر رضی اللہ عنہ سے پھر کے خون کا مسئلہ پوچھا کہ اگر کپڑے میں پھر کا خون لگ جائے تو
اس کپڑے میں نماز درست ہے یا نہیں؟ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے قائلان حسینؑ پر طعن کر کے
فرمایا کہ، اللہ اکبر! یہ عراقی اس قدر متقی ہو گئے کہ خون پھر سے احتیاط کرتے ہیں اور حسینؑ کو
اپنی عراقیوں نے شہید کیا، اس وقت احتیاط کو کچھ دخل نہ دیا۔
 (اس کو ترمذی نے مناقب حسینؑ میں روایت کیا ہے)۔

۹۔ غیبت بطور حسرت و افسوس | غیبت کرنا بطور افسوس کے درست ہے۔ یہ صورت
 غرناۃ الروایات، تنویر الابصار، والتمار اور

سیرۃ احمدیہ میں ہے۔ مثلاً کہنا کہ فلاں شخص نماز نہیں پڑھتا ہے یا زنا میں مبتلا رہتا ہے، ہم
 کو اس پر افسوس آتا ہے کیونکہ کسی کے افعال پر افسوس کرنا امر مستحسن ہے بلکہ مسلمانوں کو چاہیے

کہ جب کسی مسلمان کو گناہ میں مبتلا دیکھیں تو اس کی حالت پر اور شیطان سے اس کی مغلوبیت پر رحم کھائیں۔
ارشاد: شقیق فرماتے ہیں اذ اذکرت الرجل بسوء ولم تقم له ترحماً فانت اسوء منه و

اذ اذکرت الرجل الصالح فلم تجد في قلبك حلاوة طاعة ربك فانت رجل اسوء
جب کسی شخص کو توڑنے پر سے یا دیکھا اور ترحم نہ کیا تو تو اس سے بھی بدتر ہوا۔ اسی طرح جب کسی عابد
کا ذکر کیا اور تیرا نفس عبادت کے بغیر غلبہ نہ ہوا تو تو بدتر ہوا (اسی کو فقیر سمرقندی نے تنبیہ الغافلین میں نقل کیا ہے)
ارشاد: بعض متکلمین کا قول ہے کہ ذکر ما یستحق الرجل منه انما یشکر غیبہ اذا
قصدا الاضرار والاشامة واما اذا ذکره تاسقاً فلا یكون غیبہ ”کسی کے
اوصاف بد کا ذکر اگر بریت تذلیل ہے تو غیبت ہو گا اور اگر بریت افسوس کے تذکرہ کیا ہے تو اس کا شمار
غیبت میں نہ ہو گا“ (اس کو خزائن الروایات میں نقل کیا ہے)۔

۱۰۔ **مجهول آدمی کی غیبت** | اسی طرح ہر کسی کے اوصاف بد کا بیان کرنا اور اس کا نام نہ لینا درست ہے،
یہ صورت بڑا ذیہ، سیرت احمدیہ، و مختار، خزائن الروایات وغیرہ میں ہے۔

۱۱۔ **مشہور لقب بد کا ذکر** | اگر کوئی شخص کسی لقب سے مشہور ہو اور اس لقب میں ایک عیب
اس شخص کا ٹھکانا ہو تو اس کو اسی لقب سے یاد کرنا، کچھ مضائقہ

نہیں رکھنا کیونکہ اگر اس کو اس لقب سے یاد نہ کریں گے تو گو کہ اس کو نہ پہچانیں گے جس طرح لفظ ”اعرج“
ایک شخص کا لقب ہے اور اس کے معنی ٹکڑا کے ہیں اور محدثین حدیثوں کی روایتوں میں ”عن الاعرج“ وغیرہ
نکلتے ہیں، لیکن بہتر یہ ہے کہ حتیٰ الوسع معیوب لقب کو بیان نہ کرے دیہ صورت احیاء العلوم، زہد الجہاں
رد المحتار و مطالب المؤمنین اور شرح صحیح مسلم امام نووی رحمہم اللہ میں ہے۔

۱۲۔ **غیبت بغرض تقویت دین** | رد المحتار میں ہے کہ دین کی تقویت کے لئے غیبت
درست ہے جس طرح محدثین ایک دوسرے کا عیب

بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ فلاں شخص جھوٹ کی عادت رکھتا ہے، حدیثوں کی روایت میں
جھوٹ بہت بڑا ہے یا فلاں راوی حدیثوں کو اپنے دل سے بنایا کرتا ہے، وضع حدیث
کی عادت رکھتا ہے یا فلاں راوی کا حافظہ کم ہے، حدیثوں کے یاد رکھنے میں اس سے تفاوت
ہو جاتا ہے اور جس طرح فقہاء کہتے ہیں کہ فلاں کتاب غیر معتبر ہے کیونکہ اس کا مصنف فقہاء
نہیں ہے، یا فلاں کتاب کا مولف معتزلی ہے اس کا قول باطل ہے یا فلاں شخص نے اپنی کتاب

میں مسائل ضعیفہ کو بھی درج کیا ہے، یا فلاں فقیرہ روایت موضوعہ کو اپنی تصنیف میں لاتا ہے اپنی سند احادیث ضعیفہ کو بناتا ہے، وعلیٰ ہذا

۱۳۔ غیبت بغرضِ عبرت | راقم الحروف کہتا ہے کسی زندہ کی غیبت کرنا یا مرہ کی اور اس کے ساتھ مزاکا ذکر کرنا لوگوں کو ڈرانے کے واسطے

درست ہے، مثلاً یہ کہنا کہ فلاں شخص قابلِ جہنم ہے کیونکہ وہ بخیل ہے اس نیت سے کہ لوگ صفتِ بخیل سے بچیں یا کہنا کہ فلاں شخص حالتِ زندگی میں نہایت گناہ کرتا تھا بعدِ مرگ عذاب میں مبتلا ہوگا، یا کہنا کہ فلاں شخص عذابِ قبر میں مبتلا ہے اس لئے کہ اس نے فلاں گناہ کیا تھا یا کہنا کہ فلاں شخص کامرنے کے بعد چہرہ سیاہ ہو گیا تھا اس لئے کہ اس نے فلاں گناہ کیا تھا یا کہنا کہ فلاں شخص کو میں نے دیکھا کہ وہ عذاب میں مبتلا ہے اور اس بیان سے اس کی ذلت مطلوب نہ ہو بلکہ لوگوں کی عبرت مرغوب ہو۔

حکایت: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر دو قبروں پر ہوا، آپ نے لوگوں کی عبرت کے واسطے فرمایا، ان دونوں قبروں والوں پر عذاب ہوتا ہے ایک میت پر اس سبب کہ وہ چیل خودی کرتا تھا، دوسرے میت پر اس سبب کہ جب پیشاب کرتا تھا تو لوگوں سے پردہ نہیں کرتا تھا بلکہ ستر کھوتا تھا (اس کو ترمذی نے روایت کیا)۔

حکایت: جس وقت سلیمان بن عبد الملک سلطان ہوئے اور عمر بن عبد العزیزؒ ان کے دیوان ہوئے تو سلیمان نے ارادہ کیا کہ یزید بن مسلم وزیرِ حجاج کو اپنا منشی بنالیں عمر بن عبد العزیزؒ نے کہا یا سلیمان حجاج کا تذکرہ مت کیجئے اور اس کے وزیر سے سروکار نہ رکھئے، سلیمان نے کہا اے عمر! میرے نزدیک حجاج سے کوئی بڑائی اور کسی طرح کی خیانت اس سے نہیں ہوئی عمر بن عبد العزیزؒ رضی اللہ عنہ نے اس نیت سے کہا تھا کہ حجاج کے وزیر کو سلیمان منشی نہ بنائے تاکہ ان کے ظلم سے نجات پائے، انھوں نے مزید کہا، اے سلیمان! حجاج نے تمام مملکت میں ظلم کیا تھا تو کو گمراہ کیا، اس کے وزیر کو منشی بنانا خالی از مرر نہیں ہے جب سلیمان نے یہ کلام سنا تو یزید کو منشی نہ بنایا (اس کو میری نے حیوۃ الیوم بن سلیمان بن عبد الملک کے احوال میں بیان کیا ہے)۔

حکایت: ایک روز عمر بن عبد العزیزؒ نے قیامت کی دہشت کو یاد کیا اور بہت روئے،

یہاں تک کہ غش میں آگئے پھر یکا یک منہنے لگے لوگوں نے اس کا سبب پوچھا، تو فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا، کہ قیامت قائم ہوگئی اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حساب کے واسطے ندا دی گئی، ابو بکر رضی اللہ عنہ حاضر ہو گئے اور حساب آسان ہو کر ان کو جنت میں داخل کر دیا گیا، اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہم اجمعین بھی حساب دے کر جنت کی طرف روانہ ہوئے پھر مجھ کو ایک شخص نے بلایا، میں خدا کے سامنے نام و شرمندہ آیا، اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بھی کمال احسان حساب سخت نہ کیا، اسی دوران میں میں نے ایک مرد سے کہہ دیکھا میں نے اس کا حال پوچھا تو بولا: میں حجاج ہوں نہایت سخت عذاب میں گرفتار ہوں، لیکن عفو جناب باری کا منتظر ہوں، جس کا انتظار مسلمان کرتے ہیں میں بھی اسی کا منتظر ہوں، اس کو صفوری نے نزہۃ المجالس کے باب العدل میں نقل کیا ہے۔

دقیقہ: حجاج کے کفر میں علماء کا اختلاف ہے لیکن اس نقل سے معلوم ہوا کہ وہ مومن مرا کہو نہ کہ اس نے بیان کیا کہ جس امر کے مومن منتظر ہیں میں بھی اسی کا منتظر ہوں، اگر وہ کافر ہوتا تو ایسی بات نہ کہتا، واللہ تعالیٰ اعلم

حکایت: ایک انصاری کی بہن مر گئی، اس نے تنبیہ و تکفین سے فراغت پائی جب گھر آیا تو اسے یاد آیا کہ میں اس کی قبر میں ایک تھیلی چھوڑ آیا ہوں اس کا ارادہ ہوا کہ قبر کو جا کر کھودے اور اپنی تھیلی نکال لاوے، جب وہاں گیا اور تھیلی نکالنے کے لئے قبر کا گوشہ کھولا تو دیکھا کہ قبر میں آگ بھری ہوئی ہے، بہن کو نہایت تکلیف ہو رہی ہے، فی الفور اس نے قبر کو بند کیا اور اپنی ماں سے یہ قصہ بیان کیا اور اپنی بہن کے عمل کے بارے میں پوچھا، اس کی ماں نے کہا کہ تیری بہن میں کوئی عیب نہ تھا الا یہ کہ چیل خوری کی عادت رکھتی تھی اور نماز اخیر وقت میں پڑھتی تھی اور طہارت میں کمی کرتی تھی، شاید اسی سبب اس پر سختی ہو رہی ہے (اس کو ہر قدری نے تنبیہ الغافلین کے ابواب عذاب القبر میں نقل کیا ہے)۔

معاویہ بن یزید کا ترک سلطنت | جس وقت یزید نے اس دار فانی سے کوچ کیا معاویہ بن یزید کو لوگوں نے خلیفہ بنایا معاویہ چونکہ نہایت متقی تھے، سلطنت ان کو پسند نہ تھی، مملکت انھیں ابھی نہ معلوم ہوئی، انھوں نے ایک

خطبہ پڑھا اور حمد و صلوٰۃ کے بعد کہا کہ :

” اے لوگو! میرے جدِ امجد معاویہ نے بہت بُری بات کی کہ حضرت حسنؑ سے خلافت چھینی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے لڑائی کی، پھر جب وقت مقرر آیا اور عزرائیل کا پیغام پہنچا تو قبر میں چلے گئے اور مال و متاع چھوڑ گئے، اپنے اعمال پر نادم رہے۔ قبر میں اپنے افعال پر متحسر رہے، پھر حکومت میرے باپ یزید کی طرف منتقل ہوئی، میرے باپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت نہ کی اپنے نفس پر نہایت ظلم کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کی خدمت میں بیابکیاں کیں، نہایت سختیاں کیں، آخر کار میرے باپ کی مدتِ حیات ختم ہوئی، دنیا سے ان کی رحلت ہوئی، پھر قبر میں بدی ساتھ ہوئی ندامت و حسرت ان کو حاصل ہوئی اب مجھ کو معلوم نہیں کہ ان پر عذاب ہوا، یا اللہ تعالیٰ نے رحم فرمایا لیکن میرا ظن کامل یہ ہے کہ ان کو قبر میں عذاب ہوا ہوگا (معاویہ اس مضمون کو بیان کر کے بہت روئے) اس کے بعد کہنے لگے کہ اب میں تیسرا ہوا، میرا دل اس ملک سے برخاستہ ہوا، کیونکہ مجھ کو گناہوں میں پڑنا منظور نہیں ہے۔ اے لوگو! تم کسی کو خلیفہ بنا لو، مجھ کو چھوڑ دو“

فقط

یہ خطبہ پڑھ کر حضرت معاویہ بن یزید نے سلطنت چھوڑ دی اور اپنا زمانہ زہد و عبادت میں گزارا، اس کو دمیڑی نے حیوۃ الجودان میں نقل کیا ہے۔

فضیلتِ درود شریف | حکایت : عبد الواحد بن زید کہتے ہیں کہ ایک سال میں حج کو چلا راہ میں ایک شخص کا میرا ساتھ ہوا اور وہ شخص

ہر وقت درود شریف پڑھا کرتا تھا، میں نے اس سے پوچھا کہ تم اس قدر درود کا التزام کیوں رکھتے ہو تب اس نے اپنا قصہ بیان کیا اور کہا کہ اول مرتبہ میں اپنے باپ کے ساتھ حج کرنے چلا تھا، حج سے فارغ ہو کر واپسی کی ایک منزل میں سوراٹھا کہ خواب میں کسی نے مجھ سے کہا اے شخص! اٹھ تیرا باپ مر گیا ہے، جب میں اٹھا، دیکھا کہ میرا باپ مر چکا ہے اور اس کا چہرہ خدا کی نافرمانی کرنے کی وجہ سے قرعہ زدندی سے سیاہ ہو گیا ہے، یہ حال دیکھ کر میں غمگین بیٹھا تھا کہ اتنے میں

میری آنکھ لگ گئی، اور خواب میں دیکھتا ہوں کہ کالی صورت کے چادر آدمی لوہے کے گرز لئے ہوئے عذاب کے واسطے میرے باپ کے سر پرانے کھڑے ہیں کہ ناگاہ ایک نہایت ہی شکیل اور خوبصورت شخص آئے اور میرے باپ کے منہ پر ہاتھ پھیرا اور مجھ سے کہا کہ تیرے باپ کا منہ حسین ہو گیا اور اس کی سیاہی ختم ہو گئی، میں نے خواب میں اُن سے پوچھا، آپ کون ہیں؟ فرمایا میں محمد ہوں صلی اللہ علیہ وسلم جب میں اٹھا تو دیکھا کہ میرے باپ کے منہ کی سیاہی ختم ہو گئی ہے اور سفیدی چھا گئی ہے۔ اس دن سے میں نے درود شریف کا اترام کیا اور ہر وقت درود شریف پڑھنے لگا (اس کو احیاء العلوم کے باب منامات الموفی میں نقل کیا ہے)۔ اس نقل سے معلوم ہوا کہ کسی میت کے اوصافِ ید بیان کرنا، لوگوں کو ڈرانے کے واسطے درست ہے ورنہ عبد الواحد اس شخص پر جب اُس نے اپنے باپ کی رد سیاہی کا حال بیان کیا تھا خفا ہوتے اور غیبت سے منع کرتے تھے۔

نصیحت کثرت درود شریف | بھائیو! ذرا اس نقل پر غور کرو، درود شریف کا اترام کرو تا کہ خوفِ آخرت سے نجات پاؤ، اور

شیفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کی دل میں محبت پیدا کرو، تاکہ قیامت میں ہلاکت سے بچو، اگر ہر وقت درود شریف نہ پڑھ سکو تو وقتِ فرصت کو ضائع نہ کرو اور مفت میں اوقات کو خراب نہ کرو اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو جس وقت مجلس میں نامِ پاک لیا جائے اس وقت درود شریف پڑھ لیا کرو اور اپنی زبان کو شیریں کر لیا کرو، بلا شک جو شخص ہمیشہ درود شریف پڑھے گا مرتے وقت رد سیاہی سے بچے گا اور قیامت کے روز سننے کا درد نہ جہنم کی آگ میں جلے گا، اور اس زمانے میں لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے خالی ہیں، لہذا اللہ تعالیٰ کی محبت سے بھی عاری ہیں، کیونکہ بغیر محبت حبیب کے محبت کی محبت نہیں ہوتی ہے اسی واسطے حب محفل میں نامِ پاک لیا جاتا ہے اکثر لوگ زبان پر درود نہیں لاتے ہیں بلکہ چار پائیوں اور گدھوں کی مانند منہ بتاتے ہیں مگر وہ شخص جو کہ لوگوں کو دکھاتا ہے وہ زور سے درود پڑھتا ہے اور بعض لوگ درود پڑھتے والوں پر قہقہہ مارتے ہیں اور اس کو چڑھاتے ہیں کہ اللہ اکبر! فلان شخص اس قدر عابد ہے کہ ہر وقت درود پڑھتا ہے اور اس قدر زاہد ہے کہ ہر وقت زبان کو ہلاتا ہے، اسی ہنسی کے سبب سے بعضوں پر شیطان غالب ہوتا ہے، راویہم کا طالب ہوتا ہے، اور

وہ لوگوں کے چڑھانے کی وجہ سے درود شریف نہیں پڑھتا ہے اور مراط مستقیم کو لوگوں کی منہسی کی وجہ سے چھوڑ دیتا ہے۔ اللھم امتنی علی حب حبیبک صلی اللہ علیہ وسلم بحوار نبیک مع الایمان یا ذالامتنا۔

حکایت: ایک جوان صحابیؓ | **ماں کی نافرمانی اور بیوی کی تابعداری کا انجام**

کی زوجہ نے یہ حال حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کھلا بھیجا، آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور سلمان اور حضرت عمار رضی اللہ عنہم کو بھیجا کہ چاند علقہ کا حال دیکھو اور واپس آکر بیہ گئے اور دیکھا کہ علقہ قریب المرگ ہیں لیکن ان کی زبان سے کلمہ نہیں نکلتا ہے، یہ حال حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کھلا بھیجا، آپ نے ان کی بوڑھی ماں کو بلوایا، اور علقہ کا حال پوچھا، ان کی بوڑھی ماں نے بیان کیا کہ وہ نماز بہت پڑھتے تھے، روزہ بہت رکھتے تھے، صدقہ بہت دیتے تھے لیکن اپنی بیوی کی تابعداری کے میری نافرمانی کرتے تھے، یہ سُن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسی سبب ان کی زبان سے کلمہ نہیں نکلتا ہے۔

خدا کی رضا باپ ماں کی رضا بے خشکی سے ان کی خدا بھی خدا

پھر ان کی ماں سے فرمایا کہ تم ان کے قصور کو معاف کر دو تا کہ ان کی عاقبت بخیر ہو، ماں نے کہا میرے دل کو بہت رنج ہے میں معاف نہیں کر سکتی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا، مکرپوں کو جمع کر کے اس میں علقہ کو جلا دو یہ سُن کر ماں کو جو شربت عبادت علقہ کے قصور کو معاف کر دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ اب دیکھ کیا حال ہے، انھوں نے جا کر دیکھا کہ علقہ کلمہ شہادت ادا کر رہے ہیں بعدہ علقہ نے اسی دن انتقال کیا، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تجہیز و تکفین کی اور دفن کے بعد ان کی قبر کے کنارے کھڑے ہو کر فرمایا اے انصار اور مہاجرین جو شخص بیوی کو ماں پر فضیلت دے اس پر خدا کی اور فرشتوں کی لعنت ہے اور اس کی عبادت فرض اور نقل و بدعت قبولیت میں نہیں پہنچتی، اس کو تنبیہ القافین میں نقل کیا ہے۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر پر کھڑے ہو کر لوگوں کو ڈرانے کے واسطے علقمہ کا ایک وصفت بیان کیا، کیونکہ آپ کا مطلب تھا کہ جو شخص اپنی بیوی کو اپنی ماں پر بزرگی دے جس طرح علقمہ نے کیا اور توبہ نہ کرے یا ماں راضی نہ ہو تو اس پر لعنت ہے، معلوم ہوا کہ یہ صورت درست ہے۔

ہذا آیت: اس حدیث سے معلوم ہوا | **جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے** | کہ جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے

۵۔ کہ گیا ہے مولوی اے ذوالجنان زیر پا مراد ماں باشد جنان
اگر ماں کی اطاعت سے ذرا بھی قدم ہلایا تو سیدھا جہنم کا راستہ لے گا، جس نے والدہ کی خوب خدمت کی اُس نے خدا تعالیٰ سے جنت خرید لی ۵

سعدی پسرے را پدر نصیحت کرد کاے جواں مرویا دیگر این پند
ہر کہ با اصل خود وفا نہ کند نشو و دوست ای دانش مند
”سعدی کو ان کے والد نے نصیحت کی کہ اے جواں مروا اس نصیحت کو یاد رکھو جس نے والدین کے ساتھ بے وفائی کی وہ عقل مندوں کے نزدیک اچھا آدمی نہیں ہے“

اور اس زمانے میں لوگ اپنی زوجات کو ماں سے بہتر سمجھتے ہیں بعض شقی اور بد بخت بیوی کی طرف سے ماں سے لڑتے ہیں اور ماں کو گایاں دیتے ہیں اور اپنی بہنوں کو برا کہتے ہیں اور اگر بیوی کہے کہ فلاں شخص یا تمھاری ماں یا تمھاری بہن تم کو برا کہتی تھی تو اس کو سچ سمجھ لیتے ہیں اور اگر کوئی ان کی بیوی کو برا کہے خواہ ماں ہو یا بہن ہو یا باپ ہو تو اس کے جانی دشمن ہو جاتا ہے اور اگر کوئی کہے کہ تمھاری بیوی بد صورت ہے تو برسوں اس سے ملاقات چھوڑ دیتے ہیں، اگر بیوی کہے کہ اس گھر میں ہمارا نباہ نہیں ہو تا دوسرے گھر میں ہم کو رکھو اپنی ماں، بہن خالہ وغیرہ کو چھوڑ کے رشتہ اطاعت کو توڑ کے دوسرا گھر لے کر بیوی کے غلام ہو کر رہتے ہیں اور دین و دنیا میں ملعون ہوتے ہیں، نعوذ باللہ من ذلک۔

ہذا آیت: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورتوں | **عورتوں سے مشورہ کی ممانعت** | کے کہنے پر خواہ بیوی ہو یا غیر بیوی جو عمل نہ کرنا چاہیے کیونکہ عورتوں کی عقل کم ہوتی ہے ان کے مشورہ سے بُرائی ہوتی ہے اسی واسطے جو

لوگ اپنی بیویوں سے مشورہ لیا کرتے ہیں اپنی خرابی کیا کرتے ہیں اور سوا نقصان کے ان کو کچھ نہیں ملتا ہے۔

امام حسن بصری کا قول کہ بیوی کی اطاعت نہ کی جائے

اثر: امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں من اطاع زوجہ فقد طاع اللہ فیما تھوی اکبہ علی النار۔
 ”جس شخص نے اپنی بیوی کی خواہش کے مطابق کیا یہ اطاعت

اس کو دوزخ میں ڈالے گی“ اور جنت سے نکالے گی۔

عبد الرحمن صفوری شافعی نے اپنی کتاب نزہۃ المجالس منتخب النفاس کی کتاب القناعۃ میں نقل کیا ہے۔

حضرت عمرؓ کا ارشاد کہ عورتوں کی مخالفت کرو

اثر: حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں خالفوا النساء فان فیہا البرکۃ۔
 ”عورتوں کی مخالفت کرو (اور ان کے کہنے کی موافقت نہ کرو) ان کی مخالفت میں برکت

ہوگی (اور ان کی موافقت میں ذلت ہوگی) (نزہۃ المجالس میں باب سابق میں اس کو نقل کیا)

حضرت آدمؑ کی نصیحت کہ عورتوں کے کہنے پر نہ چلنا چاہیئے !

اصلاح: حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت شیث علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو چند نصائح کیے ان میں سے ایک

یہ ہے کہ اے شیث! تم اپنی اولاد سے کہہ دینا کہ اپنی بیوی کے کہنے پر عمل نہ کرنا اور ان کے کہنے کو بغیر سوچے ہوئے نہ کرنا اس لئے کہ مجھ سے حضرت حوا نے گہیوں کھانے کو کہا اور میں نے ان کے کہنے کے مطابق کیا اور قہر الہی میں گرفتار ہوا (اس کو تنبیہ الغافلین کے باب اوص میں نقل کیا ہے)

عورتوں پر بے عقل ہونے کا طعن نہ کرنا چاہیئے

تنبیہ: اگرچہ ان سب نقول سے عورتوں کا بے عقل ہونا معلوم ہوا لیکن مردوں کو چاہیئے کہ عورتوں پر نظر مہربانی رکھیں اور ہر طرح سے ان کی خبر گیری کیا کریں اور کبھی

کبھی اگر کسی بات کو عورت کہے اور اس میں کچھ خرابی نہ ہو تو کر لیا کریں اور عورتوں کو عار اور تنگ نہ دلایا کریں کہ تم سب شیطان کے تابع اور بے عقل ہو، اسی زمانے میں جو لوگ اپنے کو متقی سمجھتے

ہیں، عورتوں کو بڑا کہتے ہیں اور ان کو رنج دیا کرتے ہیں، لازم ہے کہ قہر کریں اور ان کی ہر طرح
خبر گیری کیا کریں اور اپنے کام سے باز نہ آئیں کیونکہ عاقبت کا حال معلوم نہیں شاید وہ عورت
جس کو بڑا کہتے ہیں جنت میں جاوے اور یہ خود جہنم میں جائیں۔ اللہ اعلم المؤمنین و
المؤمنات و تجاوز عن السیات

تادرت غیبت کی تعریف | قاتمہ: معلوم ہوا کہ غیبت کی تیرہ صورتیں جائز ہیں،
چنانچہ بالتفصیل سب ذکر ہوئیں، غیبت جو شرع میں
حرام ہے وہ یہ ہے کہ کسی شخص معین کی جو علی الاعلان فسق و فجور میں مبتلا نہ رہتا ہو اور لوگوں کو اس
سے ضرر بھی نہ پہنچتا ہو اور بے حیا بھی نہ ہو اس کی غیبت کرے اور مقصد اس سے تبدیل ہو،
کوئی دینی فائدہ مقصود نہ ہو، بھول کی غیبت درست ہے، اسی طرح جو گناہوں میں آشکارا
مبتلا رہتا ہو اس کی غیبت درست ہے اور جو شخص بے حیا ہو اس کی بھی غیبت درست ہے اور
جو شخص پوشیدہ گناہوں میں مبتلا رہتا ہے اور اس کے گناہوں سے لوگوں کو ضرر پہنچنے کا احتمال
ہو تو اس کی بھی غیبت درست ہے، اسی طرح کسی کی غیبت بہ نیت تبدیل نہیں بلکہ بہ نیت افسوس
درست ہے، اسی طرح کسی کی غیبت کسی فائدہ کے لئے مثلاً اپنا حق پانے کے واسطے یا کوئی
مسئلہ معلوم کرنے کے واسطے یا فتوے کی صورت بنانے کے واسطے یا لوگوں کو ڈرانے کے
واسطے بھی درست ہے، چنانچہ ہر ایک کی تفصیل اپنے مقام پر گذر چکی۔



احکام و احادیث و اخبار متعلقہ ممانعت غیبت

بیان حرمت غیبت غیبت حرام قطعی ہے اور صاف نفی قطعی سے ثابت ہے اس کا منکر کافر ہے یعنی جو شخص کہے کہ غیبت حلال ہے وہ کافر بھجائے گا۔ اور مدار مستقیم سے نکل جائے گا کیونکہ غیبت کی حرمت قرآن کی آیات سے ثابت ہے اور چند آیات اس باب میں وارد ہوئی ہیں۔ نیز احادیث سے بھی ثابت ہے اور اس کی حرمت پر اجماع بھی ہے صحیحی فرماتے ہیں ۷

رفیقہ کہ قائب شد اے نیک نام دو چیز مت از دور رفیقان حرام
یکے آنکہ مالش بیاطل خوردند دوم آنکہ نامش بد شستی برند

”اگر کوئی دوست قائب ہو جائے تو اس کی دو چیزیں دوستوں پر حرام ہیں، ایک یہ کہ اس کا مال ناجائز طور پر نہ کھائیں، دوسرے یہ کہ اس کا نام برائی سے نہ لیں“ صاحب روئے نے اس کا شمار صفائیں کیا ہے، چنانچہ صفوری نے نقل کیا ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ صفائیں سے ہے مگر علماء اور حفاظ کے واسطے کہا نہیں ہے لیکن قرطبی نے اجماع اس امر پر نقل کیا ہے کہ غیبت گناہ کبیرہ ہے، چنانچہ شرح جامع صغیر فی حدیث البشیر التذیر میں علی بن احمد العزیزی نے تحریر کیا ہے، اسی واسطے سلیمان جل حاشیہ تفسیر علامین میں رقم کرتے ہیں کہ اس کے کبیرہ ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں ہے وہو الحق، واللہ اعلم۔ اسی واسطے سلف اور خلف سب لوگ اس سے پرہیز کرتے تھے اور اس سے اجتناب کرتے تھے لیکن جو لوگ اس زمانہ میں ہیں وہ دن رات لوگوں کی غیبتیں کیا کرتے ہیں اور ہر امیر و فقیر کو ستایا کرتے ہیں اور ہر کسی و تاسک کا گوشت کھایا کرتے ہیں اور ہر شخص کے عیوب بیان کیا کرتے ہیں ظاہر میں یہ لوگ بہت عبادت کرتے ہیں اور باطن میں ہمیشہ لوگوں کی تشکایت کرتے ہیں ظاہر میں علماء کی صورت

ہوتی ہے اور باطن میں جہلا کی سیرت ہوتی ہے، صورتوں میں ظاہراً سعادت معلوم ہوتی ہے سیرتوں میں شقاوت ہوتی ہے۔ زبان سے کلمات ناشائستہ نکالتے ہیں، ہاتھ پیر سے حرکات ناشائستہ کرتے ہیں لوگوں کے سامنے شیطان کو اپنا عدد بتاتے ہیں، پوشیدہ پوشیدہ اس کی اطاعت کرتے ہیں اپنے عیوب کے بجائے دوسروں کے عیوب غور سے دیکھتے ہیں لوگوں کے سامنے خاصانِ خدا کو ذیل کرتے ہیں بندگانِ خدا کو حقیر و رسوا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی خفگی کا سبب بنتے ہیں اور اس کے غصہ کا خیال نہیں کرتے کسی سے بدگمانی رکھتے ہیں کسی سے بدزبانی کرتے ہیں کسی کی صورت کو مبطون کرتے ہیں، کسی کی سیرت کو برا کہتے ہیں کسی کے نسب کی برائی کرتے ہیں کسی کو بندہ شیطان بناتے ہیں کسی کو نصیبت میں دوچار کا گالیاں سناتے ہیں، اور ہر طرح کے کباثر و صغائر میں مبتلا رہتے ہیں۔

اس زمانہ میں ہر طرح کی بلائیں | اسی سبب سے اس زمانہ میں انواع و اقسام کے غضب نازل ہوتے ہیں، کسی شہر میں زمین دھنستی ہے کوئی شہر برباد ہوتا ہے، کوئی شہر غارت ہوتا ہے کہیں پانی

نہ ہوتا ہے، کہیں پانی از حد بہتا ہے کہیں سردی زیادہ ہے کہیں گرمی زیادہ ہے کہیں روز بروز کسی شہر میں گرمی کی شدت ہوتی ہے کہیں آدمیوں کے مرنے کی کثرت ہوتی ہے، کہیں آندھی چلتی ہے کہیں آگ لگتی ہے کہیں باد تند لوگوں کو مارتی ہے پھلوں کو درختوں سے جھٹاڑتی ہے کہیں سلطان ظالم ہوتا ہے ملک شہر انگریز ہوتا ہے کہیں برسوں تک ہیفہ رہتا ہے کہیں سمندر جوش مارتا ہے، کہیں سبھاڑ کی بلا ہوتی ہے کہیں دردِ سر کی وبا ہوتی ہے۔ کہیں اور عذاب ہوتا ہے اس کا سبب ہم لوگوں کے گناہ ہیں بسببِ نصیبت کے یہ امور عیاں ہیں ہم لوگوں کو چاہیئے کہ ان سببِ امور سے توبہ کریں اور لوگوں پر تعجب ہے کہ جب پانی نہیں برستا یا اور کوئی سامان شدت کا ہوتا ہے تو بہت گھبراتے ہیں، دعا کے واسطے ہاتھ اٹھاتے ہیں اور سب ہمیشہ عذاب میں مبتلا رہتے ہیں یعنی ہمیشہ نصیبت کیا کرتے ہیں اسی واسطے ان لوگوں کی دعا قبول نہیں ہوتی طبیعت ان کی ملول ہوتی ہے پھر بھی گناہوں کا خیال نہیں کرتے ہیں نصیبت کرنے کا اخص مال نہیں ہوتا، اسی سبب سے ان لوگوں کا دل سخت ہو گیا ہے ہرگز نصیبت قبول نہیں کرتا ہے، جب کبھی ذکرِ جنت کا ہو جنت کی دعا مانگتے ہیں

جب کبھی کسی کی شہادت کا بیان ہو بہت سارے لیتے ہیں لیکن وعظ کہنے والے کی نفیحت کا نہیں خیال کرتے ہیں۔ ایک کان میں لاکے دوسرے کان سے نکال دیتے ہیں پھر وہی طور اور وہی حال اپنا لیتے ہیں، اپنی قدیم چال چلتے ہیں: **اللَّهُمَّ يَا حَنَّانُ ارْحَمْنِي وَارْحَمِ الْبَشَرِ** واقادی واساتذتی فانا عبادک المجرمون امرتنا فترکنا ونهیتنا فار تکلفنا فانا قشتنا فی الحساب فمن یرحمنا فلا تعبینا بحرمة سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں **وَلَا يَغْتَبُ بَعْضُکُمْ بَعْضًا يٰحِبُّ ذَکَرِ اَیْتِ حَرَمَتِ غَلِیْبَتِ** أَحَدُکُمْ أَنَّ یَا کُلَّ لَحْمٍ رَّحِیْمٍ مِّثْلًا فَاکْرَهُتُمُوهُ الْحَرَامُ

ترجمہ ”تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے، کیا کوئی شخص اس بات کو پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے اور اسے اپنے حلق میں اتارے پس جس طرح ہر شخص اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانے کو مکروہ جانتا ہے اسی طرح لازم ہے کہ غیبت کو بھی مکروہ جانے کیونکہ وہ بھی مردے کا گوشت کھانے کے مانند ہے اور مردہ کا گوشت حلق میں اتار دینے کے مثل ہے۔“

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غیبت کو حکایت: تفسیر معالم التنزیل میں اس آیت کے شان نزول میں یوں لکھا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا

مثلاً گوشت کھانے کے بتانا! کہ جس وقت کسی طرف سفر کرتے ایک ایک محتاج کو دو دو امیر کے ساتھ کرتے تاکہ محتاج ان دونوں کی خدمت کرے اور ہر امیر اس فقیر کی خبر گیری کرے چنانچہ ایک سفر میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو کہ محتاج تھے دو امیر کے ساتھ کر دیا، راہ میں ایک روز جب منزل پر اتارے تو وہ دونوں غنی کسی کام سے چلے گئے اور سلمان روز سو رہے جب وہ دونوں شخص آئے اور سلمان سے پوچھا اے سلمان روز کیا تم نے کھانے کا سامان مہیا کیا، سلمان نے جواب دیا مجھ کو نیند آگئی اسی سبب سے کچھ تیار نہیں کر سکا، ان دونوں نے کہا جاؤ، حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے کچھ مانگ لاؤ، سلمان روز نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جب سرگزشت بیان کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میرے خازن اُسامہؓ کے پاس جاؤ اگر کچھ حاضر ہو تو لے آؤ، جب سلمان روز اُسامہؓ کے پاس گئے اور کچھ طلب کیا تو اُسامہؓ نے کہا میرے پاس کچھ نہیں ہے، پھر سلمان

نے یہ جواب دونوں کے پاس پہنچایا، سارا قصہ کہہ سنایا، دونوں بیروں نے اُسامہؓ کی غیبت کی اودان کی شکایت کی اور کہا کہ اُسامہؓ کے پاس کھانا تھا، لیکن انھوں نے بخل کیا پھر سلمانؓ سے کہا کہ صحابہؓ کے پاس جاؤ اگر کچھ ہو تو لے آؤ، سلمانؓ ان کے کہنے کے مطابق جب ادھر روانہ ہوئے تو ان دونوں نے سلمانؓ کی کچھ شکایت کی بعد اُسلامانؓ وہاں سے بھی جواب لائے اور خالی ہاتھ آئے تو دونوں شخص خود حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے، آپؐ نے فرمایا، مجھے تمھارے دانتوں پر گوشت کا رنگ معلوم ہوتا ہے، ان دونوں نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آج بالکل گوشت نہیں کھایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا تم دونوں نے ابھی اُسامہؓ اور سلمانؓ کا گوشت کھایا کیونکہ ان دونوں کی غیبت کی اسی وقت اللہ تعالیٰ نے جبریلؑ کو بھیجا اور یہ آیت نازل کی۔

دقیقہ ۱: آیت اور احادیث میں غیبت کی وجہ تشبیہ غیبت گوشت کھانے سے

تشیہ گوشت کھانے کے ساتھ واقع ہوئی ہے اس کی دو وجہیں ہیں، ایک یہ کہ جس طرح کسی کا گوشت کھانے میں اس کی نہایت ذلت ہوتی ہے اسی طرح اس کی غیبت میں بھی اس کی عزت ریزی ہوتی ہے لہذا جب کسی کی غیبت کی تو اس کو اتنا ذلیل کیا کہ گویا اس کا گوشت کھایا، اسی سبب سے غیبت کو گوشت کھانے کے مثل بتایا اور اس تشبیہ کو خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، دوسری وجہ یہ ہے کہ جس طرح آدمی کا یا مردار کا گوشت کھانا طبیعت کے بہت ہی خلاف ہوتا ہے اور ہر شخص اس سے پرہیز کرتا ہے، اسی طرح غیبت بھی بڑی چیز ہے، لہذا ہر شخص کو لازم ہے کہ غیبت سے اپنی زبان کو بند کرے اور اپنے نفس کو روکے۔

حکایت ۱: ایک روز حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ مسجد نبویؐ میں بیٹھے غلط فرما رہے تھے اور حاضرین کو نصیحت کر

غیبت کرنا حضرت زید کی اور حضورؐ کے حکم سے صحابہ کا خون تھوکنا

..... رہے تھے کہ کسی جگہ سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں ہدیہ گوشت آیا، صحابہؓ نے حضرت زیدؓ سے کہا کہ تم مردار کا مٹاؤ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ اور ہمارے واسطے گوشت لے آؤ، حضرت زیدؓ ان کے کہنے کے مطابق

گئے، ان کے جانے کے بعد صحابہؓ نے زیدؓ کی غیبت کی اور ان کی شکایت کی اور ان کا غیبت کرنا اور شکایت کرنا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور وحی یا الہام معلوم ہو گیا اور آپ پر یہ بات ظاہر ہو گئی جب زیدؓ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ رض کے واسطے گوشت مانگا تو آپ نے جواب دیا کہ وہ لوگ ابھی گوشت کھا چکے ہیں اور گوشت کا مزہ لے چکے ہیں، زیدؓ نے یہ جواب صحابہ رض کو سنایا، صحابہ رض ان اللہ علیہم نے کہا ہم نے چند روز سے گوشت نہیں کھایا۔ اور گوشت کو منہ بھی نہیں لگایا، پھر حضرت زید رض حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور صحابہ رض کی بات کہہ سنائی، پھر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی جواب دیا اور وہی ارشاد فرمایا، دو تین مرتبہ کے بعد خود وہ صحابہ رض حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور اپنا مطلب بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے ابھی زید کا گوشت کھایا کیونکہ تم نے ان کی غیبت کی، تم تھو کہو! دیکھو تمہارے منہ سے گوشت کا اثر معلوم ہو گا، صحابہ رض نے جب تھو کا تو دیکھا کہ فی الحقیقت تھوک کے ساتھ خون کی ٹہر خلی ہوئی ہے (اس کو تنبیہ الغافلین میں نقل کیا ہے) **دقیقہ:** حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صحابہؓ کو بہت زجر فرمایا:

مسجد میں غیبت سے عتاب زیادہ ہوتا ہے

پہلے یہ کہ تم نے زید رض کا گوشت کھایا، دوسرے یہ کہ ان سے تھو کوایا تاکہ ان کو زیادہ اگا، ہی ہو جائے اور غیبت کی سزا معلوم ہو جائے اس وجہ سے کہ ان سے دو گناہ صادر ہوئے ایک غیبت کرنا، دوسرے مسجد میں معلوم ہوا کہ مسجد میں غیبت کرنا نہایت گناہ ہے بلکہ مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا یا ہنسنا بھی حرام ہے تو پھر غیبت کیوں نہ حرام ہوگی۔

فصلیت: اس زمانے کے لوگوں کے دلوں میں مسجد کی تعظیم بھی مسجد کی تعظیم نہ کرنا

ہوا ملتا ہے، کوئی لوگوں کو چڑھاتا ہے، کوئی دنیا کی باتیں کرتا ہے کوئی قسطہ کھانی سناتا ہے بلکہ جب کوئی ملاقات کو آتا ہے تو اس زمانے کے لوگ اس کو مسجد میں بیٹھاتے ہیں اور ان سے لغویات شروع کر دیتے ہیں اور جب پانچ وقت سب لوگ جمع ہوتے ہیں تو باہم باتیں کرتے ہیں اور قہقہہ لگاتے ہیں، کسی کو ذکر خدا سے کوئی سروکار نہیں، ذکر رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کا محبوب

سنگسار کیا گیا اور وہ روانہ دار النعم ہوئے، دو شخصوں نے ان کی غیبت کی اور کہا دیکھ اس شخص کے عیب کو اللہ تعالیٰ نے چھپایا تھا لیکن خود اس شخص نے اپنے زنا کو ظاہر کیا اور جس طرح، کتنا کنکریوں سے مارا جاتا ہے، اسی طرح سنگسار ہوا، یہ غیبت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سُنی، تھوڑی دیر کے بعد راہ میں ایک مردار گدھا ملا وہ اس قدر چھوڑا تھا کہ اس کی ایک ٹانگ اوپر کو اٹھ گئی تھی، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص کہاں ہیں، دونوں نے کہا، کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم موجود ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم نے جو ابھی ماعزہ کی غیبت کی اس کے بدلے میں اس گدھے کو کھاؤ اور اس مردار کے گوشت کو مُتے میں لے جاؤ، ان دنوں نے کہا یا رسول اللہ اس کو کون کھائے گا، آپ نے فرمایا تم نے جو ابھی ماعزہ کی غیبت کی وہ اس مردار کا گوشت کھانے سے بڑھ کر ہے اور اس میں نہایت گناہ ہے، قسم ہے خدا کی ماعزہ جنت کی نروں میں غوطہ مارتا ہے اور باغات میں سیر کرتا ہے (اس کو ابو داؤد نے ابواب الرحم میں روایت کیا ہے)۔

دقیقہ: علماء نے اس امر میں اختلاف کیا ہے کہ حد شرعی سے گناہ مٹ جاتا ہے یا نہیں؟
زنا کی حد شرعی کے بعد عاقبت کا گناہ مٹ جاتا ہے یا نہیں؟

ایسا اس کا گناہ معاف ہو جاتا ہے یا نہیں؟ حنفیہ کے نزدیک اصح یہ ہے کہ فقط حد سے گناہ معاف نہیں ہوتا، ہاں اگر توبہ بھی کر لے تو معاف ہو جائے گا، ان کی دلیل حدیث سابق ہے اور بعض لوگوں کے نزدیک فقط حد سے ہی وہ گناہ معاف ہو جاتا ہے، ان کی بھی دلیل حدیث سابق ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ماعزہ کو جنتی فرمایا، اس سے معلوم ہوا کہ حد سے گناہ معاف ہو جاتا ہے، لیکن حنفیہ اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ ماعزہ کا گناہ صرف حد سے نہیں مٹا بلکہ رجم کے وقت انھوں نے توبہ کر لی تھی اور ان کو زنا پر نہایت ندامت ہوئی تھی، اس سبب وہ مغفور ہوئے اور جنت میں داخل ہوئے، چنانچہ بعض احادیث میں اس کی تصریح بھی واقع ہوئی ہے۔

حدیث: ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلیبہ مسلمانوں کی غیبت سے منع فرماتا تھا میں بلند آواز سے فرمانے لگے:

یا معشر من اسلم بلسانہ ولم یفرض الایمان بقلبہ لا تؤذوا المسلمین ولا تفسدوا
ولا تتبعوا عورائهم فانہ من تتبع عورة اخیه المسلم تتبع الله عورته ومن تتبع الله
عورته ینقصہ ولو فی جوف رحلہ۔۔۔۔۔ ۱۷؎ لوگو! جو زبان سے اسلام لائے مگر دل
ایمان سے خالی ہیں یعنی اے منافقین! مسلمانوں کو اذیت نہ دو اور نہ ان کو عیب وار کہو اور نہ ان کی
غیبت کرو، ان کے عیب کو بھی تلاش کرو اس لئے کہ جو شخص کسی مسلمان کے عیب کھولے گا اللہ تعالیٰ اس
کو شرمندہ درموا کرے گا اگرچہ وہ شخص اپنے مکان میں بیٹھا ہو۔
(اسی کو ترمذی رح نے باب تعظیم المؤمن میں روایت کیا ہے)۔

تخصیص منافقین | دقیقہ: چونکہ اس زمانے میں منافقین مسلمانوں کو بہت ستاتے
تھے اور ہمیشہ ان کے عیب بیان کرتے تھے اس واسطے آپ نے
خطاب فقط منافقین کی طرف فرمایا، اس حدیث سے لوگوں کے عیب بیان کرنے کی بڑائی معلوم
ہو گئی اور عیب کھولنے کی سزا بھی ظاہر ہو گئی اور اس زمانے میں جب لوگ ایک مجلس میں جمع ہوتے
ہیں دوسروں کے عیبوں کو کھولتے ہیں اور اس عیب کے بیان کرنے سے بہت خوش ہوتے ہیں، ان
کا کیا حال ہوگا۔

ناگماں جب آئے گا دن حشر کا نیزے جھریں آفتاب اُجائے گا
ذکر حالات حشر | جس وقت قیامت کے روز خدا تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوں گے اس
روز ہر شخص شدت گرمی سے لپٹے میں تر ہوگا اور اپنے گناہوں کا خیال
کرے گا اور کوئی شخص پرمان حال نہ ہوگا، بلکہ بیٹی ماں سے اور بیٹا باپ سے اور چور و خاوند
سے ایک سے ایک بھاگے گا اور ہر مومن و عتد سے نفسی نفسی کی آواز بلند ہوگی اور ہر طرف سے دایلا
کی آواز کان میں پڑے گی اور دوزخ سامنے جوش مارتی ہوئی ہوگی اور ہر حق والا تقاضا کریگا
اور خباہ باری کی خدمت میں نالش کرے گا، کوئی کہے گا اس نے ہماری غیبت کی، اس نے
ہماری شکایت کی، کوئی بولے گا، اس نے ہم پر ظلم کیا، کوئی کہے گا اس نے ہم کو احمق سمجھا،
کوئی کہے گا اس نے ہم کو بے وقوف سمجھا، کوئی پکارے گا، اس نے ہم کو قتل کیا، اور ان لوگوں کو
فرشتے پروردگار کے سامنے حاضر کریں گے اور یہ لوگ مر چکے ہوتے تادم و شرمندہ ہوں گے، اور

جہنم کا انہوں نے عیب کھوا ہے وہ ان کے داخل گیر ہوں گے اور جناب باری بساط عدل انہما پر ٹھیکے گا، جہنم والے کو خوش کرے گا، ان لوگوں کی نیکیاں ان کو دے گا، اور ان کی بدیاں ان کے نامزد اعمال میں لکھے گا، پھر اگر فضل خدا شامل حال ہوا تو ان کی نجات ہو جائے گی ورنہ جہنم میں پڑے ایک مدت تک چلیں گے۔

یہ دنیا کا قہر ہوا چند روز قیامت کا ہے سوچ دل میں ہنوز

اللهم اجزنی واجز والدی واجز ربی من اللذین یاد اللامتنان وادخلنا بئید

حساب فی الجنان

غیبت زنا سے برطرف کر ہے | حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الغیبة غیبت زنا سے برطرف کر ہے۔ **اشد من الزنا** — "غیبت گناہیں زنا سے بڑھ کر ہے"۔" کسی طرح زنا کو لوگ محبوب جانتے ہیں اسی طرح چاہیے کہ غیبت کو سمجھیں، اسے ابی الزنا نے روایت کیا ہے چنانچہ سیرت احمدی میں مذکور ہے۔

دقیقہ: اس کی وجہ یہ ہے کہ زنا میں فقط دین کی مخالفت ہوتی ہے اور شیطان کی متابعت ہوتی ہے اور غیبت میں دو امر ہیں ایک اللہ تعالیٰ کی مخالفت، دوسرے تکلیف دینا اس شخص کو جس کی غیبت کی ہے اور اللہ تعالیٰ کا حق تو قہر سے معاف ہو جاتا ہے مگر بندوں کا حق یعنی جب کوئی گناہ کرے اور اس سے بندے کا حق متعلق ہو جیسے کسی کی غیبت کرے یا کسی کو گالی دے یا کسی پر ہمت لگائے اور پھر قہر کرے تو اللہ تعالیٰ اپنا حق تو اپنی عنایت سے معاف کر دیتا ہے لیکن بندے کا حق معاف نہ ہوگا، جب تک بندہ خود معاف نہ کرے، اسی واسطے بعضوں کا مذہب یہ ہے کہ حج کرنے سے جتنے گناہ مغیرہ اور کبیرہ ہیں سب معاف ہو جاتے ہیں مگر بندوں کے حقوق اس وقت تک معاف نہ ہوں گے، جب تک بندے خود معاف نہ کریں اور قیامت میں صاحب حقوق وامن گیر ہوں گے ماس سے معلوم ہوا کہ غیبت میں گناہ زنا سے زائد ہے، کیونکہ اگر زنا کرنے والا اپنے گناہ سے معاف شرائط قہر کرے تو عدائے قتال اس کی قہر قبول کرتا ہے اور اس شخص کو معاف کر دیتا ہے اور غیبت کرنے والا اگر تادم ہو اور غیبت سے قہر کی تو اگرچہ خدا تعالیٰ اس کو معاف فرمادے گا مگر وہ شخص اپنے ذمہ سے بری نہیں ہوگا جب تک کہ وہ شخص جس کی غیبت کی ہے اس کو

معاف نہ کر دے گا ورنہ وہ شخص قیامت کے روز غیبت کرنے والے کا پیچھا کرے گا، اس کا دہن پکڑے گا اور اس غیبت کرنے والے کا کوئی حامی اور مددگار نہ ہوگا اور عاجزی کے ساتھ اپنے مولا کی طرف رجوع کرے گا، اللہ تعالیٰ سے طلب مغفرت کرے گا تب اللہ تعالیٰ فرمایا گیا الیوم تجزی کل نفس بما کسبت لا ظلم الیوم ————— ”اس دن ہر شخص اپنے اعمال کے مطابق جزا ملے گی اور ہر شخص کو اپنے گناہ کی سزا ملے گی، آج کے دن ظلم نہیں ہوگا۔“
یہ تدابیر کہ وہ شخص ناامید ہوگا نہایت ناممکن ہوگا کہ کاش ہم دنیا میں ان لوگوں کی غیبت نہ کرتے اور ان کے عیب کو نہ کھولتے۔ اللہم نبخامن حسرة یوم القيمة یوم الحسرة و التمامة۔

ابراہیم بن ابراہیم کا ایک مشہور واقعہ | حکایت: ابراہیم بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے چند لوگوں کی دعوت کی جب لوگ دسترخوان پر

کھانا کھانے کے واسطے بیٹھے ایک شخص کی غیبت کرنے لگے، ابراہیمؑ نے کہا وہ ان سابق میں لوگ پہلے روٹی کھاتے تھے بعدہ مٹہ میں گوشت رکھتے تھے اور تم روٹی کھانے سے پہلے لوگوں کا گوشت کھانے لگے اور لوگوں کی غیبت کرنے لگے اس کو تذکرۃ الاولیاء میں نقل کیا ہے۔

ایک جوان کا ابن المبارک کے پاس آکر کہنا کہ | حکایت: ایک جوان عبداللہ بن مبارکؑ کی خدمت میں آکر کہنے لگا کہ میں نے ایک ایسا بڑا گناہ کیا ہے کہ اس کو بیان بھی نہیں

کر سکتا، عبداللہ نے کہا بیان کر دے، اس نے کہا میں نے زنا کیا، عبداللہ نے فرمایا فیرا الحمد للہ تو نے غیبت نہ کی کیونکہ غیبت زنا سے بڑا گناہ ہے (اس کو تذکرۃ الاولیاء میں نقل کیا ہے)۔

شیخ سعدیؒ کو اپنے والد کی نصیحت | حکایت: گلستان کے باب دوم میں سعدی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ میں ایام طفولیت میں شبانہ

روز عبادت میں مشغول رہتا تھا اور قرآن شریف کو ہر وقت نفل میں رکھتا تھا، ایک شب اپنے والد کی خدمت میں حاضر تھا اور ایک گروہ لوگوں کا سوراٹا تھا میں نے اپنے والد سے کہا کہ ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے ایسے سوئے ہیں گویا کہ مر گئے ہیں، کاش! یہ لوگ بھی جاگتے اور دو رکعت نماز ادا

کرتے، میرے والد نے کہا جانِ پدر! اگر اس وقت تم بھی سوتے اور عبادت نہ کرتے تو بہتر تھا کہ اس غیبت سے بچتے اور عیب بیان کرنے سے نجات پاتے۔

سفر حج میں غیبت نہایت گناہ ہے | حکایت: مصنف دہضہ کہتے ہیں کہ میں نے امام محمدؒ سے سنا کہ وہ فرماتے تھے کہ

ابو الہیث بخاری ایک سال حج کے واسطے نکلے اور اپنی جیب میں دو درہم ڈال لئے پھر قسم کھائی اور کہا اگر میں راہ میں آتے وقت یا جاتے وقت کسی کی غیبت کروں تو یہ دو درہم خدا کی راہ میں دے دوں گا۔ ابو محمدؒ کہتے ہیں کہ پھر جب ابو الہیث حج سے پھرے اور اپنے گھر کو آئے تو لوگوں نے دیکھا کہ وہی دو درہم جو اپنی جیب میں ڈالے تھے موجود ہیں، لوگوں نے ان سے اس کی وجہ پوچھی تو انھوں نے کہا کہ میں نے راہ میں غیبت نہیں کی کیونکہ میرے نزدیک سو مرتبہ زنا کرنا بہتر ہے ایک مرتبہ غیبت کرنے سے (اس کو زناۃ الارواح میں نقل کیا ہے)۔

اس زمانہ میں حاجیوں کا حال | دقیقاً: ابو الہیثؒ سے رقم کھانے کی وجہ یہ ہے کہ راو حج میں غیبت کرنا بہت بڑے گناہ کا باعث

ہے اور انسان کو جہنم تک پہنچاتا ہے، اسی واسطے بعض احادیث میں وارد ہوا ہے کہ حج اس شخص کا مقبول ہوگا جو احرام میں کچھ گناہ نہ کرے، نہ کسی کو گالی دے اور نہ کسی کی غیبت کرے اور اس زمانہ میں جو لوگ حج کے واسطے جاتے ہیں، جس قدر گناہ گھر میں کرتے ہیں اسی طرح راہ میں بھی کرتے ہیں، اور زنا و ماہر ام میں لوگوں کی غیبت کرتے ہیں اور جب حرمین شریفین میں جاتے ہیں تو اہل مکہ اور اہل مدینہ کی غیبتیں کرتے ہیں اور سرکے عیبوں کو ڈھونڈ کر لاتے ہیں فعوذ باللہ من شرور الفسناد ومن سیئات الاعمالنا

غیبت زنا سے بدتر ہے | حکایت: ایک مدرس میں ایک عورت آئی اور شیخ مدرس سے بولی کہ میں ایک مسئلہ پوچھنے کا ارادہ رکھتی ہوں لیکن بسبب حیا

کے کہہ نہیں سکتی، شیخ نے کہا بیان کرو اور حیا نہ کرو عورت نے کہا مجھ سے یہ گناہ صادر ہوا کہ میں نے زنا کیا اور اس سے حاطہ ہو گئی پھر میرے جو لڑکا پیدا ہوا میں نے اسے مار ڈالا، اس بیان کو سن کر حاضرین نے تعجب کیا، شیخ نے کہا اے لوگو! کیا اس گناہ پر تعجب کرتے ہو؟ سمجھو کہ غیبت کا گناہ

اس سے زائد ہے کیونکہ زمانہ کرنے والا جب گناہ سے توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے اور غیبت کرنے والا جب توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اسے دُمر سے بری نہیں کرتا ہے، جب تک کہ وہ شخص حد کی غیبت کی ہے معاف نہ کر دے۔
(اس کو خزانۃ الروایات میں دُمر سے نقل کیا ہے)۔

نصیحت سچائی بن معاذ الرازی بیکٹی بن معاذ الرازی فرماتے ہیں۔ لیکن حظ المؤمن
منك ثلاث خصال لتكون من المحسنين احدها

انك ان لم تنفع، فلا تقص، والثانية ان لم تقص، فلا تغف، والثالثة ان لم تغف، فلا تدّ مه۔ اے مسلمان! سچ پر لازم ہے کہ تجھ سے دوسرے مسلمان کو تین اچھی چیزیں حاصل ہوں تاکہ تو بھی نیکیوں میں شمار ہو جائے، ایک یہ کہ اگر تو کسی کو نفع نہ دے تو ضرر بھی نہ دے یعنی بہتر توبہ ہے کہ تو ہر شخص کو نفع دیا کرے لیکن اگر تجھ سے یہ نہیں ہو سکتا تو کسی کو ضرر بھی نہ دیا کر اور کسی پر ظلم بھی نہ کیا کہ دوسرے یہ کہ اگر کسی کو خوش نہ کر سکے تو غمگین بھی نہ کیا کہ یعنی بہتر توبہ ہے کہ ہر شخص کو خوش رکھا کر اور اس کی خدمت کیا کر، اس کے حکم کے موافق کیا کر کہ اگر وہ قریبی عزیز ہے تو اس کے ساتھ احسان کیا کر اور صلہ رحمی کر اور اگر وہ اجنبی ہے تو اس کے ساتھ نرمی کیا کر، دشمنی اور سختی سے باز رہا کر، اگر یہ نہ ہو سکے تو کسی کو غم بھی نہ دیا کر، کسی کو ستایا نہ کسی طرح سے تکلیف نہ پہنچایا کر تیسرے یہ کہ اگر کسی کی تعریف نہ کر سکے تو مذمت بھی نہ کر یعنی اولیٰ توبہ ہے کہ سب کی تعریف کیا کر سب کے اچھے اچھے اوصاف بیان کیا کر اور جو اوصاف بُرے ہیں ان کو چھپایا کر، اپنے ہی شادیت کی صفت پیدا کر اور لوگوں کے پوشیدہ عیب نہ کھولا کر، اگر یہ نہ ہو سکے تو کسی کو ستایا بھی نہ کر کسی کی غیبت نہ کیا کر، کسی پر تہمت نہ لگایا کر، لوگوں کے سامنے اس کے عیوب آشکارا نہ کر، کسی کے ساتھ استہزاء نہ کیا کر اگر یہ تین باتیں تجھ میں پائی جائیں گی تو تو احسان کرنے والوں میں سے ہوگا، تیرا شمار عسین میں کیا جائے گا، جو ثواب اللہ تعالیٰ نے عسین کے لئے مقرر کیا ہے وہ تجھ کو عنایت کرے گا، اور اگر تو ان تین باتوں کو نہ کرے گا بلکہ لوگوں پر ظلم کرے گا، لوگوں کو ستائے گا، ان کی حق تلفی کرے گا، اور ان کے کسی کاروبار میں کچھ سہی نہ کرے گا، لوگوں کی غیبت کرے گا، ان کے عیب کھولے گا، ان کے عیوب کو لوگوں سے کہہ دے گا، ان کو ذلیل کرے گا، ان پر تہمت لگائے گا، ان کو غمگین کرے گا

ہر طرح سے ان کو تکلیف دے گا تو تیرا شمار ظالموں میں ہوگا اور جو جزاء اللہ تعالیٰ نے ظالموں کے واسطے ٹھہرائی ہے وہ تجھ کو نصیب ہوگی، جہنم تیری مشتاق ہوگی، جنت تجھ سے کوسوں دُور بھاگے گی۔

وہ لوگ حشر میں تیرا دامن پکڑیں گے، منصفِ حقیقی کے سامنے فریاد کریں گے تجھ کو ذلیل کر دائیں گے، لوگوں کو تجھ پر منسوبائیں گے، لہذا اگر تجھ کو قیامت کے روز مجمعِ خلائی میں ذلیل ہونا پسند ہے تو دنیا میں لوگوں کی غیبتیں کیا کر، ان کو حقیر کیا کر، ورنہ اپنے افعال سے باز آ، لوگوں کو نہ ستا کسی کے پوشیدہ عیب کو ظاہر نہ کر (اس کو تنبیہ لافلین میں نقل کیا ہے)

احادیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: المسلم من کامل مسلمان کون ہے؟ | مسلم المسلمون من لسانہ ویداعہ ————— ”کامل مسلمان وہ شخص ہے کہ اس کے ہاتھ سے اور زبان سے لوگ محفوظ رہیں“

یعنی زبان سے کسی کو گالی نہ دیوے کسی کو برا نہ کہے کسی کی غیبت نہ کرے کسی کو بے وقوف نہ کہے کسی کو مجنون نہ کہے کسی کے عیب کو نہ کھولے کسی کا بھید نہ کھولے اور ہاتھ سے کسی کو تکلیف نہ دیوے کسی کو نہ مارے کسی کو نشانہ نہ بنائے کسی پر ہاتھ نہ اٹھائے اور شخص ایسا نہ ہو لوگوں کو اُس نے ہر طرح کی تکلیف دی، ہاتھ سے مارنے کا ارادہ کیا، آنکھ سے کسی کی طرف اشارہ کیا، ہر شخص اس سے تنگ رہا تو وہ شخص مسلمان کامل نہیں ہے، ایمان اس کے دل میں مضبوط نہیں ہے انتقال کے وقت احتمال قوی ہے کہ شیطان غالب آجائے اور ہر طرح سے اپنے دوسرے دکھائے اور وہ شخص دائرہ ایمان سے نکل جائے اور اس کا قدم صراطِ مستقیم سے پھسل جائے جہنم کی راہ اختیار کرے، جنت سے فرار کرے، بخلاف اس کے کہ جب ایمان کامل ہو، اسلام کا مرہِ دل میں حاصل ہو، ایمان کے افعال پائے جاتے ہوں، بندوں کے حقوق گردن پر نہ ہوں اس صورت میں شیطان کا دوسرہ وقت مرگ اثر انداز نہ ہوگا، دریائے ایمان جوش کرے گا، نیک فرشتہ ابلیس کو بھگا دے گا، دساوس کو دُور کرے گا، اس لئے خاتمہ پھر ہوگا، شیطان اپنا سر پیچے گا اپنے سر پر خاک اڑا دے گا اور بہت چنچے گا۔ (اس کو بخاری نے کتاب الایمان میں روایت کیا ہے۔)

کعب احسار کے قول کا بیان | **اثر:** کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے انبیاء سابقین علیہم السلام کی کتابوں میں پڑھا ہے

غیبت کا حال ان میں لکھا ہوا ہے من مات تابثا من الغیبة کان اخر من یدخل الجنة ومن مات مصر علیہا کان اول من یدخل النار ————— ”غیبت ایسی بری شے ہے کہ جو شخص غیبت

پر امر کر کے مرے یعنی ہمیشہ غیبت کیا کرتا ہو اور اس سے توبہ نہ کرتا ہو اور بغیر توبہ کے مر جاوے پہلے دوزخ میں دبی جائے گا اور جو شخص غیبت سے توبہ کر کے مرے یعنی اس نے غیبت کی پھر توبہ کر کے مرا تو وہ شخص جنت میں تو جائے گا مگر سب کے بعد اس کو کیا سعادت میں نقل کیا ہے۔
الحاصل جو شخص غیبت کرتا ہے اس کو سوائے

اپنے نقصان کے کچھ نہیں ملتا ہے کیونکہ اگر توبہ کر کے مرلے تو قیامت میں اگرچہ اس کی غیبت پر عذاب نہ ہوگا، مگر معتبوب ہوگا کہ جنت میں سب لوگوں کے بعد جاوے گا اور تا وقتیکہ سب لوگ جنت میں نہ جائیں وہ جنت میں جانے نہ پائے گا، پھر نہایت پھٹسائے گا، ندامت اٹھائے گا حسرت کرے گا، ایک پتھیلی دوسری پتھیلی پر مارے گا۔

دیکھیے کیا حشر کدھیر حال مجھ کو رہتا ہے ہی ہر دم ملال
اور اگر بغیر توبہ کے جہان جاودانی کو گیا ہے، دنیائے فانی کو پھوڑا ہے تو قیامت میں سب سے قبل جہنم میں جائے گا، اگرچہ غل بہت چمائے گا، چیخے گا، چلائے گا لیکن کوئی وہاں کام نہ آئے گا، جب خدا تعالیٰ غصے میں آجائے گا۔

حضرت عمرؓ کا فرمان کہ غیبت مرض ہے | **اثر:** حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں علیک

بئ کر اللہ فانہ شفاء وایاک والغیبة و ذکر الناس فانہ داء ————— ”اے انسان! تو اپنے اوپر خدائے تعالیٰ کے ذکر کو لازم کر، اور ہر وقت اللہ کو یاد کیا کر کیونکہ اس کا ذکر ہر بیماری کے لئے شفاء ہے اور تو غیبت سے بچ اور لوگوں کے عیب بیان کرنے سے ڈر کیونکہ غیبت بیماری ہے۔ (اس کو احبار العلوم میں نقل کیا ہے)۔

آیت حرمت غیبت | اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا تَلْمِزُوا أَنْفُسَكُمْ ————— ”و کوئی شخص کسی کی غیبت نہ کرے اور کسی پر طعن نہ کرے۔“

قیامت میں غیبت کرنے والے سے کیا سلوک ہوگا؟

في الدنيا قرب إليه لعمه في الآخرة وقيل له كله ميتا كما أكلته حيا فإكله فينضم ويكمل.

”جس شخص نے دنیا میں اپنے بھائی کا گوشت کھایا یعنی اس کی غیبت کی آفت میں اس کے سامنے اس کے بھائی کا گوشت پیش کیا جائے گا اور حکم ہوگا کہ جس طرح تو نے دنیا میں اس کا گوشت کھایا یعنی اس کی غیبت بیان کی، اسی طرح اب بھی اس کا گوشت کھا، غیبت کرنے والا حب منہ میں اس گوشت کو رکھے گا، نہایت بُر لڑنہا دے گا اور دوسرا ہوگا (اس کو تباہ ترین و اتریب میں نقل کیا ہے)

حضرت قواد کی نصیحت | ارشاد: حضرت قوادہ فرماتے ہیں، کیا میں نے احد کا من ان یا کل لحم اخیہ میثاکہ لک یجب ان یمتنع من

غیبتہ گیتا ————— ”جس طرح آدمی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانے سے کراہت کرتا ہے اسی طرح واجب ہے کہ غیبت سے اپنے نفس کو روکے اور جہنم میں اپنے آپ کو نہ جھونکے“

اس کو سلیمان جبل نے حاشیہ جلالین میں نقل کیا ہے۔

قبر کا تہائی عذاب غیبت سے ہوتا ہے | ارشاد: عذاب القبر ثلث من الغیبتہ وثلث من القمۃ وثلث من المال

”عذابِ قبر تین سبب سے ہوتا ہے، اتھائی عذابِ خیلواری کے سبب اور اتھائی عذابِ پیشاب سے پرہیز نہ کرنے کے سبب اور اتھائی غیبت کے سبب سے ہوتا ہے۔“

(اس کو احیاء العلوم میں نقل کیا گیا ہے)۔

غیبت کی حرمت اور بدگمانی کا بیان | **حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حرم من المسلم دمه وعرضه وان يظن به ظن السوء**

”حرام ہے کسی مسلمان کے خون کو بغیر حق کے لینا یعنی اس کو قتل کرنا اور حرام ہے ہر مسلمان کی عزت، لہذا کسی کی عزت پریزی اور غیبت نہ کرنی چاہیئے اور کسی سے بدگمانی رکھنا بھی حرام ہے؛“

(اس کو سلیمان جیل نے حاشیہ جلالین میں نقل کیا ہے)۔

بدگمانی کرنے والوں کی بُرائی | **ہدایت:** اس حدیث سے بدگمانی کا حرام ہونا ظاہر ہو گیا،

اور اس کا بڑا ہونا معلوم ہو گیا، بلکہ بعض آیات صاف صاف اس باب میں نازل ہو گئی ہیں اور احادیث کی حرمت پر شاہد ہیں، اس زمانہ میں یہ امر نہایت عام ہو گیا ہے ہر شخص دوسرے کے ساتھ بدگمانی رکھتا ہے، کوئی سمجھتا ہے کہ فلاں شخص میری غیبت کیا کرتا ہے کوئی سمجھتا ہے کہ فلاں شخص مجھ کو گالیاں دیتا ہے اور مجھ سے بغض رکھتا ہے کوئی ظن کرتا ہے کہ فلاں آدمی ناز نہیں پڑھتا ہے، کوئی گمان رکھتا ہے کہ فلاں شخص روزہ چھوڑتا ہے اور یہ نہیں بن پڑتا کہ کسی معتد سے اس کا حال معلوم کریں اور اسی بدگمانی کے سبب فساد پیدا ہوتا ہے، باجم جنگ کی صورت پیدا ہو جاتی ہے، شیطان جب کھیتا ہے کہ اس کے دل میں فلاں شخص کی طرف سے بدگمانی آئی ہے تو اسے ہر طرح کے دوسرے دلاتا ہے ہر طرح کے خطرات پیدا کرتا ہے اور آخر کار نوبت شرمک پہنچ جاتی ہے۔

اشتر: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اذا حضرت ابن عباسؓ کی نصیحت

اردت ان تذکر عیوب صاحبك فاذا ذکر عیوبك
”جب تیرا ارادہ ہو کہ کسی کی غیبت کرے اور اس کا عیب بیان کرے تو تو اس وقت اپنے عیوب کو یاد کر لے اور اپنے گناہوں کو سوچ لے تاکہ غیبت سے نجات پائے اور جنت میں جائے۔ اور اگر اپنے عیوب کو دیکھے گا، لوگوں کے عیوب کو پکڑے گا، اللہ تعالیٰ بھی قیامت میں تیرے عیوب کھولے گا (اس کو احیاء العلوم میں نقل کیا ہے)۔“

حکایت: سفیان بن الحسین ایک روز ایسا بن معاویہ کے پاس بیٹھے تھے کہ انہوں نے کسی کی غیبت کی، اور شکایت کی ایسا نے کہا چپ رہو پھر اس کے بعد کہا، اچھا

اے سفیان! تم نے ترک سے بھی لڑائی کی ہے یا نہیں، انہوں نے کہا نہیں، پھر پوچھا، تم نے کبھی روم سے مقابلہ کیا ہے یا نہیں، سفیان نے جواب دیا نہیں، ایسا نے کہا، افسوس کہ تم ہاتھ سے روم اور ترک نے کسی طرح کی شکایت نہیں اٹھائی اور تمہاری ذات سے کوئی اذیت نہیں پائی اور اس مسلم نے جس کی تم نے غیبت کی اذیت پائی (اس کو تنبیہ الغافلین میں نقل کیا ہے)

حضرت زین العابدین علی بن الحسین رضی اللہ عنہما نے ایک شخص سے
حضرت زین العابدینؓ کی نصیحت
کو غیبت کرتے ہوئے سنا آپ نے فرمایا: ایاک والغیبة

فاتھا اور کلاب الناس ————— ”تو غیبت سے بچ اس لئے کہ غیبت ان لوگوں کا ادا م ہے جو کہتے ہیں، ”ادام اس چیز کو کہتے ہیں جس سے روٹی کھائی جائے جیسے شوربہ نمک وغیرہ“
(اس کو کمیا لئے سعادت میں نقل کیا ہے)

دقیقہ: امام زین العابدینؑ نے غیبت کرنے والوں کو کتوں سے تشبیہ دینے کی وجہ | کو کتوں کے ساتھ تشبیہ دی ہے اس وجہ سے، کہ

قرآن مجید اور احادیث میں غیبت کو مردار کا گوشت کھانے کے مثل بتایا گیا ہے اور اس کی تشبیہ مردار کا گوشت کھانے کے ساتھ واقع ہوئی ہے اور مردار کا گوشت کھانا اور اس کا چبانا کتوں کا کام ہے، لہذا غیبت کرنے والے مثل کتوں کے ہوئے اور آدمیوں کی اقسام سے خارج ہوئے کیونکہ اگر آدمی ہوتے تو ان میں آدمی کی صفت ہوتی اور انسان کی خصلت ان میں پائی جاتی کسی کی غیبت نہ کرتے کسی کا گوشت کتوں کی طرح نہ چباتے کسی پر طعن نہ کرتے اور طعن کو شوبہ بانہ نہ بناتے۔

ارشاد: ابوہریران کا قول ہے اَلْغَيْبَةُ ضِيَاةٌ | غیبت فاسقوں کی مہمانی ہے | الْفُسَّاقِ وَمَرَاتِمُ النِّسَاءِ وَادَامُ كِلَابِ النَّاسِ

وَمَزَاثِلُ الْأَثْيَاءِ ————— ”غیبت فاسقوں کی ضیافت ہے اور عورتوں کے چرنے کی جگہ ہے۔ یعنی غیبت فاسقوں کی مہمانی ہے اس لئے فساق جب بھیجہ ہوتے ہیں تو غیبت بہت ہوتی ہے اور عوام کیا خواص اس زمانے میں جب دسترخوان پر کھانا کھانے کے واسطے بیٹھتے ہیں، تو دنیاوی قصص و حکایات بہت بیان کرتے ہیں، اور پہلے بسم اللہ کر کے لوگوں کا گوشت کھاتے ہیں باوجودیکہ کھانے کے وقت قصص و نییہ اور حکایات صالحین کا ذکر بہتر ہے“

اور جب دو شخص ملاقات کرتے ہیں تو ایک دوسرے کی مہمانی یہ کرتے ہیں کہ لوگوں کی غیبت دوسروں کے سامنے کرتے ہیں مسلمانوں کے صیوں کو کھول کھول کر ذلیل کرتے ہیں، ذکر دین سے ان کا دل خوش نہیں ہوتا ہے، نفس طول ہوتا ہے، غیبت سے طبعیت ان کی خوش ہوتی ہے لہذا غیبت فاسقوں کی مہمانی ہوتی اور فاجروں کی ضیافت ہوتی۔

غیبت عورتوں کی چراگاہ ہے | نیز غیبت عورتوں کے چرنے کی جگہ ہے یعنی جس طرح جانور گھاس دیکھتے ہیں تو نہایت خوش ہو کر اس کی طرف دوڑتے

ہیں اور ہر وقت اس خیال میں رہتے ہیں کہ گھاس کہاں ملتی ہے، خوراک کہاں نصیب ہوتی ہے اور ہر وقت ادھر ادھر دیکھا کرتے ہیں کہ چراگاہ کہاں ہے، ہمارا مقام کہاں ہے، اسی طرح عورتیں بھی جب دیکھتی ہیں کہ فلاں غفل میں کسی کی غیبت ہوتی ہے، اس کی شکایت ہوتی ہے تو جھٹ پٹ ملن جاتی ہیں، خود بھی شریک غفل ہوتی ہیں، تھمتے مارتی ہیں، دوچا رباتیں اس پر کہ سناتی ہیں اور جب جمع ہوتی ہیں اور ایک جاسب ٹھپتی ہیں تو لوگوں کا ذکر چلتا ہے، لوگوں کا چرچا ہوتا ہے، آواز بلند ہوتی ہے، غوغا اٹھتا ہے، ندا اٹھتی ہے، غل چتا ہے، ہر عورت ایک کہانی بیان کرتی ہے، ہر عورت کسی کا عیب ظاہر کرتی ہے اور زمانہ سابق میں بعض عورتیں اس قسم کی تھیں کہ نماز اشراق اور تہجد کا التزام رکھتی تھیں اور سچوۃ نماز کے بعد تسبیح پڑھتی تھیں، لوگوں کے عیبوں سے حتی الامکان زبان کو روکتی تھیں، صراطِ مستقیم پر چلتی تھیں، اگر کوئی کسی کی غیبت کرتا یا کسی کا عیب بیان کرتا تو اُن کو نصیحت کرتی تھیں اور مردوں اور عورتوں کو لوگوں کے ذیل کرنے سے روکتی تھیں، حیف ہے مردوں پر کہ عورتوں پر برتری رکھنے کے باوجود ہمیشہ غیبتیں کیا کرتے ہیں اور جو عورتیں پر سہرگاہ ہیں، ان کو نصیحت کیا کرتے ہیں، سعدی رح نے خوب کہا ہے۔

زنانے کہ طاعت بر غبت برند ز مردان نا پار سا بگذرند !
 ترا خرم ناید ز مردی خویش کہ باشد زناں را قبول از تو بیش
 زناں را بگذر معین کہ هست ز طاعت بدارند کہ گاو دست
 تو بے عذر کیسو نشینی چو زن ! شوی کم ز زن لاف مردی مزین
 ”جو عورتیں عبادت سے رغبت رکھتی ہیں وہ غیر پارا شوہروں سے گریز کرتی ہیں تبھی انہی مردانگی پر شرم نہیں ہوتی کہ عورتوں کو تجھ سے زیادہ قبولیت حاصل ہے۔

عورتیں معذور ہوتے ہوئے بھی عبادت سے ہاتھ نہیں اٹھاتیں اور تو غیر کسی عذر کے عورتوں کی طرح کیسوئی اختیار کرتا ہے، تیرا درج عورتوں سے بھی کم ہے، اس لئے تو مردانگی کی لاف و گدازات چھوڑ دے“

نیز غیبت ان مردوں کا سالن ہے جو مثل کتوں کے میں چپا سچہ اس کی تفصیل گذر چکی نیز غیبت

اتقیا ماور زبندوں کے نزدیک کوڑا پھینکنے کا مقام ہے یعنی جس طرح مقام خمس و خاشاک نہایت بد ہے ہر وقت اس سے بچتے ہیں اپنی زبان کو روکتے ہیں، اس کو نہ بہتہ الجالس میں نقل کیا ہے۔

امام ابو حنیفہؒ نے کبھی غیبت نہ کی | محمد بن المحمود العری الخوارزمی مسند امام اعظم میں لکھتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ کی عجب شان تھی کہ انھوں نے کبھی کسی کی غیبت نہیں کی اور کبھی کسی کی برائی نہیں بیان کی۔

جہنم میں غیبت کرنے والوں کو خارش ہوگی | حکایت: جہنم میں دوڑتیوں کو از خارش ہوگی اور خارش کے سبب ان کا سب گزشت

پوست فنا ہو جائے گا، ہڈی نکل آئے گی اس وقت نذا ہوگی، اے لوگو! کیا تم کو اس تکلیف ہوتی ہے، ناری جواب دیں گے، تکلیف تو رہی ہے، جواب ملے گا یہ تکلیف تم کو اس سبب سے ہوئی کہ دنیا میں تم لوگوں کو ذلیل کرتے تھے مسلمانوں کو اذیت دیتے تھے اس کو احیاء العلوم میں مجاہدؒ نے نقل کیا ہے۔

تفسیر دِلُّ تَكِلْ | آیت: دَلِيلٌ يَكُلُ هَمَزًا لَمَمَةً ۚ الَّذِي يَجْمَعُ مَا لَا وَعَدَدٌ ۚ | ”پھٹکار ہے اُس شخص پر جو جہزہ اور

لڑہ ہوا در جہ مال جمع کرے“

مفسرین نے پہلے اس امر میں اختلاف کیا ہے کہ یہ آیت عام ہے یا خاص بعض مفسرین اس طرف گئے ہیں کہ یہ آیت ایک شخص خاص کی شان میں نازل ہوئی ہے مراد اس آیت سے وہی شخص ہے تفسیر جلالین میں تحریر ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کی شان میں نازل ہوئی جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین کی غیبتیں کیا کرتے تھے جیسے ولید بن المغیرہ وغیرہ اور کبھی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ یہ آیت انھیں بن شریق کی شان میں اتری ہے کہ وہ ہمیشہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غیبت کیا کرتا تھا، اور مومنین کی شکایت میں اپنے اوقات صرف کرتا تھا اور بعض مفسرین کا قول ہے کہ مراد ہمہ اور لڑہ سے کوئی شخص خاص نہیں ہے، بلکہ ہر وہ شخص جو غیبت کرے اور یہ آیت کسی شخص خاص کی شان میں نہیں نازل ہوئی بلکہ ہر غیبت کرنے والے کی شان میں اتری ہے۔ چنانچہ کرخی نے مجاہد علیہ الرحمۃ سے نقل کیا ہے اور محققین کا مذہب یہ ہے

کہ یہ آیت اگرچہ خاص لوگوں کی شان میں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غیبت کیا کرتے تھے نازل ہوئی ہے لیکن مراد اس آیت سے ہر غیبت کرنے والا ہے خواہ خنس بن شریق ہو یا ولید بن المغیرہ ہو یا اور کوئی شخص ہو اس پر پھٹکار ہے، چنانچہ امام رازی کا تفسیر کبیر میں اسی طرف میلان ہے پھر اس کے بعد مفسرین ہمزہ اور مرفہ کے معنی میں اختلاف کرتے ہیں، بعض کہتے ہیں کہ دونوں سے مراد غیبت کفریہ ہے، چنانچہ جوامع التفسیر میں نقل کیا ہے اور کیلی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ مراد ہمزہ سے وہ شخص ہے جو لوگوں کی غیبت ان کے پیچھے کرے اور مراد مرفہ سے وہ شخص ہے جو لوگوں کے سامنے ان پر لعنت کرے اور گایاں دیا کرے اور سیمان جبل نے حاشیہ جلالین میں حضرت حسن بصری م سے اس کا برعکس نقل کیا ہے، یعنی ہمزہ سے مراد وہ شخص ہے جو لوگوں کو ان کے سامنے بُرا کہا کرے اور مرفہ سے وہ شخص جو غیبت کیا کرے اور امام رازی نے تفسیر کبیر میں امام ابو زید سے نقل کیا ہے کہ مراد ہمزہ سے وہ شخص ہے جو لوگوں کو ہاتھ سے تکلیف دیا کرے اور ان کو مار کرے اور مرفہ سے مراد وہ شخص ہے جو لوگوں کو زبان سے تکلیف دیا کرے الحاصل اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے غیبت کرنے والے پر اظہارِ افسوس فرمایا اور از حد زجر فرمایا تعجب ہے لوگوں پر کہ لوگوں کی غیبت کرتے ہیں اور خدا کے غضب و قہر کے سزاوار رہتے ہیں اور بلا شک اگر اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کو نظر انصاف سے دیکھے گا ایک شخص بھی ہم لوگوں میں سے نجات نہ پائے گا ہاں اگر نظر عنایت فرمادے تو نجات ہوگی۔

اللهم اتا عبادك المجرمون ان تاذنوا فيما بيننا وبينك وذنوبنا فيما بيننا
و بين خلقك فما كان متبالا فاعف لنا بفضلك واملأنا كان منها لخلقك فارض
عنا خمائنا ببجود احسانك ۔

حکایت: چند درویش باہم بیٹھے تھے اور باہم مذاکرے ہو رہے تھے کہ ایک شخص نے کسی کی غیبت شروع کی ایک درویش نے اس سے پوچھا کہ اے شخص! تو نے فرنگ کے کبھی جہاد کیا یا نہیں اس نے جواب دیا کہ میں کبھی اپنے گھر کی چار دیواری سے بھی باہر نہیں نکلا درویش نے کہا ایسا بد سبوت کوئی نہ ہو گا کہ اس کے ہاتھ سے کافروں نے اذیت نہ پائی اور ایک مسلمان نے جس کی تم نے غیبت کی تکلیف

درویشانِ طریقت کی
عجیب طریقہ سے نصیحت

اٹھائی، سعدی رح نے اس واقعہ کو منظم کر کے لکھا ہے ۷

طریقت شناسانِ ثابت قدم مخلوت نشستند چندے بہم
یکے زان میاں غیبت آغاز کرد در ذکر بیچارہ باز کرد
کسے گفتش اے یار شوریدہ زنگ تو ہرگز غزا کردہ در سرنگ
بگفت از پس چار دیو ار خولیش ہر عمر نہ ہادہ ام پائے پیش
چہیں گفت درویش صادق نفس ندیدم چہیں بخت برگشتہ کس
کہ کا فر ز بیگارش این نشست مسلمان ز جو زبانش نہ رست

”چند اہل طریقت خلوت میں بیٹھے تھے ایک شخص نے کسی کی غیبت کرنی شروع کر دی ایک درویش نے اس سے پوچھا کہ کیا تُو نے کبھی فرنگ سے جاد کیا ہے اس نے جواب دیا کہ میں نے کبھی گھر کی چار دیواری سے پاؤں بھی نہیں نکالا، درویش نے کہا کہ اس سے زیادہ برگشتہ قسمت آدمی میں نے نہیں دیکھا کہ جس کے ظلم سے کافر تو محفوظ رہا اور مسلمانوں کو اس کی زبان کے طعنوں سے بھات زل سکی۔“

حضرت ابن عمرؓ کا غیبت کو نفاق کہنا | حکایت: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ حجاج کی غیبت کر رہا ہے

پوچھا اے شخص! اگر حجاج یہاں ہوتے تو یہ عیب ان کے سامنے بیان کرتا یا نہیں، اس نے کہا، نہیں آپ نے فرمایا کہ صحابہؓ اس امر کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے نفاق سمجھتے تھے کہ لوگوں کے سامنے ان کی تعریف کریں اور پیچھے ان کی شرکایت کریں (اس کو ایضاً العلوم کے باب الخوف میں نقل کیا ہے)۔

نفاق اہل زمانہ | نصیحت: اس زمانہ میں لوگوں کا عجیب حال ہے کہ جب ملتے ہیں تو نہایت تنظیم کے ساتھ پیش آتے ہیں اور خیر و مافیت پوچھتے ہیں ہر طرح کی

خاطر داری کرتے ہیں ہر طور کی ممانداری کرتے ہیں کبھی پان الاچھی سے من لال کرتے ہیں، یہ سب امور ظاہراً کرتے ہیں اور باطن میں بغض و عداوت رکھتے ہیں اسی واسطے جب مجلس برخواست ہو جاتی ہے تو لوگوں کی غیبتیں کرنا شروع کر دیتے ہیں ان کے عیوب بیان کر کے ہنستے ہیں کہ فلاں شخص ایسا ہے، فاجر ہے، دارِ صیٰ مونڈاتا ہے اور فلاں شخص وارِ صیٰ کرتا ہے اور فلاں شخص کو کیا ہو گیا ہے ہمیشہ گلہ دن کا پا جا رہا ہے، خرافات شرع باتیں کرتا ہے اور فلاں شخص کی چال عجیب ہے

کہ دیکھ کر منہ ہی آتی ہے اور فلاں شخص کتنا بے حیاء ہے کہ اس کی باتوں سے ہم کو شرم آتی ہے، اور فلاں شخص تنکبر معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں سے باتیں کم کرتا ہے اور فلاں شخص بے وقوف ہے لوگوں سے بات کرنے کا شعور نہیں رکھتا اور فلاں شخص عجیب مسخرہ ہے کہ گویا بیخودا ہے اور جہاں سے کوئی کتاب ہے کس واسطے ان کی برائیاں بیان کرتے ہو اور ان کے عیوب کو عیاں کرتے ہو تو جواب دیتے ہیں کیا مضائقہ ہے بادشاہ کو بھی ہر شخص غیبت میں بڑا کتا ہے۔

تقریر مولف لبعض حضرات سے | ایک روز راقم الحروف غفرلہ اللہ تعالیٰ الروت نے ایسے لوگوں سے کہا کہ آپ لوگ عجیب بے مروت ہیں

کہ سناٹے لوگوں کی تعریف کرتے ہیں، ان کی چاپلوسی کرتے ہیں اور غیبت میں ان کی برائیاں بیان کرتے ہیں، انھوں نے جواب دیا کہ اسی کا نام حسن خلق ہے یعنی عادت کا اچھا ہونا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں فرمایا ہے: **وَرَأَيْتُ لَعْلَى خَلْقٍ عَظِيمٍ**

”اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیشک نہایت خلق پر ہو“ اس لئے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو ان کے سامنے بڑا نہیں کہتے تھے، اسی طرح ہم لوگ بھی کسی کو منہ پر بڑا نہیں کہتے ہیں، تاکہ اس کو رنج نہ ہو۔ راقم الحروف نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح دوبرو لوگوں کو بڑا نہیں کہتے تھے، اسی طرح کسی کی غیبت بھی نہیں کرتے تھے، مگر میں جب کوئی فائدہ ہو چنا پچھ تفصیل فوائد کی گزر چکی، برخلاف آپ لوگوں کے کہ ظاہر میں تعریف کرتے ہیں اور باطن میں بغض رکھتے ہیں، اس کو حسن خلق نہیں کہتے ہیں بلکہ یہ نفاق ہے۔

مزاح غیبت سے بہتر ہے | حکایت: سعدی کہتے ہیں کہ ایک پرمیزگار شخص نے ایک مرتبہ ایک روٹے سے کچھ دل لگی کی مگر دیت تفریح کی تھی جب

دوسرے پرمیزگاروں نے سنا کہ فلاں نے ایک روٹے سے دل لگی کی تو باجم ہنسنے لگے اور غیبت کرنے لگے رفتہ رفتہ جب یہ خبر اس پارسا کو پہنچی کہ دیگر پارسا حضرات میرے حال پر ہنستے ہیں تو اس نے کہا، اے لوگو! خدائے تعالیٰ نے تفریحاً روٹے کے ساتھ مذاق کرنا حرام نہیں کیا، البتہ غیبت حرام کی ہے لہذا تم لوگوں کو کس نے غیبت کرنے کی اجازت دی؟

شہید کہ از پار سال کیے ؟ بطیبت بخندید از کو د کے

دگر پارسلان خلوت نشیں بنیبتش قنادند در پوتیں !
 باغرا نذایں حکایت نہفت بصاحب نظر باز گفتند گوشت
 مدبر پردہ یار شوبیدہ حال بہ طہبت حرام ست غیبت حلال

”سنا ہے کہ ایک پارسانے تفریحاً ایک لڑکے سے مزاج کیا دوسرے پارسانے کی غیبت میں اس کو برا بھلا کہنے لگے، یہ خبر اس پارسانے پر شیدہ ذرہ کی لوگوں نے اس تک بات پہنچائی، اس نے کہا کہ لڑکے کے ساتھ مزاج کرنا تو برائے تفریح حرام ہو گیا اور غیبت حلال ہو گئی۔“

حکایت : ایک روز حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے دروازے پر چند لوگ بیٹھے اور حذیفہ کا انتظار کرنے لگے، اسی دوران میں کچھ حذیفہ رضی اللہ عنہ کا بھی تذکرہ آگیا، جب حذیفہ باہر آئے تو وہ لوگ حیا کے مارے چپ ہو گئے حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو کہتے تھے کہہ کیونکہ اس کو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نفاق سمجھتے تھے کہ لوگوں کے سامنے چپ رہیں اور پیچھے ان کے اوصاف بیان کریں اس کو حیا و العلوم کی کتاب الحوف میں نقل کیا ہے۔

حدیث حرمت غیبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کل المسلم علی المسلم حرام مالہ وعرضہ ودمہ حسب امرء من الشرائع یحقہ ائھا

المسلمہ ————— ”تمام مسلمان دوسرے مسلمان پر حرام ہیں، ان کا مال بھی حرام ہے لہذا کسی کے مال کو چوری سے لے لینا چھین لینا یا خراب کر دینا یا کھو ڈالنا جائز نہیں ہے اور عزت بھی حرام ہے لہذا کسی کی عزت لینا کسی کی غیبت کرنا یا کسی کو ذلیل کرنا منع ہے اور خون بھی حرام ہے لہذا ملاوحت کی کو مار ڈالنا درست نہیں ہے اور یہ بدی تو بہت بڑی ہے کہ کوئی شخص کسی کو ذلیل کرے یہی اگر ایک کو دوسرے سے کچھ تکلیف نہیں پہنچتی ہے مگر یہ کہ وہ شخص اس کو ذلیل کرے تاہے تو یہی تکلیف کافی ہے“ (اسی کو ابو داؤد نے روایت کیا)

تفسیر : لوگوں پر لازم ہے کہ ایک دوسرے کو تکلیف دینے سے باز آئیں اور توبہ کے لئے ہاتھ اٹھائیں کیونکہ اس زمانے والوں کا یہ حال ہے کہ جب کسی شخص پر احسان کرتے ہیں یا اس کا کوئی کام کر دیتے ہیں تو اپنا احسان جھلاتے ہیں اور لوگوں کے سامنے کہا کرتے ہیں کہ دیکھ فلاں شخص پر ہم نے احسان کیا ہم نے اس کو تکلیف نہیں دی اور شام و صبح اس کی غیبت میں مصروف رہتے ہیں

اور اس کے ذیل کرنے میں اپنے اوقات صرف کرتے ہیں اور اس کو تکلیف نہیں سمجھتے ہیں، حالانکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ذلیل کرنا بھی بہت بڑی تکلیف ہے۔

اللہم اجعلنا ممن تتبع الصراط المستقیم و سلك طریق الدین القویم۔

حکایت: ایک روز مدرسہ نظامیہ میں سعدی نے اپنے استاد شمس الدین ابوالفرج ابن جوزی سے کہا کہ جب

لوگوں کو یہ حدیث کا درس دیتا ہوں تو فلاں شخص حسد کرتا ہے اور اس کا دل طیش میں آتا ہے استاد نے کہا کہ اے سعدی! تم پر تعجب ہے تم حسد کو اتنی بڑی چیز سمجھتے ہو کہ میرے سامنے اس کا ذکر کرتے ہو اور اپنے مسلمان بھائی کی غیبت کرتے ہو تم سے کس نے کہا کہ حسد حرام ہے اور غیبت حلال ہے اگر وہ شخص جہنم میں بسبب حسد کے جائے گا تو تم بھی جہنم میں بسبب غیبت کے جاؤ گے، چنانچہ بوستان میں ہے ۵

مراد نظامیہ اور اربود	شب و روز تلقین و تکرار بود
مراسد ارگفتم اے پرخرد	فلاں یارب من حسد می برد
چو من داد معنی و ہم در حدیث	بر آید ہم اندرون نصیبت
شنید این سخن پیشوائے ادب	بہ تندی بر شفت گفت ای عجب
صودی پسندت نیامد ز دوست	ندام کہ گفت کہ غیبت نکوست
گر اور او دوزخ گرفت از خسی	ازیں راه دیگر تو درمے رمی

ان فارسی اشعار کا ترجمہ و مفہوم اوپر بیان ہو چکا ہے۔

آیت حرمت غیبت آیت: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَلَا تَقْعَبُوا کُلَّ حَلَالٍ مِّمَّہِیْ ہَمَّا زِ مَّشَارِہِ بَہِیْمٍ مَّتَّاعٍ لِّلْخَیْرِ مُعْتَدٍ اَیْنِہِمْ اے محمد!

صلی اللہ علیہ وسلم اس کی اطاعت ذکر و حلال ہر یعنی قسمیں بہت کھایا کرتا ہو اور سچ بھوٹ میں خدا کو گواہ بنایا کرتا ہو اور مہین یعنی کم عقل ہو اور تہماز ہر یعنی غیبت کرتا ہو۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ ہر بات میں قسم کھانا منوع ہے، بر سچی بات میں بھی قسم کھانا منع ہے اس زمانے کے لوگ قسم کو اپنا نیک کلام بنا لیتے ہیں اور

ہر بات میں جھٹ پٹ قسم کھا جاتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے ہیں کہ یہ نام کس عظیم الشان مہی کا ہے، بلکہ جو بات جھوٹ ہو اور اس کو سچ بنانا منظور ہو تو اس پر خدا کو گواہ بناتے ہیں اور کہتے ہیں خدا کو گواہ ہے اور خدا جانتا ہے اس کو حالانکہ بعض کتب فقہ میں مصرح ہے کہ ایسی صورت میں آدمی کا فرج ہو جاتا ہے کیونکہ اس نے خدا کو جھوٹ بات پر گواہ بنایا، گو یا خدا تعالیٰ جھوٹا ہوا، نو ذبا للہ تعالیٰ منہ

حکایت: جب حضرت یوسف اور حضرت یعقوب علی نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام میں ملاقات ہوئی تو حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس وہ بھیڑیا جس پر حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے ان کے کھا جانے کی تہمت لگائی تھی مبارک بادی کے واسطے آیا انھوں نے بھیڑیے سے پوچھا کہ اتنی مدت تک حضرت یوسف علیہ السلام کا حال تجھ کو معلوم تھا یا نہیں؟ اس بھیڑیے نے کہا مجھ کو یوسف علیہ السلام کا حال اور جو کچھ ان کے بھائیوں نے اُن کے ساتھ کیا سب معلوم تھا مگر آپ کے سامنے بیان نہیں کیا تاکہ غیبت اور بخلخوری نہ ہو جائے (اس کو زہرۃ الجاس میں نقل کیا ہے)۔

نصیحت: اس زمانے کے لوگوں کا عجیب حال اہل زمانہ بھیڑیے سے بھی بدتر ہیں | ہے کہ ہر وقت غیبت کیا کرتے ہیں اور اپنے بھائیوں کا گوشت کھایا کرتے ہیں اور جانور جو بے عقل ہوتے ہیں غیبت سے اور شکایت سے پرہیز کرتے ہیں لہذا یہ لوگ بھیڑیے سے بھی بدتر ہوتے، مقام افسوس ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کو سب پرستی کہ عورتوں پر بھی بزرگی دی ہے اور یہ لوگ خود اپنا نقصان کرتے ہیں اپنے آپ کو عورتوں اور جانوروں سے بدتر بناتے ہیں۔

احادیث: حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لما عرج جبرئیل من ہولناک منظر | بقوم لہم اظفار من نحاس یغمشون وجوہہم وصدورہم فہت من ہولاء یا جبرئیل قال ہولاء الذین یا کلون لحوم الناس ویقوت فی اعراضہم ”جب میں شب معراج میں جبرئیل کے ساتھ گیا تو راستے میں عجیب غریب معاملات دیکھے، ان میں سے ایک یہ ہے کہ چند لوگوں کو میں نے دیکھا کہ ان کے ناخن تانبے کے ہیں اور وہ اپنے ناخنوں سے اپنے چہروں اور سینوں کو پھیل رہے ہیں میں نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں کہ اس عذاب میں گرفتار ہیں جبرائیل نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا میں لوگوں کی عزت دینے کی کرتے تھے“

غلبت کے باریں حاتم صم کا ارشاد | حاتم صم فرماتے ہیں: المذنب والتمار قدود
 اهل النار والکذاب کلب اهل النار و

الحاسد خنزیر اهل النار _____ غیبت کرنے والے اور خلی کھانے والے دوزخیوں میں بند
 ہونگے اور جھوٹ بولنے والے کتے اور حد کر نیوالے جہنمیوں میں شور مہونگے، (اسکو زہمت الجاس میں نقل کیا ہے)
 ۷ بندروں کی شکل یعنی اے جواں وہ اٹھیں گے غیب میں جو ہیں یہاں !

ٹ
 اس زمانے میں یہ سب امور یعنی چغلی خوری، حسد اور جھوٹ
 ماحول ہو گئے ہیں، خصوصاً جھوٹ کیا عالم کیا جا رہا ہے، کیا
 رذیل کیا شریف، کیا ذلیل سبھی جھوٹ بولا کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ جھوٹ گناہ صغیرہ ہے اس لئے
 اس میں کچھ مضائقہ نہیں ہے اور جب لوگ ایک غفل میں جمع ہوتے ہیں تو جھوٹی باتیں بول کر لوگوں کو
 منہساتے ہیں اور اپنی جان پر کئی طرح کا وبال مول لیتے ہیں اور دوزے کے دنوں میں بھی جھوٹ
 سے نہیں رکتے میں بلکہ زیادتی کرتے ہیں اور نہیں جانتے ہیں کہ جو گناہ آدمی کے نزدیک حقیر معلوم
 ہو اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ بڑا گناہ ہوتا ہے۔ لہذا ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اسی جھوٹ پر پکڑ لے
 اور سخت عتاب فرمائے اور جہنم میں داخل کرے، انھوذا اللہ منہ متقدمین جھوٹ سے نہایت پرہیز
 کرتے تھے اور سمجھتے تھے کہ سچ میں نجات ہے اور جھوٹ میں نقصان ہے احادیث میں جھوٹ
 بولنے والوں پر چھٹکارا وارد ہوتی ہے اور ان کی شان میں نہایت سختی نازل ہوئی ہے۔

حکایت: ایک شخص نے داؤد طائی کے سامنے کسی کا
 عیب بیان کیا اور کہا کہ فلاں صوفی مست پڑا ہوا تھا اور
 اس کے تمام کپڑوں میں قے بھری ہوئی تھی اور اس کے ارد گرد کتے بیٹھے ہوئے تھے، طائی اس
 بات کو سن کر ذرا غور کر کے کہنے لگے اے شخص! اسی روز کے واسطے مہربان دوست چاہیے تاکہ اپنے

دوست کی غیبت نہ کرے اس کو سعدی نے بوستان میں نقل کیا ہے اور فرمایا ہے ۷

یکے پیش داؤد طائی نشست کہ دیدم فلاں صوفی افتادہ میت

قے آلودہ دستار و پیرا منش ! گر وہے سگان حلقہ پیرا منش

چو سر خندہ خوائی حکایت شنید نگریندہ ابرو ہم بر کشید !

نمانے برآخفت و گفت ای رفیق بکار آمد و امروز یا ر شفیق !
 ”ایک شخص داؤد طائی کے سامنے بیٹھ کر کہنے لگا کہ میں نے فلاں صوفی کو بہت پڑے ہوئے دیکھا
 اور اس کی گپڑی اور کرتے میں تھہری ہے اور کتوں کی ایک جماعت ان کے چاروں طرف گھیرا ہوا
 ہوئے ہے، یہ سُن کر داؤد طائی کے اردو پر شکن آگئی، انھوں نے تھوڑی دیر سوچ کر کہا کہ اسی دن
 شفیق دوست کام آتا ہے۔“

ذکرِ حلم و غضب | حکایت : زمانہ سابق میں ایک نبی کو خواب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے
 ارشاد ہوا کہ صبح کو جو چیز تھیں پہلے نظر آئے اسے کھا جانا اور پھر جو چیز
 نظر آئے اس کو چھپا دینا اور ظاہر نہ کرنا اور پھر جو چیز نظر آئے اس کو پناہ دینا اور پھر جو چیز
 نظر آئے اس کو نا اُمید نہ کرنا اور اس کے کہنے کے مطابق کرنا پھر جو چیز نظر آئے اس سے بھاگنا
 جب صبح ہوئی تو سب سے پہلے ان کی نظر ایک عظیم الشان پہاڑ پر پڑی متحیر ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے
 حکم کیا ہے کہ پہلی چیز کو کھا جانا، اب اس پہاڑ کو کس طرح کھاؤں پھر خیال کیا کہ حکم کے مطابق
 کرنا چاہیے، جب پہاڑ کو کھانے کا ارادہ کیا تو وہ کم ہونے لگا یہاں تک کہ ایک نہایت شیریں
 لقمہ ہو گیا اور انھوں نے اس کو کھا لیا اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا، اس کے بعد ان کے سامنے
 ایک سونے کا طشت آیا چونکہ اللہ تعالیٰ شانہ نے فرمایا تھا کہ دوسری چیز کو چھپا ڈالنا انھوں نے
 زمین کھود کر اس طشت کو دفن کر دیا اور وہاں سے روانہ ہوئے تھوڑی دیر کے بعد جب سمجھے
 دیکھا تو وہی طشت زمیں کے اوپر پڑا ہے تو پھر اس کو دفن کیا پھر اس کو نکلا ہوا پایا دو تین
 مرتبہ ایسا ہی کیا جب ہمیشہ طشت باہر آنے لگا تو اس کو چھپ ڈکر آگے بڑھے دیکھا کہ ایک
 چوٹیا نہایت مضطرب آئی اور ایک باز اس کے پیچھے ٹکار کے واسطے دوڑا ہوا آیا، چونکہ خدا
 تعالیٰ کا حکم تھا کہ تیسری چیز کو پناہ دینا اس لئے انھوں نے اس چوٹیا کو پناہ دی اور اس کو
 باز سے بچایا، اس بات کو دیکھ کر باز کہنے لگا کہ یا نبی اللہ تم نے میرے ٹکار
 کو پناہ دی، اب میری جھوک کی کچھ تدبیر کیجئے، نبی (علیہ السلام) نے خیال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم
 کیا تھا کہ چوتھی چیز کو نا اُمید نہ کرنا اس واسطے میں اپنی ران کا ایک ٹکڑا کاٹ کر دے دیتا ہوں پناہ
 انھوں نے ایسا ہی کیا، بعد میں ان کی نظر میں ایک مرد آ یا خدا تعالیٰ کے حکم کے مطابق نبی اس سے

بھاگے جب شام ہوئی تو نبی علیہ السلام نے کہا، یا اللہ میں نے تیرے حکم کے مطابق کیا، اب اس کی حکمت بیان فرما، جب نبی علیہ السلام سوتے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اقبال ہوا، اسے نبی علیہ السلام پہلی چیز جو تم نے کھائی وہ مثال غصے کی ہے جس طرح وہ پہاڑ پہلے بہت بڑا تھا جب تم نے کھانے کا ارادہ کیا تو نہایت چھوٹا ہو گیا اور اس میں مٹھاس پیدا ہو گئی، اسی طرح غصہ ہے، کہ جب شرم و عار میں آدمی کو آتا ہے تو نہایت جوش ہوتا ہے، پھر اگر آدمی نے حلم کو دخل دیا اور غصے کو کھایا وہ کھانا نہایت مفید ہوتا ہے کہ دنیا میں وہ شخص بردبار کہلاتا ہے اور آخرت میں اس کا بدلہ پاتا ہے لہذا غصہ کو پی جانا اور اپنے نفس میں بردباری کی صفت پیدا کرنا اولاً نہایت شاق معلوم ہوتا ہے جیسے پہاڑ کا کھانا اور جب آدمی بچہ ارادہ حلم کا کر لیتا ہے تو غصہ کو مثل شہد پی جاتا ہے، جس طرح شہد کے کھانے میں نفس کو ایک فرحت حاصل ہوتی ہے اسی طرح غصہ کے کھانے میں بھی آدمی کو دین میں خیر حاصل ہوتی ہے چنانچہ اسی معنیوں کی طرف بعض شعراء نے اشارہ کیا ہے اور کہا ہے ۵

الحلم اولہ مرصۃ لکت اخرہ احلی من العسل

”حلم کامز اگر پہ ابتدا میں کر دیا ہوتا ہے نفس کو نہایت گراں معلوم ہوتا ہے لیکن آخر میں اس کا مزہ شہد بھی اچھا ہوتا ہے“

اور حلیم اپنے حلم سے درجاتِ دنیویہ و دنیویہ پاتا ہے اور اسے نبی دوسری چیز جو تم نے چھپا دی اور پھر وہ باہر نکل آئی وہ مانند اس نیک کام کے ہے جو اخلاص سے ہو یعنی جس طرح وہ طشت با وجود دفن کرنے اور چھپانے کے ہر وقت باہر نکل آتا تھا اسی طرح جب آدمی خالص نیت سے کوئی عبادت کرے اور اس میں ریا منظور نہ ہو یہاں تک کہ اس کام کو چھپا دے تاکہ لوگ واقف نہ ہوں وہ عبادت خود بخود ظاہر ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ چونکہ اس کو قبول کرتا ہے اس لئے خود لوگوں کو اس پر مطلع کرتا ہے اور اسے نبی (علیہ السلام) تیسری چیز کی مثال امانت کی ہے یعنی جب کوئی امانت رکھ دے تو اس میں خیانت نہ کرنا چاہیے بلکہ اس کی امانت کو پناہ میں رکھنا چاہیے اور اسے نبی (علیہ السلام) چوتھی چیز سے اشارہ اس طرف ہے کہ جس طرح اپنی زبان کا گوشت تم نے اس بازو کو دے دیا اور اس کی حاجت کو پورا کیا، اسی طرح جب کوئی شخص اپنے کسی کام کے واسطے

تم سے کہے تو ضروری ہے کہ تم اس کی حاجت روائی کرو اور اس کو ناپائیدار نہ کرو کیونکہ انسان بازو بدرجہا بہتر ہے اور اسے نبی (علیہ السلام) پانچویں چیز جو مرد تھی اور ہم نے اس سے بھاگنے کا حکم دیا تھا وہ مثل غیبت کے ہے لہذا جس طرح مرد اس سے بھاگتے ہو اسی طرح غیبت سے بھی نفرت کرو اور اس سے بھاگو اس کو فقیر ابو لیسٹ نے اپنے والد سے نقل کیا ہے۔

حدیث: ایک مرتبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبے میں ارشاد فرمایا: ان الدرہم یصیبہ من الربوا اعظم عند اللہ فی الخطیئۃ من ست وثلاثین زنا یتزنیہا الرجل وار فی الربا عر عن الرجل المسلم ————— ”اگر کوئی سود کا ایک روپیہ لے دے تو اس کا گناہ اس سے زائد تر ہے کہ چھتیس مرتبہ زنا کرے اور مسلمان کی عزت سود کا زائد ہے“ اس کو احیاء العلوم میں نقل کیا ہے۔

نصیحت: اے غیبت کرنے والو! ذرا غور کرو حدیث سابق سے معلوم ہوا کہ غیبت زنا سے زائد تر گناہ ہے اور سود لینا چھتیس زنا سے زائد ہے لہذا غیبت کا گناہ چھتیس مرتبہ زنا کرنے سے زائد ہے تعجب ہے لوگوں پر کہ زنا سے اس قدر احتیاب کرتے ہیں کہ بعض اشرف مرنے کو زنا سے بہتر جانتے ہیں اور بہروں اور شام و سحر لوگوں کی غیبتیں کیا کرتے ہیں اور اس کو اچھی چیز سمجھتے ہیں۔

حدیث: جس وقت اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری وصیت

نے دین اسلام کو مکمل کیا اور حجۃ الوداع میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَنْتُمْ عَلَیْکُمْ بِرَافِعَتِی الْاٰیۃ ————— ”آج ہم نے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی“

صحابہؓ سمجھ گئے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کا وقت قریب آگیا، کیونکہ مرتبہ کمال کے بعد پھر نقصان کا مرتبہ ہے جب اللہ تعالیٰ نے دین کو کامل کیا تو یقیناً اب اس کا نقصان شروع ہوگا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں نقصان کس طرح ہوگا، اس سے معلوم ہوا کہ زمانہ انتقال قریب آچھا، چنانچہ سب امر وقوع میں آیا، جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مرض الموت کی شدت ہوگئی اور مدت حیات کم رہ گئی آپؐ جمعرات کے روز حجرے سے مسجد میں

تشریف لائے اور کہا اے بلالؓ مدینے میں نہا کر دو کہ آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برآمد ہوئے ہیں اور کچھ نصائح کرتے ہیں جس کو سنتا منظور ہو وہ آئے کیونکہ یہ آخری وصیت ہے، اب زمانہ انتقال قریب ہے، حضرت بلالؓ نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق نہایت غلگن ہو کر نہا کر عشاؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مشاقانؓ رسول صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں جمع ہو گئے اس وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے اور امت مرحومہ کی حوائج پر روئے اور از حد حمد و ثناء کی اور انبیائے سابقین پر صلوة بھیجی بعدہ نصیحتیں کرنا شروع کیں کہ:

”اے لوگو! یہ میری آخری وصیت ہے، تم لوگوں کو میں نصیحت کرتا ہوں ان امور کی کہ نمازیں تصور نہ کرنا اور لونڈی غلام کو تکلیف نہ دینا“

اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی وصیتیں کیں، منجملہ ان کے آپ نے فرمایا:

ان الله جامعكم يوم القيامة في صعيد واحد في مقام عظيم وهول شديد في يوم لا ينفع مال ولا بنون الا من اتى الله بقلب سليم احفظوا السننكم وابكوا اعينكم ايها الناس لا تظلموا فان الله هو الطالب لمن جاد وعليه حسابكم واليه اياكم

”اے میری امت اللہ تعالیٰ تم کو قیامت کے روز ایک میدان میں جمع کرے گا اس دن نہایت ہول اور دہشت ہوگی اور اولاد و مال کچھ کام نہ آوے گا، علاوہ اس شخص کے جو قلب سلیم کے ساتھ خدا کی بارگاہ میں حاضر ہوگا، تم لوگوں کو چاہیے کہ انہی زبانوں کو روکے رہو اور ہمیشہ آنسو بہاتے رہو اور کسی پر ظلم نہ کرو، کیونکہ خدائے تعالیٰ ہی کے ذمہ ایسے لوگوں کا حساب ہوگا اور اسی کی طرف ان لوگوں کو لوٹ کر جانا ہوگا (اسی کو تنبیہ التافلین کے باب الفرق میں نقل کیا ہے)

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من ستر على مومن عورته ستر الله عورته يوم القيامة ————— ”جو شخص کسی مسلمان کے عیب کو چھپا دے اور غیبت نہ کرے اللہ تعالیٰ قیامت میں اس کے عیب کو بھی چھپا دے گا اور انہی رحمت سے سرفراز کرے گا“

اور جو شخص دنیا میں لوگوں کے عیبوں کو کھولے گا اور ان کی غیبتیں کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے روز ہلاکت میں ڈالے گا اور جہنم میں بھیجے گا (اس کو امام غزالی نے باب صفۃ المسامحین میں نقل کیا ہے)

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لا یفتب بعضکم بعضًا فہلکوا۔۔۔۔۔۔ ”کوئی شخص کسی کی غیبت نہ کرے ورنہ غیبت کرنے والے ہلاک ہو جائیں گے اور قیامت کے روز عذاب میں مبتلا ہو جائیں گے“
 (اس کو تنبیہ الغافلین میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحتوں کے بیان میں نقل کیا ہے)
حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من کف لسانہ عن اعراض الناس اقال اللہ = نثر: یومہ القیامۃ
 ”جو شخص اپنی زبان کو لوگوں کی عزت ریزی سے روکے اور لوگوں کی غیبت نہ کرے خدا تعالیٰ قیامت کے روز اس کے گناہوں کو معاف کرے گا اور اس پر نہایت احسان کرے گا“
 اس وجہ سے کہ اس نے ایک مسلمان پر احسان کیا اور اس کے عہدوں سے تعرض نہ کیا (اس کو نذر ہتہ الجالس اور منتخب النفاس میں نقل کیا ہے)۔

ارشاد: ایک شخص نے فضیل بن عیاض سے کہا کہ کچھ نصیحت
نصائح فضیل بن عیاض | کیجئے، انھوں نے کہا:

احفظ عنی حسدا، اولہا ما اصابک من شئ فقل ذلک بقضاء اللہ تعالیٰ
 حتی ترفع الملامۃ عن الخلق و ثانیہا احفظ لسانک وانت تنجو من عذاب
 اللہ و ثالثہا صدق ربک بما وعدک من الرزق حتی تكون مؤمنا و رابعہا استعد
 للموت حتی لا تموت غافلا و خامسہا اذکر اللہ کثیرا حیث ما کنت تکون محصنا من
 جمیع السیئات۔۔۔۔۔۔ ”اے ساک! میں تجھ کو پانچ چیزوں کی نصیحت کرتا ہوں، اول
 یہ کہ جو مصیبت دنیوی ہو یا دینی اس کو اللہ کی قضا و قدر کے ساتھ ملا دے اور سمجھ لے کہ جو امر ہے
 تقدیر کے موافق ہو جاتا ہے، کسی کو ملامت نہ کر کیونکہ جو امر مقدر ہے وہ ہونا ہے، دوسری یہ کہ اپنی زبان
 کی حفاظت کر (روک) کسی کی غیبت نہ کر تاکہ تو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نجات پائے تیسری یہ کہ اللہ تعالیٰ
 کے وعدے کو جو اس نے رزق کے بارے میں کیا ہے سچ سمجھ اور جائز ناجائز مال جمع کرنے کی فکر نہ کر، چوتھی یہ
 کہ ہر وقت مرنے کی تیاری رکھ تاکہ تیری موت (مرت سے) غفلت کی حالت میں دہر پانچویں یہ کہ کثرت اللہ تعالیٰ
 کا ذکر کیا کر کہ برائیوں سے بچنے کے لئے یہ سب بڑا قلعہ ہے۔“ مزید تشریح آگے آرہی ہے

۱۔ بحث تقدیر: تنبیہ، بعض طہرین کا یہ قول ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے روح محفوظ میں ہونے والی بھلائی اور برائی کو لکھ دیا۔۔۔ تو اب اللہ تعالیٰ کو برائیوں کے بدل میں عذاب دینا کوئی معنی نہیں رکھتا کیونکہ بندہ مثل پتھر کے بے اختیار ہو گیا، کیونکہ اگر بندہ مختار ہو اور اس کو امر مقرر کے خلاف کرنے کا بھی اختیار ہو تو اس سے تقدیر کا عبور ہونا لازم آتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف کذب منسوب ہو جاتا ہے اور یہ شک بعض سامعین کو جب کہ میں والد ماجد سے شرح عقائد نسفیہ پڑھتا تھا، عارض ہوا کہ خلاف تقدیر ہونے میں اللہ تعالیٰ کا جھوٹا ہونا لازم آتا ہے لہذا اگر آدمی مختار ہو اور اس کو امر مکتوب کے خلاف کرنے کا بھی اختیار ہو تو تقدیر جھوٹی ہو جائے گی مثلاً اگر زید کی تقدیر میں لکھا ہے کہ فلاں روز زنا کرے گا تو اگر یہ شخص زنا کرے تو یہ مختار ہو تو شاید اپنے اختیار سے زنا نہ کرے اور اس سے تقدیر کے خلاف ہونا لازم آ جاتا ہے اور اگر مختار نہیں ہے تو پھر یہ اہل سنت کے مذہب کے خلاف ہے، اس وقت میں نے ہر طرح سے سمجھایا، لیکن وہ لوگ نہ سمجھے، پھر مجلس کے برخاست ہونے کے بعد بھی بہت سمجھایا مگر ان کے خیال میں نہ آیا اور کہنے لگے چونکہ یہ مسئلہ اعتقاد کا ہے، اس واسطے ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ تقدیر کھنسنے سے انسان کو اختیار باقی رہتا ہے لیکن اس کی وجہ اچھی طرح ہمارے ذہن نشین نہیں ہوتی اور کچھ اچھی طرح سمجھ میں نہیں آتی، اب اس کے ازالہ کی تقریر کو سن لینا چاہیئے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے روح محفوظ میں یہ نہیں لکھا کہ فلاں شخص فلاں کام کو بغیر اختیار چار و ناچار کرے گا بلکہ وہاں یہ مضمون درج ہے کہ فلاں شخص وہ کام باوجود اپنے اختیار کے کرے گا مثلاً تقدیر میں یہ نہیں لکھا ہے کہ زید زنا کرے گا اور اس فعل میں مجبور ہو جائے گا بلکہ روح محفوظ میں جو بات ہونے والی ہے چونکہ خدا تعالیٰ اس کو جانتا ہے اس لئے لکھ دیا ہے کہ زید سے زنا ہو گا یعنی اگرچہ زید کو اختیار ہے کہ چاہے زنا کرے یا نہ کرے لیکن ہم جانتے ہیں کہ زید کی طبیعت زنا کی طرف رغبت کرے گی اور زنا اس سے ہو جائیگا لہذا معلوم ہوا کہ تقدیر میں کھنسنے سے اختیار ختم نہیں ہوتا ہے اگر اس کی زیادہ شرح منظور ہو تو اس کو یوں سمجھنا چاہیئے کہ مثلاً اگر ایک شخص کو قرآن وغیرہ کے ذریعہ یقین ہو کہ زید سے کل زنا ہو گا اور وہ شخص زید سے کہہ دے کہ کل تم سے زنا ہو گا جب کل ہوئی تو زید سے زنا ہو گیا تو اس شخص کے پہلے سے خبر دینے سے زید کا اختیار چلا نہیں گیا بلکہ بایں ہمہ زید کو اختیار تھا کہ اگر چاہتا تو زنا،

ذکر تا لیکن اس کی طبیعت چونکہ اس طرح راعب ہوگئی اس سبب یہ امر وقوع میں آیا اسی طرح اللہ تعالیٰ جو کہ عالم الغیب ہے جانتا ہے کہ زید سے زنا ہوگا اور اس کی خواہش جوش کرے گی، اپنے علم کے موافق اسے لوح محفوظ میں لکھ دیا، لہذا اس سے اختیار کا سلب ہونا کہاں لازم ہے۔
۲۔ دوسرے یہ کہ اپنی زبان کو بند کر اور کسی کی غیبت و شکایت ذکر تاکہ تجھ سے مخلوقات کو نجات ہو اور تجھ کو خدا نے تعالیٰ کے عذاب سے نجات ہو اگر تو کسی کی غیبت کرے گا تو تجھ کو بھی عاقبت میں تکلیف ہوگی اور تیرے سبب لوگوں کو مشقت ہوگی، سعدی کہتے ہیں ۵

زبان آمد از ہر شکر و سپاس بنیبت نگر داندش حق شناس

”زبان شکر و سپاس کے لئے بنائی گئی ہے، اہل حق اسے غیبت میں استعمال نہیں کرتے“
الحاصل اگر تو زبان کو بند کرے گا اور جو نفس کہے گا اسی کے موافق کرے گا تو ہلاک ہوگا اور قیامت میں عذاب پاوے گا، چنانچہ اسی مضمون کی طرف بعض شعراء نے اشارہ کیا ہے ۵

احفظ لسانک واحذر من لفظک فالمرء یسلم باللسان ویعتب
”اے انسان اپنی زبان کی حفاظت کر اور اس کے الفاظ سے ڈر کیونکہ اپنی زبان کے سبب انسان،
سلامتی پاتا ہے اور ہلاکت میں پڑتا ہے“

غیبت کے سبب جس شخص کی غیبت کی اس کو تکلیف پہنچتی ہے، اس کے دل میں زبان کا زخم پیدا ہوتا ہے اور زبان کا زخم ایسا ہوتا ہے کہ اس کا اچھا ہونا ناممکن ہوتا ہے کیونکہ جب ایک بات زبان سے نکلی کسی کے حق میں شکایت یا گالی نکلی تو اس کا زخم دوسرے کے دل میں جم گیا اس کا ازالہ نہیں ہو سکتا ہے بخلاف تیر وغیرہ کے زخم کے وہ دوا وغیرہ سے اچھا ہو سکتا ہے، لہذا زبان کا زخم کہ اس کے سبب لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے، تیروں کے زخم سے بھی زائد تر ہے اسی واسطے حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ۵

جراحات السنان لها الالتيام ولا یلتام ما جرح اللسان
”تیر کا زخم تو بھر جاتا ہے لیکن زبان کا لگایا ہوا زخم نہیں بھرتا“
اور اسی مضمون کو بعض اُردو شعراء نے نظم کیا ہے“

بھرتے ہیں زخم تیر و تیروں کے جب کہ ان کا علاج کرتے ہیں !

ان زبانوں کے زخم اسے عاجز عمر بھر تک نہیں یہ بھرتے ہیں
۳۳۔ تیسری یہ کہ جو وعدہ اللہ تعالیٰ نے رزق کا کیا ہے اس کو سچ سمجھ یعنی اللہ پر توکل کر، امد
مال جمع کرنے کی فکر نہ کر کیونکہ خود اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے رزق کا کفیل ہو گیا ہے اور قرآن میں
فرماتا ہے:-

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا ————— ”روئے زمیں پر کوئی
جاندار ایسا نہیں جس کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمہ نہ ہو“

اور اگر تو نے مال جمع کرنے کی فکر کی اور اس دنیا نے فانی میں اپنے اوقات کو تحصیل مال
میں ضائع کیا گویا اللہ تعالیٰ کہ تو نے (نعمتِ اللہ) جھوٹا سمجھا اور اس کے وعدے کا اعتبار نہ کیا
لہذا ضروری ہے کہ اپنی عمر کو عبادت میں صرف کر اور دنیا کے حاصل کرنے میں اوقات کو برباد نہ کر
کیونکہ دنیا ایک شے فانی ہے اور وطن اصلی جہانِ جاودانی ہے لہذا دنیا میں قتلِ مسافر کے رہنا
چاہیے اور مال کے ساتھ فریب نہ کھانا چاہیے: ۵

راحتِ دنیا ہے عاجز یا کہ خواب بادِ مرمر یا کہ برقِ اضطراب
سیل ہے یا سایہ دیوار ہے، کچھ نہیں معلوم کیا امر ار ہے
۳۴۔ سفرِ آخرت کی استعداد کا ذکر: چوتھے یہ کہ ہر وقت مرنے کے لئے تیار ہوتا کہ تیرا
انتقال غفلت میں نہ ہو اور تیری عاقبت خراب نہ ہو جائے کیونکہ یہ دنیا ایک جہانِ فانی ہے کسی روز
یقیناً یہاں سے سفر کرنا ہے ۵

آخر اس دنیا سے اٹھنا ہے تجھے ذائقہ اس موت کا چکھنا ہے تجھے
اور جو شخص جانتا ہے کہ عنقریب ہمارا اس شہر سے سفر ہو گا، سامانی سفر متیا کرتا ہے، اور
کچھ تو شر اپنے ساتھ رکھتا ہے، لہذا جب معلوم ہے کہ یقیناً ایک روز سفر کرنا ہو گا اور ملک الموت
اپنی صورت دکھائے گا تو یقیناً سفرِ آخرت کا تو شر اپنے ساتھ رکھ لینا چاہیے اور مرنے کے لئے
ہر وقت تیار رہنا چاہیے تاکہ ایسا نہ ہو کہ یکا یک روح قبض ہو جائے اور عزرائیل موت کی خبر نہیں
اس وقت ندامت عارض ہو اور حسرت لاحق ہو کہ ہم نے کیوں سفر کا زاد و تو شر متیا نہ کیا اسی مضمون
کی طرف بعض شعراء نے اشارہ کیا ہے ۵

چو زریں دار فنا قصد سفر سؤی ذکر داری چو غافل نشینی اے دل اسبابش میا کئی
 ”جب اس دارِ فانی سے دوسرا دار کی طرف سفر کا ارادہ ہے تو اے دل غافل کیوں ٹپکتا ہے، سامانِ سفر میا کر“
 اور عطار سرماتے ہیں ۵

بنفقت می گذاری زندگی در دنیا گر چیں غافل بانی؟

”بنفقت میں زندگی گزار رہے ہو۔ اگر اسی طرح غافل ہو گئے تو تمہارے حال پر افسوس ہے“
 اس کی نظیر یہ ہے کہ کوئی شخص نہایت خوش حال ہو اور ہر طرح کا اس کو چین اور آرام ہو لیکن
 اس کو اس امر کا خیال ہے کہ فلاں شخص اگر یکایک آجائے تو ہم کو قید کر کے لے جاوے گا جہرے میں
 بند کر دے گا ہر طرح سے تکلیف دے گا ایسی موت میں وہ شخص لذائذ کو چھوڑ کر عیش سے مڑ موڑ کر
 اس سامان میں رہتا ہے کہ اگر وہ شخص آئے ہم کو تکلیف نہ دے، لوگوں سے جا کے لٹختہ جڑتا
 ہے اپنی نجات طلب کرتا ہے اس شخص سے اپنی سفارش چاہتا ہے، لہذا اسی طرح ہر شخص کو لازم
 ہے کہ دنیا پر نظر کرے ہر وقت موت کی تیاری کرے اپنی عمر کو طاعتِ مولیٰ میں صرف کرے تاکہ
 ایسا نہ ہو کہ ملک الموت یکایک تشریف لادیں اور اپنی ڈراوٹی صورت دکھادیں ۵

آکھڑا ہو سر پہ عزرائیل جب بھول جائے کہ دفر یک نعت سب

اور باہر از شدت و محنت روح کو کھینچیں گے پھر تنگ و تار یک قبر میں بند کریں ۵

قبر میں تنہا پڑے گا جب کہ تو پھر فرشتہ آکھڑا ہو روبرو

وہاں ہر طرح کا عذاب نمودار ہو نہ کوئی اپنا ہسر نہ کوئی یار ہو، ادھر سے زمین دباتی ہے ادھر سے
 وحشت آتی ہے ۵

بڑی اور پسلی لگیں سب ڈٹنے جسم سے اعضا لگیں سب چھوٹنے

ادھر سے سانپ اور بچھو ڈنگ مارتے ہیں ادھر سے ملائکہ گرز مارتے ہیں ۵

اس گھڑی کیونکر اے دو گئے جواب جس گھڑی ہونے لگے تم پر عذاب

۵۔ پانچویں یہ کہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کر، ہر وقت اللہ سے التجا کیا کر کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ذکر
 مانند قلعہ کے ہے جس طرح آدمی اپنے دشمنوں سے بچتا ہے، اسی طرح خدا نے تعالیٰ کے ذکر سے
 انسان گناہوں سے بچتا ہے (اس کشمیر انفا فلین کے باب ذکر اللہ میں نقل کیا ہے)۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کا طریقہ | امام حجۃ الاسلام ابو عبد اللہ الغزالی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کان

الصحابۃ یتلاقون بالبشر ولا یقتابون عند

الغیبتہ ویرون ذلک افضل الاعمال _____ ”صحابہ کا یہ حال تھا کہ جب کسی سے

ملتے تھے تو نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ پیش آتے تھے، ان کا یہ حال تھا کہ وہ کسی کے پیچھے اس کی

غیبت نہ کرتے تھے اور نہ یہ ہی کرتے تھے کہ سامنے اس کی تعریف کریں اور پیچھے پیچھے اس کی برائی بیان

کریں، جو شخص صحابہ کے طریقہ پر چلے وہ جنت کا مستحق ہوگا اور جو اس طریقے سے ہٹ کر گا، دوزخ میں جائے گا۔

حکایت: ایک مرتبہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہوا تندہ بودار تھی،

جواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بد بودار ہوا اس سبب چلی کہ منافقین نے بعض مسائل

کی غیبت کی ہے (اس کو خزانہ الروایات میں نقل کیا ہے)۔

نصیحت: اگر فی الحقیقت دیکھو تو اس زمانے میں بھی بسبب غیبت کے انواع و اقسام

کی تکلیفیں ہوتی ہیں اور ہر طرح کی سختیاں نمودار ہوتی ہیں، لیکن لوگ اس کا خیال نہیں کرتے ہیں

قرب نہیں کرتے ہیں۔

ایک شخص نے چند اشخاص کی غیبت بطور کتابت کی اور ان کے میوب کو خط میں لکھ کر لوگوں

کے پاس بھیج دیا، اللہ تعالیٰ کو یہ امر نہایت ناگوار ہوا کیونکہ اس سے ایک غلط فعل سرزد ہوا، اتفاقاً

ایک روز اس سے اور اس کے شاگرد سے لڑائی کی فوج آگئی، شاگرد نے اس کو خوب دبا یا۔

ہر طرف سے خون بہایا اور یہ معاملہ ایک جم غفیر کے سامنے پیش آیا، وہ شخص نہایت نادم ہوا، لیکن

اس کو یہ خیال نہ آیا کہ یہ سزا غیبت کی ملی اور یہ جزا اس شکایت کی ملی۔

ایک شخص تھا جو اپنے عزیزوں کی غیبت کیا کرتا تھا

بسبب غیبت نرزدول بلا ہوتا ہے | اپنے اوقات کو ان کی شکایت میں صرف کیا کرتا تھا

خدا نے تعالیٰ نے اس پر عتابی کی بلا ڈالی وہ شخص نہایت تنگ ہوا، اپنی بے کسی سے پریشان ہوا

حتیٰ کہ لوگوں سے سوال کرنے کی نوبت آئی اور سخت تکلیف اٹھائی۔

حکایت: ایک عورت تھی جو لوگوں کی از حد غیبت کیا کرتی تھی اور اپنے اعداء کو تباہ کرتی

تھی، اللہ تعالیٰ نے اس کے پیٹ میں زخم کر دیا جس کی وجہ سے سانس لینے میں تکلیف ہونے لگی۔

آخر کار اسی مرض میں اس کا انتقال ہوا، اہل دنیا کو نہایت ملال ہوا۔

حکایت : ایک شخص اپنے استاد کی نافرمانی کیا کرتا تھا، اس کی غیبت اور شکایت میں اوقات بسر کرتا تھا، اتفاقاً ایک روز اس کی اور استاد کی لڑائی ہوئی استاد نے برسرِ مغلل اس کو جڑتیاں ماریں، لوگوں نے اس کو برا بھلا کہا، یہ سزا اس کو غیبت کی ملی۔

ذکر حالاتِ علماء و جہلماء زمانہ | دقیقہ : چونکہ جناب شفیع المذنبین رحمۃ اللہ علیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں غیبت کم واقع ہوتی تھی اس کی

بدلو اور خباثت لوگوں کو معلوم ہو جاتی تھی اور اس زمانہ میں چونکہ ہر خاص و عام کیا جاہل، کیا فاضل کیا ظالم، کیا عالم شام و صبح لوگوں کے گوشت کو کھاتے ہیں لوگوں کے معیوب کو ظاہر کرتے ہیں، اسی سبب لوگوں کی نظروں میں غیبت کی برائی معلوم نہیں ہوتی اور اس کی نجاست اور خباثت کی بھی تیز نہیں ہوتی اور جس طرح کہ خاکروب کو بدبودار غلاط کی تمیز نہیں ہوتی ہے اس لئے کہ وہی اس کا پیشہ ہوتا ہے اور جو شخص ایک بدبودار مکان میں رہے عادت ہو جانے کے سبب اس کو بدبو نہیں محسوس ہوتی ہے اسی طرح اس زمانہ کے لوگوں کو علماء ہوں کہ جہلماء غیبت کی بدبو معلوم نہیں ہوتی ہے اور غیبت کے عام ہونے کی وجہ سے جاہلوں کا یہ حال ہے کہ جب کوئی عالم ناپح دیکھے یا زنا کرے تو اس کو قاضی سمجھتے ہیں، اس سے اعتقاد کم کرتے ہیں، نہایت تعجب کرتے ہیں اور اس کو بدنام کرتے ہیں اور علماء ہمیشہ غیبتیں کیا کرتے ہیں اس امر میں کوئی ان کو بدنام نہیں کرتا ہے کوئی ان کو برا نہیں کہتا ہے۔

اور علماء کا یہ دستور ہے کہ جاہلوں کو وعظ میں ہر طرح کی نصیحت کرتے ہیں، احکام نماز و حج کی تعلیم کرتے ہیں، زنا اور شراب اور سود کی نصیحت کو بیان کرتے ہیں، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث بیان کرتے ہیں لیکن غیبت کے مسائل لوگوں کو نہیں بتلاتے، غیبت کی حرمت کا بیان نہیں کرتے، دو سبب، ایک تو یہ کہ غیبت ان کی نظر میں چنڈاں گناہ نہیں کہیں کہ وہ خود ہمیشہ غیبت کیا کرتے ہیں دوسرے یہ کہ وہ جانتے ہیں کہ اگر لوگوں کو غیبت نہ کرنے کی نصیحت کریں گے اور غیبت کرنے والوں کو نصیحت کریں گے تو سننے والے میں بدنام کریں گے اور کہیں گے کہ فلاں عالم لوگوں کو غیبت نہ کرنے کی نصیحت کرتا ہے اور خود ہمیشہ مسجد میں بیٹھ کر

لوگوں کو ذلیل کرتا ہے لہذا اس امر میں ہمارا رعب چلا جائے گا اللہم نجنا من دسائس الشیطان وارحم علیتنا یوم العرض علی المنان -

حکایت : ایک روز خالد رجبی جامع مسجد میں بیٹھتے تھے، لوگوں نے کسی کی غیبت شروع کی ادکسی کی شکایت کی خالد نے ان کو منع

کیا تھوڑے عرصہ کے بعد پھر ان لوگوں نے غیبت شروع کی اس وقت شیطان کے درغلانے سے خالد بھی شریک شکایت ہوئے بعد ازاں جب اس رات کو سوتے ایک شخص کو خواب میں دیکھا، کہ اس کے ہاتھ میں سور کا گوشت ہے اور وہ ان سے کہتا ہے کہ کھاؤ اس کو خالد نے خواب ہی میں جواب دیا کہ یہ گوشت نجس اور حرام ہے میں اس کو کس طرح کھاؤں اس شخص نے کہا تم نے غیبت کر کے اس سے بُری چیز کھائی ہے یعنی آدمی کا گوشت جس کی تم نے غیبت کی، بعد ازاں شخص نے سور کا گوشت ان کے منہ میں زبردستی ڈال دیا، خالد کہتے ہیں کہ جب میں بیدار ہوا تو تیس یا چالیس روز تک میرے منہ سے بدبو آئی اس کو تنبیہ الغافلین میں نقل کیا ہے۔

تصیحت : اے بھائیو! ذرا غور کرو اور کسی پر ظلم نہ کرو اگر سور کا گوشت کھانا منظور ہو تو لوگوں کی شکایت کو دور نہ غیبت سے باز آ جاؤ، تعجب ہے لوگوں پر کہ سور کا گوشت اگر ان کو کھلایا جائے تو نہایت مکروہ جانتے ہیں اور کھلانے والے کے دشمن ہو جاتے ہیں اور مجلس غیبت میں نہایت خوشی کے ساتھ بیٹھتے ہیں اور اگر حکایات صالحین کا بیان ہو، قدامتِ حالت کا بیان ہو اس مجلس کو پسند نہیں کرتے ہیں بلا شک ان لوگوں پر شیطان غالب ہے، اگر مجلس خیر ہو تو اس میں نیند آتی ہے اگر مجلس غیبت ہو تو طبیعت خوش ہو جاتی ہے، جو بھی کلام ہو جو بھی بات ہو اس میں کسی زکسی کی غیبت کرتے ہیں اگر موقع نہیں ملتا ہے تو صرف آنکھ ملکا دیتے ہیں، جب کسی مجلس سے اُٹھتے ہیں تو براہ میں اہل مجلس کی غیبت کرتے ہیں کہ فلاں شخص بخیل ہے فلاں شخص ذلیل ہے، فلاں حقیر ہے، فلاں شخص شریر ہے اور اس بیان پر قہقہے مارتے ہیں لوگوں کو منہساتے ہیں ان سب امور کا سبب ان کی غفلت ہے، اگرچہ وہ نہایت مسرور ہیں چونکہ یہ لوگ شیطان کی پیروی کرتے ہیں شیطان ان کو خواب کرتا ہے، طرفہ ماجرا یہ ہے کہ حقیقت میں شیطان کی اطاعت کرتے ہیں اور جب شیطان کی عداوت کا حال پڑھتے ہیں تو اعدو با اللہ

پڑھتے ہیں شیطان سے پناہ مانگتے ہیں لیکن اپنے افعال کو نہیں چھوڑتے ہیں اور غیبت سے منہ نہیں موڑتے ہیں، لہذا خود شیطان ان لوگوں پر سنہتا ہے ان لوگوں کی مثال ایسے شخص کی ہے کہ اس کے سامنے شیر آئے، اب ڈر رہا ہو کہ وہ شیر کچڑ ختم پہنچائے یا جان سے مار ڈالے اور اس شخص کے سامنے ایک قلعہ ہو کہ اگر وہ اس قلعے میں جائے تو شیر کے مزار سے نجات پائے لیکن وہ شخص قلعے میں نہ جاتا ہوا درکھتا ہو کہ اس قلعے کے ذریعہ میں شیر کے مزار سے پناہ مانگتا ہوں، بس فقط اسی پر کفایت کرے تو ایسے شخص کو سب بیوقوف کہتے ہیں، یہی حال ان لوگوں کا ہے جو اپنے کو خدا کا دوست کہتے ہیں اور حقیقت میں شیطان کی پیروی کرتے ہیں اور خدا کی اطاعت کو چھوڑتے ہیں۔

۱۲: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معراج کو تشریف لے گئے تو چند اشخاص کو دیکھا کہ وہ مردار کا گوشت کھا رہے ہیں، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ وہ لوگ ہیں کہ دنیا میں لوگوں کی غیبتیں کیا کرتے تھے اور لوگوں کی شکایتیں کرتے تھے اس کو سیرۃ احمد میں نقل کیا ہے

لطیفی: جو شخص خواب میں دیکھے کہ مردار کا گوشت کھا رہا ہوں تو وہ لوگوں کی غیبت کرے گا، اس کو امام غزالیؒ نے حقوق الصبغت کے حق رابع کے بیان میں نقل کیا ہے۔

لطیفی: جو شخص خواب میں دیکھے کہ آدمی کا گوشت کھا رہا ہے اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ لوگوں کی غیبت کرے گا کیونکہ قرآن میں غیبت کی تشبیہ گوشت کھانے کے ساتھ وارد ہوئی ہے، ابن سیرین نے اس کی تصریح اپنے رسالہ تعبیر میں کی ہے۔

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ان الله قد حرم علی المؤمن دمه وماله وعرضه وان یظن به ظن السوء۔ ”اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے ہر مومن پر دوسرے مومن کے خون کو مال کو اور عزت کو حتیٰ کہ کسی کو بے وجہ مار ڈالنا حرام ہے بلکہ ابن عباسؓ کے نزدیک جو شخص کسی کو بلا وجہ مار ڈالے وہ شخص کبھی جنت میں نہ جائے گا اگرچہ توبہ کر کے مرنے والے کو چوری کرنا یا بچپن لینا جائز نہیں ہے اور کسی کی عزت پر

حرام ہے اور کسی مسلمان کے ساتھ بدگمانی کرنا بھی حرام ہے۔“

(اس کو احیاء العلوم میں باب حق الاخرة الصیحة کے حق ثالث کے بیان میں نقل کیا ہے۔)

دہیب کی فرماتے ہیں لا اذع الغیبة لجب
ترک غیبت کا تمام دنیا سے بہتر ہونا | الی من الدنیا وما فیہا ولا ان اعرض

احب الی من ان یکون لی الدنیا وما فیہا ————— ”غیبت چھوڑنا میرے نزدیک تمام
 دنیا کی چیزوں سے بہتر ہے اور کسی اجنبیہ کی طرف نظر نہ کرنا بھی تمام دنیا سے بہتر ہے۔“
 (اس کو تنبیہ الغافلین میں نقل کیا ہے)

دقیقت: ترک غیبت کے تمام دنیا سے بہتر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ دنیا ایک شے
 فانی ہے اس کو ثبات اور قرار نہیں ہے اور دنیا کی چیزیں آخرت میں نہ ملیں گی، بلکہ لوگ اس پر
 کف و حسرت ملیں گے اور ترک غیبت کا ثواب آخرت میں ملے گا پھر وہی شخص نہایت خوش ہوگا
 لہذا دین کو چھوڑ کر دنیا کو قبول کرنا سخت بے وقوفی ہے اسی واسطے دہیب نے فرمایا کہ غیبت کو
 ترک کرنا تمام دنیا سے بہتر ہے۔

نظر حرام کے سلسلے میں اہل زمانہ کی عادت | نصیحت: دہیب کے قول سے معلوم ہوا
 کہ کسی حرام چیز کی طرف نہ دیکھنا دنیا وما فیہا

سے بہتر ہے اور یہ امر یعنی نظر کرنا اس زمانے کی عورتوں اور مردوں میں نہایت عام ہو گیا ہے
 مردوں کا یہ حال ہے کہ راہ میں چاروں طرف نظر کرتے جاتے ہیں اگر کسی خوبصورت عورت کی
 طرف نظر پڑ گئی تو اس کو خوب غور سے دیکھتے ہیں اگر موقع نہیں پاتے ہیں تو آنکھوں کے کونوں
 سے دیکھتے ہیں، ہر شخص کے گھر کی طرف نظر ڈالتے ہیں کہ شاید کوئی عورت پردے کے اندر
 ہو اس کو بھی دیکھ لیں جب عورتوں کی محفل اپنے گھر میں جمع ہوتی ہے کونوں پر چڑھ چڑھ کے
 پردے ڈال کے فیروں کی عورتوں کو دیکھتے ہیں تعجب ہے ان لوگوں پر کہ لوگوں سے جیا کر کے
 علانیہ نہیں دیکھتے ہیں بلکہ پوشیدہ پوشیدہ نظارہ کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے جو ہر وقت حاضر
 و ناظر ہے، ڈرا حیا نہیں کرتے، افسوس اپنے مولیٰ کے غلاموں سے شرم کرتے ہیں اگر کسی عورت
 سے آنکھیں دو چار ہوں تو آنکھیں لڑاتے ہیں اور زمانہ کی نوبت لاتے ہیں اگر خلوت میں کوئی عورت

ملی اُس سے بوس وکنا کرتے ہیں اور زنا کے اسباب فراہم کرتے ہیں خواہ وہ عورت بہن ہو، یا چھوٹی، خالہ ہو یا اجنبیہ ہو کچھ بھی خیال نہیں کرتے ہیں کہ اس عورت سے مباحثت جائز ہے یا نہیں؟ ان لوگوں نے اپنے بزرگوں کا نام خراب کیا اپنے نسب کو برا دیا، سلف کا یہ حال تھا کہ اگر کبھی شیطان غلبہ کرتا اور کسی کی طرف دیکھ لیتے تو اپنی آنکھ پھوڑ ڈالتے اپنے کو کاناکہ لیتے اور اس زر کی عورتوں کی یہ چال ہے کہ مردوں کی طرف دیکھنے کو درست سمجھتی ہیں اور جب کبھی دیوان خانے میں محفل جمع ہوتی ہے تو پر دے میں مردوں کو دیکھتی ہیں اور اگر کسی خوبصورت جوان کو دیکھ لیا تو خوب مرنے کے ساتھ دیکھتی ہیں اور طبیعت کو لذت کا احساس دلاتی ہیں، جب کسی جوان سے ملاقات ہو اور موقع ہاتھ آوے تو اس کو ہر وقت دیکھتی ہیں تاکہ وہ شخص بھی التفات کرے ذرا کچھ بات کرے، ظاہر میں کہتی ہیں کہ مردوں کو دیکھنے میں کیا مضائقہ ہے ہاں اگر مرد ہم کو دیکھیں تو مضائقہ ہے، اور دل میں خواہش کرتی ہیں نیز ان کی طبیعت بسبب نظر کے بے قرار ہوتی ہے، ابلیس کی یاد ہوتی ہیں یا وجودیکہ مردوں کا عورتوں کو اور عورتوں کا مردوں کو شہوت سے دیکھنا نہایت گناہ ہے اور احادیث و آیات میں اس کے منع کا حکم نازل ہوا ہے اسی واسطے وہیب نے کہا کہ کسی حرام شے کی طرف نہ دیکھنا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے اور نظر کرنا تمام دنیا سے بدتر ہے۔

اثر: حضرت ابی عباس رضی اللہ عنہما چونکہ نہایت عاقل اور فاضل تھے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کو مجلس میں شیخوں پر بزرگ رکھتے تھے اور جبر بزرگ سن رسیدہ تھے ان سے زائد ان کی تعظیم کرتے تھے، حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے فرزند سے کہا، میں دیکھتا ہوں کہ عمرؓ تھا دی تعظیم کرتے ہیں لہذا میں تم کو چند چیزوں کی وصیت کرتا ہوں اور چند باتوں کی نصیحت کرتا ہوں کہ اگر وہ باتیں تم عمرؓ کے سامنے کر دو گے تو تمھاری قدر جاتی رہے گی ان کی نظر میں آپ کی عزت گھٹ جائے گی، اول یہ کہ عمرؓ کے بھیجہ کو کسی کے سامنے نہ کھولنا اور اس کا اظہار نہ کرنا کیونکہ اگر تم ان کا بھیجہ کسی کے سامنے کھولو گے تو عمرؓ تم کو برا سمجھیں گے، اور تمھاری قدر نہ کریں گے۔

نصیحت: وہیب کھولنے اور بھیجہ ظاہر کرنے میں اول ضروری ہوتا ہے کہ بھیجہ کھولنے والا اس شخص کے سامنے حقیر ہو جاتا ہے، اور

اس زمانے میں یہ امر نہایت عام ہو گیا ہے، ہر شخص دوسرے کا بھید کھل دیتا ہے، لوگوں سے اس کا مشورہ کہہ دیتا ہے، اگر وہ شخص منع کر دے کہ فلاں بات کسی سے نہ کہنا تو اس کے پیچھے وہ پوشیدہ بات کھولتا ہے، خدا نے تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایت کرنے تاکہ یہ لوگ اپنے فعل سے باز آئیں، جہنم کی راہ پر نہ جائیں، دوسرے یہ کہ عمرہ کے سامنے کسی کی غیبت نہ کرنا، تیسرے یہ کہ ان کے سامنے جھوٹ نہ بولنا کسی مقدمہ میں خلاف واقعہ بیان نہ کرنا۔

جھوٹ بولنے کی ممانعت

نصیحت: اس زمانہ میں جھوٹ بولنا لوگوں کی غذا ہے ہر شخص ہر بات میں بلا فائدہ جھوٹ بولتا ہے اگر محفل میں خصوصاً مسجد میں لوگ جمع ہوں تو جھوٹ باتیں اپنے دل سے بنا کر کہتے ہیں تاکہ لوگ نہیں اور قہقہے ماریں، حدیث میں ایسے شخص پر لعنت وارد ہوئی ہے، نہایت شدت آئی ہے طرد ماجرا یہ ہے کہ جب کوئی شخص جھوٹ بولتا ہے اس وقت حاضرین کے سامنے یہ بھی کہہ دیتا ہے کہ کیا کریں جھوٹ بولنا پڑتا ہے باوجودیکہ جانتے ہیں کہ جھوٹ بولنا قطعی حرام ہے، چوتھے یہ کہ لا یطلعن منك علی خیانتہ ————— ”یعنی تم سے کوئی امر خیانت ظاہر نہ ہونے پائے خواہ مال میں ہو یا مشورے میں“ (اس کو احیاء العلوم کی کتاب الاخوة میں حتی ثالث کی بحث میں نقل کیا ہے)۔

ارشاد: بعض حکماء فرماتے ہیں۔ ان ضعت عن ثلاث فعلیک مبتلات ان ضعت عن الخیر فامسک عن الشر وان کنت لا تستطیع ان تنفع الناس فامسک عنهم وان کنت لا تستطیع ان تصور فلا تا کل لہوم الناس ————— ”اگر تجھ سے نیکی نہ ہو سکے اور باری تعالیٰ کی اطاعت نہ ہو سکے تو بدی سے بچ اور مخالفت مولیٰ سے احتراز کر اور اگر تو لوگوں کو نفع نہیں دیتا ہے تو ضرر بھی نہ دے اور اگر تو روزہ نہیں رکھتا ہے تو لوگوں کا گوشت نہ کھا (غیبت نہ کر) یعنی بہتر تو یہ ہے کہ ہمیشہ روزہ رکھا کر تاکہ روزہ میں غیبت سے بچا کر درہ حتی الوسع غیبت سے پرہیز کیا کر“ (اس کو تنبیہ القافین میں نقل کیا ہے)۔

ارشاد: مجاہد فرماتے ہیں: لا تذکر اخاک فی غیبتہ الا کما تحب ان تذکر فی غیبتک ————— ”اپنے بھائی کا تذکرہ اس کی عدم موجودگی میں اسی انداز سے کرو جس انداز میں تم اپنی عدم موجودگی میں اپنا تذکرہ پسند کرتے ہو“

جس طرح اگر کوئی تیری عدم موجودگی میں ذکر یہ کرے اور غیبت کرے تو تو اس امر کو براہمتا ہے اسی طرح چاہیے کہ دوسرے کی غیبت کو بھی براہمتا کیونکہ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔

ارشاد: مجاہد کہتے ہیں: ان لابن آدم جلساء من الملائكة فاذا ذكر احدهم اخاه بخير قالت الملائكة ذلك مثله واذا ذكر احدهم اخاه يسوء قالت يا ابن آدم كشفنا المس قوم عليه عوس ته ارجع الى نفسك واحمد الله الذي ستر عليك عور نك "ہر شخص کے واسطے اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتے مقرر ہیں جب کوئی شخص کسی کی برائی کرتا ہے اور عیب کھوتا ہے اس وقت فرشتے کہتے ہیں، اے عیب کھولنے والے تو نے اپنے بھائی کا عیب کھولا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے عیب کو چھپایا تھا، تجھ کو چاہیے کہ اس بات پر شکر کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے عیب کو نہ کھولا، کیونکہ تجھ میں بھی ہر طرح کے عیب ہیں اور اگر کوئی شخص کسی کی تعریف کرتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں کہ اے تعریف کرنے والے اللہ تعالیٰ تجھ کو بھی ایسی نیکی دیوے" (اس کو تبدیہ الغافلین میں نقل کیا گیا ہے)۔

دقیقہ: غیبت اور عیب کھولنے میں یہ فرق ہے کہ غیبت کسی کے عیب بیان کرنے کو کہتے ہیں اس طرح پر کہ اگر وہ شخص سُنے تو برا جانے اور اس سے مقصود تذلیل ہو خواہ وہ عیب پہلے سے لوگوں کو معلوم ہو یا لوگ پہلے سے واقف نہ ہوں بلکہ اس کے کہنے سے خبردار ہوئے ہوں اور افتائے تبریع عیب کھولنے میں ضروری ہے کہ وہ عیب پہلے سے لوگوں کو معلوم نہ ہو اور لوگوں کو آگاہ کرنے کے واسطے عیب بیان کرے مثلاً اگر کوئی شخص بے نازی مشہور ہے تو اگر اس کی غیبت کی یعنی اس کا بے نازی ہونا اس کو ذلیل کرنے کے لئے بیان کیا تو غیبت ہوگی، لیکن اس کو عیب کھونا نہ کہیں گے کیونکہ یہ عیب یعنی اس کا بے نازی ہونا پہلے سے معلوم تھا۔

حدیث: سلیمان بن جابر رضی اللہ عنہما نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کچھ نصیحت کیجئے اور کچھ تحفہ عنایت کیجئے، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ذکر حسن خلق

ان تلقى اخاك ببشر حسن وان ادبر فلا تغتابه ————— "جب اپنے کسی بھائی

سے ملاقات کرو تو فرحت کے ساتھ ملاقات کرو، خذہ پیشانی سے پیش آؤ، کشادہ پیشانی کے ساتھ باتیں کرو اور اس کے پیچھے اس کی غیبت نہ کرو اور اس کا عیب بیان نہ کرو۔
(اس کو احیاء العلوم میں نقل کیا ہے)۔

دقیقہ: اسی کو حسن خلق کہتے ہیں کہ جب کسی سے ملاقات کرے اس کو خوش رکھے اور جب وہ شخص چلا جائے اس کی غیبت نہ کرے اسی واسطے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں خدائے تعالیٰ نے فرمایا **وَاَنْتَ لَعَلٰی خَلْقٌ عَظِيْمٌ** کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر شخص سے اگرچہ کافر ہو خذہ پیشانی سے ملتے اور کسی کے پیچھے اس کی غیبت نہ کرتے بلکہ جب لوگوں کو کسی شخص سے اس کی شرارت کے سبب ضرر پہنچنے کا احتمال ہوتا اس وقت البتہ آپ ایسے شخص کا عیب بیان کرتے لیکن جب وہ ملاقات کرتا تو آپ نہایت اخلاق کے ساتھ پیش آتے، چنانچہ منقول ہے۔

<p>رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق عظیم کا ایک نمونہ</p>	<p>حکایت: ایک شخص نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آنے کی اجازت چاہی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ شخص</p>
---	--

اپنے قبیلے میں نہایت بد ہے بعدہ جب اس سے ملاقات ہوئی تو حضور رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے نہایت نرمی کے ساتھ باتیں کیں، جب وہ شخص چلا گیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اس کے آنے کے قبل تو آپ نے اس کو شرمندہ فرمایا، پھر کس واسطے اس سے نرمی کی، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بُرا ہے کہ جس کو لوگ اس کی شرارت اور فحش کے سبب سے چھڑا دیں لہذا اگر میں لوگوں سے سختی کیا کروں تو لوگ میرے پاس کیسے آویں گے، اس کو مسلم نے کتابا بابر والصلہ کے باب مداراة من یقی فحش میں روایت کیا ہے۔

نودیؒ کہتے ہیں کہ وہ شخص عیسیٰ بن حصیب تھا جو اس وقت تک ایمان نہیں لایا تھا بعدہ ایمان لایا پھر مرد ہو گیا، نعوذ باللہ پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے عہد میں قید ہوا اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوة میں قاضی عیاض سے نقل کرتے ہیں کہ عیسیٰ کا مومن ہونا اس زمانے

میں ثابت نہیں ہوا لہذا اس کی غیبت درست تھی اور اگر وہ مومن تھا تو آپ نے اس کی شکایت لوگوں کو اس کی شرارتوں سے ڈرانے کے لئے کی اور یہ درست ہے چنانچہ ذکر اس کا تفصیل گذر چکا۔

نصیحت اہل زمانہ طریق اہل زمانہ | مقام غور ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شان تھی اور اس زمانہ کے لوگ جو اپنے آپ

کرامت میں شمار کرتے ہیں اس کے خلاف کام کرتے ہیں، بعض لوگ اس قسم کے ہیں کہ جب کسی سے ملاقات ہوتی ہے تو اس سے سبب بعض کے کشیدہ خاطر رہتے ہیں اچھی طرح اس سے بات نہیں کرتے اور اس کے پیچھے غیبت کو اپنی غذا بناتے ہیں، اس کی بُرائی میں دن رات رہتے ہیں اور بعض لوگ اس قسم کے ہیں کہ جب کسی سے ملاقات ہو تو نہایت تعظیم و تکریم کرتے ہیں اس کے ساتھ نہایت فرحت کی باتیں کرتے ہیں، لیکن جب عیسٰی برقا ست ہوتی ہے تو بلا کسی وجہ شرعی کے اس کی غیبت کرنا شروع کر دیتے ہیں اس کے عیبوں کو کھولتے ہیں پھر اپنے کو حسن خلق کے ساتھ متصف کرتے ہیں حالانکہ کام ریا کے ہوتے ہیں، اگرچہ یہ لوگ اہل قسم کے لوگوں سے فی الجملہ اچھے ہیں لیکن فی نفسہ نہایت بُرے ہیں ان کے حال پر افسوس ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے ہیں اور سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کو چھوڑتے ہیں لازم ہے کہ توبہ کریں اور اس فعل سے باز آئیں۔

حدیث: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا یا معاذ اقطع لسانک عن اخوانک ولتکن ذنوبک علیک ولا تحملہا علی اخوانک ولا تولد نفسک یتن میم اخوانک ولا ترفع نفسک بوضع اخوانک ولا تواء بعلمک الناس۔ ”اے معاذ! تم زبان کو اپنے بھائیوں کے عیبوں سے بند کر دینی کسی کی غیبت نہ کرو کسی کا عیب نہ کھولو اور دوسروں کو بُرا کر کے اپنے کو اچھا نہ کرو اور دوسروں کو ذلیل کر کے اپنے نفس کو بلند نہ کرو اور عبادت میں ریاء نہ کرو۔“

(اس کو تنبیہ الغافلین کے باب التفکر میں نقل کیا ہے)۔

نصیحت: اس زمانہ میں جو لوگ مقرب یا رگاہ سلطانی ہوتے ہیں اور دربار دیوانی ہوتے ہیں سلطان یا دیوان کے سامنے لوگوں کی برائیاں بیان کرتے ہیں لوگوں کے عیبوں کو عیاں

کرتے ہیں اس نیت سے کہ سلطان نقطہ میں کو اپنا مقرب رکھے اور دوسرے کی طرف التفات نہ کرے، اسی طرح اعرام سے بھی جب ملاقات ہوتی ہے کسی کی تفریق و ریا میں آتی ہے تو تعزین ڈرتے ہیں کہ شاید یہ امیر اس شخص کی اگر تفریق سے اس کو فوراً رکھ لے، ہماری خواہ میں کی کر دے لہذا اس کی بُرائی بیان کرتے ہیں اشارۃً یا کنایۃً اس کا عیب ظاہر کر دیتے ہیں کہ فلاں شخص شہدہ ہے، بے وقوفوں میں اٹھنے بیٹھنے کے قابل ہے تاکہ وہ امیر اس سے مُنہ پھیرے اس کی معیبت سے منہ موڑے، ان لوگوں کو چاہیے کہ توبہ کریں کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امر کو نہایت منع اور اس کام کو حرام فرمایا ہے۔

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لا یری المؤمن من اخیه عودۃ فیسترھا علیہ الا دخل الجنة۔۔۔۔۔ ”جو شخص کسی کے عیب کو دیکھے اور آشکارا نہ کرے، بلا شک وہ جنت کا مستحق ہوگا“ (اس کو احیاء العلوم کے باب حقوق المسلم میں نقل کیا ہے)۔

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان من ادبی الوجہ الاستطالة فی عرض المسلم بغیر حق۔۔۔۔۔ ”ربو سے زیادہ گناہ بغیر حق کے مسلمان کی عزت بربزی ہے“ اس کو بھیقی نے روایت کیا ہے وجہ زیادتی گناہ کی یہ ہے کہ سود میں نقطہ قرص کے باب میں زیادتی ہوتی ہے اور غیبت میں انسان کی عزت لی جاتی ہے اور مسلمان کی عزت ہر چیز سے بہتر ہے حتیٰ کہ اہل سنت کا اعتقاد ہے کہ انسان فرشتے سے بہتر ہے۔

دقیقہ: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بغیر حق کے لفظ سے اس طرف اشارہ فرمایا کہ غیبت اگر باحق ہو تو درست ہے، خواہ حق دنیا کا ہو یا دین کا اسی واسطے ظالم کی غیبت درست ہے اور جو شخص حدیث کی جھوٹ روایت کرے اس کو جھوٹا کہنا بھی درست ہے جیسے مخمین نے جرح و تعدیل کی ہے اور بعض راویوں کی تحقیر کی ہے کیونکہ لوگ ان لوگوں کے عیبوں سے واقف نہ ہوں گے تو ان کی روایت کو پرچ جائیں گے اور دین میں ایک مستند عظیم برپا ہوگا۔ اور اسلام میں خلل واقع ہو جائے گا چنانچہ اس کی تحقیق و تصریح گذر چکی۔

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: الغیبة والتمیمة تمحطان الایمان۔۔۔۔۔ ”غیبت اور خپل خوردی ایمان کو پھیل دیتی ہیں، جب انسان نے غیبت کی تو

اس غیبت کے سبب سے تھوڑا ایمان غیبت کرنے والے کا چھل گیا حتیٰ غیبت کرتے کرتے یہ نوبت پہنچتی ہے کہ وقتِ مرگ ایمان بالکل چلا جاتا ہے اور یہی حال ہے چغلخوری کا۔
(اس کو سیرتِ احمدیہ میں اصحابی سے نقل کیا ہے)۔

غیبت اور نمیم میں فرق | غیبت اور نمیم میں فرق یہ ہے کہ دو شخصوں کے درمیان، ایک کی بات دوسرے سے نقل کرنا کہ فلاں شخص تم کو بُرا کہتا تھا بنیتِ فساد کے تاکہ ان دونوں میں دشمنی ہو جائے نمیم اور غیبت کہتے ہیں کسی کا عیب نقل کرنے کو خواہ بنیتِ فساد ہو یا نہ ہو لہذا جس مقام پر چغلخوری ہوگی غیبت بھی وہاں موجود ہوگی، چنانچہ امام نووی رحمہ اللہ نے شرح صحیح مسلم میں یہی تعریف لکھی ہے اور بعضوں کے نزدیک غیبت اور نمیم میں کچھ فرق نہیں ہے جس کو غیبت کہتے ہیں اسی کو نمیم بھی کہتے ہیں اور بعضوں کے نزدیک نمیم مجید کھولنے کو اور عیب ظاہر کرنے کو کہتے ہیں اور اسی کو افشائے ستر بھی کہتے ہیں خواہ از راو فساد ہو یا نہ ہو، چنانچہ امام غزالی رحمہ اللہ نے احیاء العلوم میں اسی مذہب کو پسند کیا، لیکن احادیث میں غور کرنے سے اول مذہب حق معلوم ہوتا ہے واللہ اعلم

ترکِ غیبت عباد سے افضل ہے | **الرشاد:** بعض تابعین کا قول ہے ادرکنا السلف وھم لا یرون العبادۃ فی الصلوۃ والصوم بل فی الکف عن اعراض الناس ————— ”ہم نے صحابہ کا یہ حال دیکھا کہ نماز اور روزے کو چندان عبادت نہیں سمجھتے تھے جس قدر کہ غیبت سے رکنے کو عبادت سمجھتے تھے“ (اس کو احیاء العلوم میں نقل کیا ہے)۔

دقیقہ: راقم الحروف کہتا ہے کہ باوجودیکہ نماز سب عبادتوں سے افضل ہے، اور روزے کو بعضوں نے عمدہ ترین عبادتوں میں شمار کیا ہے لیکن صحابہ غیبت سے بچنے کو اس سے بڑھ کر عبادت جانتے تھے کئی وجہ سے۔

وجہ اول: نماز اور روزہ اللہ تعالیٰ کی ایسی عبادتیں ہیں کہ ان کے چھوڑنے میں نقص اللہ تعالیٰ کا عتاب ہوگا، لیکن کسی بندہ کا حق نہ ہوگا بخلاف غیبت کے کہ اس میں سوائے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے بندوں کا حق بھی متعلق ہے اور نافرمانی اللہ کی تو یہ سے معاف ہو سکتی ہے، کیونکہ خدا تعالیٰ

غفور و رحیم ہے اپنے بندوں پر رحمت کی نظر رکھتا ہے یہاں تک کہ کافر کو بھی رزق دیتا ہے ،
لہذا جب گناہ گار اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر خباب باری کے حضور میں آہ و زاری کرے گا
تو بلا شک اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کرے گا اور جب گناہ گار اپنے گناہ پر ندامت اور حسرت کرے گا
تو خدا نے تعالیٰ اس پر رحم فرمائے گا ، کیونکہ جب غلام اپنے مولیٰ کی نافرمانی کرے اور سوائے
مولیٰ کے کوئی اس غلام کا دستگیر بھی نہ ہو تو جب وہ غلام اپنے مولیٰ کے سامنے ہاتھ جوڑتا ہے
مولیٰ اس کے قصور کو معاف کرتا ہے بخلاف غیبت کے کہ ذمہ غیبت کرنے والے کا فقط اللہ تعالیٰ
سے توبہ کرنے سے پاک نہیں ہوتا ہے ، جب تک غیبت کرنے والا اس شخص سے جس کی غیبت
کی ، قصور معاف نہ کرائے لہذا غیبت کرنا بدتر ہے نماز اور روزے کے چھوڑنے سے اور
غیبت کا ترک نماز سے بہتر ہے ۔

دوسری وجہ : گناہ چھوڑنے میں عبادت کرنے سے زیادہ افضلیت ہے یعنی اگر
کوئی شخص عبادت نہیں کرتا ہے لیکن جو گناہ شرع میں منوع ہیں ان سے بچا ہے تو وہ شخص بہتر ہے
اس شخص سے جو ہمیشہ عبادت کرتا ہے اور جملہ معاصی و کبائر میں مبتلا رہتا ہے خصوصاً وہ گناہ جو مثل
غیبت کے بدترین ہے ، جب یہ کلیہ ہر گناہ میں ہے تو غیبت میں بدرجہ اولیٰ یہ بات ہوگی ، کہ
غیبت سے بچنا نماز اور روزے سے بہتر ہوگا ، اسی واسطے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بہتر
جاننے تھے ۔

حکایت : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک شخص نے سوال کیا کہ حضرت جو شخص

عبادت بہت کرتا ہے اور گناہ بھی بہت کرتا ہے وہ بہتر ہے یا وہ شخص جو عبادت کم کرتا
ہے لیکن گناہ بھی کم کرتا ہے ، حضرت ابن عباسؓ نے جواب دیا ما اعدل بالسلامۃ شیئاً
”یعنی جو شخص عبادت کم کرتا ہے اور گناہ بھی کم کرتا ہے وہ بہتر ہے اور سلامتی اسی کہ ہے“

کیونکہ گناہ چھوڑنے میں عبادت کرنے سے زیادہ ثواب ہے (اس کو تنبیہ الغافلین کے باب الذنوب میں نقل
کیا گیا ہے) ۔

تیسری وجہ : ہے کہ ہر گناہ گریامرض ہے اور جی مرض کی دوا معلوم نہ ہوتی ہو ، اور
اس کی تشخیص بھی خوب نہ ہوتی ہو اس مرض سے بچنا محال ہے اور اس سے صحتیاب ہونے میں شبہ ہے

اور غیبت ایک قسم کا مرض ہے کہ اس کی دوا لوگوں سے نہیں ہو سکتی، کیونکہ اس کی بُرائی کسی کے خیال میں اچھی طرح نہیں آتی ہے، بخلاف صلوٰۃ و صوم کے ترک کے کہ اس کی بُرائی سب کو معلوم ہے۔

چوتھی وجہ: جس مرض کا کوئی طبیب نہ ہو وہ مرض نہایت سخت ہوتا ہے اور روز بروز بڑھتا جاتا ہے، یہاں تک کہ مریض کی جان لے لیتا ہے اور غیبت ایسا ہی مرض ہے کہ اس کا کوئی طبیب نہیں کیونکہ گناہوں کے طبیب علماء ہیں اور وہ خود اس مرض (غیبت) میں مبتلا ہیں، جب وہ خود اس بیماری میں مبتلا ہیں تو دوسروں کو کیسے اچھا کریں گے، بخلاف نماز اور روزہ چھوڑنے کے کہ ائمہ علماء برا جانتے ہیں اور لوگوں کو اس سے ڈراتے ہیں، اسی واسطے صحابہ غیبت سے اجتناب کو بہتر سمجھتے تھے۔

پانچویں وجہ: جس مرض کا اثر کسی تک پہنچے اور اس میں ضرر دوسرے شخص کا ہو تو وہ مرض لوگوں کے نزدیک بہت برا ہو تا ہے جیسے خارش کہ اس کو سب بُرا جانتے ہیں کیونکہ یہ مرض دوسرے شخص کو بھی کبھی پہنچ جاتا ہے اور غیبت ایسا ہی مرض ہے کہ اس کے سبب سے اس شخص کو جس کی غیبت کی ہے ضرر ہوتا ہے، بخلاف نماز اور روزہ چھوڑنے کے کہ اس کا وبال فقط گناہ کرنے والے پر ہوتا ہے، اسی وجہ سے صحابہ رضہ غیبت کو نماز اور روزہ چھوڑنے سے بدتر جانتے تھے۔

چھٹی وجہ: نماز اور روزہ چھوڑنا گناہ ہے مگر پیر اور اعضاء کا اور غیبت گناہ ہے زبان کا اور زبان کا گناہ جراح کے گناہ سے نہایت بُرا ہوتا ہے اسی سبب صحابہ غیبت کو نماز اور روزہ چھوڑنے سے بُرا جانتے تھے۔

زبان کی استقامت اور عدم استقامت	حدیث: سفیان بن عبد اللہ ثقفی رضی اللہ عنہ نے ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیثی بامیر اعتصم یہ ”کوئی نصیحت کیجئے کہ اس کے سبب میری فلاح درست گاری ہو جائے“ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قل دبی اللہ واستقم — ”اللہ تعالیٰ کی ربوبیت اور وحدانیت کے قائل ہو کر صراطِ مستقیم پر چلے جاؤ گا اور
--	--

گناہوں سے اجتناب کرتے رہو پھر سفیان نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اکثر ما تنفحات علی _____ ”وہ کونسا عضو ہے کہ اس کے سبب سے نہایت خوف ہے۔“ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان کو پکڑا اور کہا پھر عرضا یا ہے کہ اس کے سبب آدمی کو نہایت خوف رکھنا چاہیے، اس کو ابن ماجہ نے باب کف اللسان فی الفتنة میں روایت کیا ہے، اسی واسطے مولانا روم فرماتے ہیں:

اے زبان تو میں زبانی مر مرا چہ توئی گریا چہ گویم مر مرا

”اے زبان تو میرے لئے نقصان دہ ہے، جب تو ہی اس کی غیبت میں گویا ہے تو میں کیا کہوں۔“

حدیث: ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: من وقاہ اللہ شر الشیخین ولیہ الجنة۔ ”جس شخص کو اللہ دو چیزوں کے شر سے بچائے، وہ شخص جنت کا مستحق ہے۔“ صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کونسی چیزیں ہیں میں فرمایا:

بین الحیہ وما بین رجلیہ۔ ”ایک وہ چیز جو دونوں واڑھوں کے درمیان

ہے یعنی زبان اور دوسری وہ چیز جو دونوں پیروں کے درمیان ہے یعنی فرج۔“

جس شخص نے ان دونوں چیزوں کی بدی سے نجات پائی وہ جنت کا مستحق ہوا اور جو شخص ان کی بدی میں مبتلا ہوا وہ اصل جہنم ہوا (اس کو امام مالک نے مؤطا میں روایت کیا ہے)۔

حدیث: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اذا اصبح ابن آدم فان

الاعضاء کلھا تکف اللسان فتقول اتق اللہ فینا فانما نحن بک فان استقممت

استقمنا وان اعوججت اعوججنا۔ ”جب صبح ہوتی ہے تو آدمی کے تمام اعضاء زبانا

سے کہتے ہیں آ زبان ہماری خرابی اور بہتری تیرے سبب ہے اگر تو سیدھی رہی تو ہم سیدھے رہیں گے

اور جنت میں جائیں گے اور اگر تُو کج ہوگئی اور جہنم کی طرف چلی تو ہم سب تیرے سبب جہنم میں پڑیں گے

اور بلا وجہ آگ میں جلیں گے۔“ (اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے)۔

حدیث: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگوں نے پوچھا کہ وہ کونسی چیز ہے

کہ جس کے سبب سے انسان جہنم میں جاتا ہے فرمایا: الاجواقان الفم والفرج۔

”دو چیزیں جو کہ پہنچ جاتی ہیں ایک منہ اور دوسری فرج۔“ ان دونوں کے گناہوں کے سبب سے اکثر آدمی

جہنم میں جائیں گے (اس کو ابن ماجہ نے باب الذنوب میں روایت کیا ہے)

دقیقی: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جہنم میں دو چیزیں لے جائیں گی ایک منہ دوسرے غرچ لیکن منہ کا گناہ فرج کے گناہ سے بدتر ہے کیونکہ فرج کے گناہ کا زیادہ وبال فقط گناہ کرنے والے پر ہوتا ہے اور منہ کے گناہ کا حق دوسرے کے ساتھ متعلق ہوتا ہے۔

نقصیت: اس زمانے میں متقی ہونے کا مدار عبادات ظاہریہ مثلاً نماز روزے پر ہو گیا ہے، جو شخص نماز بہت پڑھتا ہے یا دُعا بہت کیا کرتا ہے یا روزے بہت رکھتا ہے یا صدقہ بہت دیتا ہے، اس کو لوگ کہتے ہیں یہ شخص بڑا عابد نہایت زاہد ہے اگرچہ تمام دن لوگوں کی غیبتیں کیا کرتا ہو اور شکایتوں میں بسر اوقات کرتا ہو اور جو شخص ظاہر میں عبادات کم کرتا ہو اور غیبت وغیرہ سے بچتا ہو اس کو متقی نہیں کہتے ہیں اسباب اس کا یہی ہے کہ لوگوں کی نظروں میں غیبت کی کچھ حرمت نہیں، غیبت نہ کرنے کی کچھ اہمیت نہیں۔ اللہم اھدنا واسلکنا سبیل الھدایۃ والرشاد۔

حدیث: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الغیبة اشد من ثلثین زنتاً فی الاسلام

”غیبت حالت اسلام میں تیس زنا کرنے سے زیادہ گناہ رکھتی ہے“ اس کو محمد بن عثمان بن عمر البلیغی نے عین العلم میں نقل کیا ہے۔

دقیقی: راقم الحروف کہتا ہے کہ زنا کرنا حالت اسلام میں زیادہ برا ہے بہ نسبت کفر کی حالت میں زنا کرنے سے اس کی دو وجہیں ہیں۔

پہلی وجہ: کافر کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایمان کا حکم ہے اور مسائل فرعیہ بعضوں کے نزدیک جیسے نماز اور روزہ کا وجوب یا زنا اور سود کا حرام ہونا کافر کے لئے نہیں ہے اسی واسطے وہ لوگ کہتے ہیں کہ قیامت میں اگر کسی مسلمان پر عذاب ہوگا تو سبب اس کے گناہوں کے ہوگا اور کافر کو فقط اس کے کفر کی وجہ سے سزا ہوگی اور نماز وغیرہ چھوڑنے یا زنا کرنے کے بدلہ میں سزا نہ ہوگی، کیونکہ ان سب احکام کی شرط ایمان ہے، لہذا جب کافر میں اصل ایمان نہیں ہے تو احکام بھی اس پر واجب نہ ہوں گے معلوم ہوا کہ زنا کرنا ایمان کی حالت میں نہایت بُرا ہے بہ نسبت

بجالت کفر زنا کرنے کے کیونکہ کافر کو زنا کرنے پر کچھ عذاب نہ ہوگا، اگرچہ ایمان نہ لانے کا عذاب ہوگا اور مسلمان کو بسبب زنا کے یقیناً عذاب ہوگا اور سخت عذاب ہوگا۔

دوسری وجہ: بجالت کفر زنا کا معاف ہو جانا توبہ پر موقوف نہیں اور اس کے عفو میں فقط مذمت واجب نہیں، جب وہ کافر اپنے کفر سے باز آدے گا، ایمان کو اپنے دل میں استیج کرے گا تو خود بخود اس کے تمام گناہ جو حالت کفر میں کئے ہیں زنا ہو یا دوسرے گناہ معاف ہو جائیں گے، اگرچہ یقیناً ایمان اس شخص کے دل میں زنا سے مذمت نہ حاصل ہوئی ہو کیونکہ طہارت کا مسئلہ ہے کہ ایمان سالیقہ گناہوں کو ختم کر دیتا ہے اور نامہ اعمال سے سب گناہوں کو محو کر دیتا ہے، بخلاف مسلمان کے زنا کے کہ وہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتا، اس کی ذات بغیر مذمت کے پاک نہیں ہوتی، کسی نیکی سے زنا کا عذاب نہیں جاتا، اگرچہ نیک کام صغیرہ گناہ کو مٹا دیتا ہے لیکن کبیرہ معاف نہیں ہوتے ہیں جب تک انسان توبہ نہ کرے معلوم ہوا کہ مسلمان کا زنا کرنا کافر کے زنا کرنے سے بڑا ہے، اس لئے کہ کافر کا زنا ایک نیکی کے کرنے سے بڑا کہ سب نیکیوں سے عمدہ ہے یعنی ایمان لانے سے معاف ہو جاتا ہے اور مسلمان کا زنا کسی نیکی سے معاف نہیں ہوتا جب تک وہ شخص توبہ نہ کرے ہاں اگر فضل خدا شامل ہو تو خود اللہ تعالیٰ بغیر توبہ کے معاف کرے گا اور اس کے گناہوں سے درگزر کرے گا، اسی واسطے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فی الاسلام کا لفظ بڑھایا تاکہ معلوم ہو کہ غیبت تیس مرتبہ زنا کرنے سے بھی بدتر ہے وہ زنا جو حالت اسلام میں انسان سے صادر ہو کہ وہ خود بھی نہایت بدتر ہے کافر کے زنا سے۔

تخصیص: اس زمانے میں لوگ زنا کو غیبت سے بڑا گناہ سمجھتے ہیں اسی واسطے اگر کسی شریف سے یا کسی عالم سے زنا صادر ہو جائے تو تمام لوگ اس امر کو نہایت معیوب سمجھتے ہیں اس عالم کو اور شریف کو بہت بدنام کرتے ہیں، اس کو فاسق سمجھتے ہیں تمام شہر میں اس کو مشہور کرتے ہیں، اس سے حرک طاقات کرتے ہیں اس کو قاجر بتاتے ہیں، اگرچہ وہ شخص زنا سے توبہ بھی کرے اس کو مذمت بھی حاصل ہو لیکن لوگوں کے دلوں میں جو خیال اس کی پڑا کا آجاتا ہے اس کا مثلاً محال ہو جاتا ہے اور علماء و شرفاء جو کہ صبیح و شام لوگوں کی غیبتیں کیا کرتے

ہیں، اس فعل میں کوئی ان کو فاسق نہیں کہتا، کوئی ان کو بدنام نہیں کرتا بلکہ خود لوگ بھی اس غیبت کرنے والے کی مجلس میں جا کر لطف اٹھاتے ہیں، اپنی آخرت خراب کرتے ہیں۔

اشتر، حاتم فسر ماتے ہیں : ثلاث اذا كن في مجلس فا لرحمة عنهم مفعولة
 ذكر الدنيا والضحك والوقعة في الناس ————— دین مجلس ہیں کہ ان میں اللہ تعالیٰ کی رحمت نہیں نازل ہوتی ہے، خدا کی عنایت ان اہل عقل پر کم ہوتی ہے، ذکر دنیا کی مجلس، ہنسی مذاق کی مجلس اور غیبت کی مجلس۔

پہلی مجلس : وہ جس میں ذکر دنیا ہو یعنی لوگ اس مجلس میں بیٹھے ہوئے امور دنیا کا ذکر کر رہے ہوں اور دنیا کے امور کے ساتھ خوشی کا مظاہرہ کر رہے ہوں، ایسی مجلس میں اللہ تعالیٰ کی رحمت نہیں نازل ہوتی، راقم الحروف کہتا ہے اس کی کئی وجہیں ہیں۔

وجہ اول : رحمت ان لوگوں پر نازل ہوتی ہے جو ذات واجب تعالیٰ کے ساتھ نسبت رکھتے ہیں اور غیر خدا سے وحشت رکھتے ہیں اور جب یہ لوگ دنیا کی طرف متوجہ ہونے لگے، دنیا کے امور سے غرض ہونے لگے، نزول رحمت ان پر بند ہو گیا، عنایت ان سے رُک گئی۔

ہم خدا خواہی دہم دینائے دُوں ایں خیال ست و محالست مہنوں

”خدا اور دنیا کو بیک وقت چاہنا محض خیال ہے، محال اور پاگل پن ہے“

وجہ دوم : دنیا ایک سرائے ہے جو فانی ہے جانے قرار نہیں ہے، مولانا دہم فرماتے ہیں

۵ اطلس عمرت بمقتراض شہور پارہ پارہ کرد خیاط غرور

”غرور کے خیاط نے تیری عمر کے اطلس کو ایام کی تیغی سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا“

دنیا مثل مسافر خانے کے ہے، ہر شخص اپنی ماں کے پیٹ سے آتا ہے اور زمین کے نیچے

چلا جاتا ہے، جس طرح مسافر ایک شہر سے دوسرے شہر کو جاتا ہے۔

اے دل ہزار کہ گفت بدینا قرار گیر دین جان نازنین خود اندر حصار گیر

جائے مقام نیست دل خبر و منہ خود را مسافری کن دایں راہ گزار گیر

بلکہ کہ تا تو آمدہ چند کس برفت ! آخر کیے ز رفتن شان اعتبار گیر

”اے دل! تجھ سے کس نے کہہ دیا کہ دنیا کو ٹھکانا بنا اور اپنی نازک جان اس قلعہ میں محصور کر، دنیا

قیام کی جگہ نہیں ہے اس میں ملنے لگا۔ صاف قری کر اس راستے سے گذر اور دیکھتے لگے اگر چلے گئے
ان کے چاتے سے غیرت حاصل کر۔“

لہذا دنیا کے ساتھ اسیئت بیوقوفی ہے اور بے وقوفی بھی سبب ہے رحمت کے بند ہونے کا
جس طرح مولیٰ اپنے غلاموں میں جو عاقل ہوتا ہے اس کی طرف التفات کرتا ہے اور جو غلام احمق ہو
اس سے نظر پھیر لیتا ہے۔

وجہ سوم: دنیا اگرچہ ظاہر میں اچھی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک نہایت بُری ہے،
اور جو بُری چیز کی طرف التفات کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے رحمت کو جو سببِ حیرتوں سے عمدہ ترین
ہے جبرک دیتا ہے جس طرح اگر سلطان کا ایک پانچواں ہر اور سلطان نے اس میں موتی لگا دیئے ہوں
کہ اس کے سبب سے نظائر اچھا معلوم ہوتا ہے اور حقیقت میں نہایت بُرے تو شخص اس
پاخانہ کی طرف نظر کرے گا اور اس پر اپنا دل لگا دے گا بلا شک سلطان اس پر خفا ہو گا اگرچہ
قرب نہ کرے گا، اس سے بات کرنا چھوڑ دے گا، اپنی عنایت اس پر کم کرے گا۔

وجہ چہارم: دنیا خلافت مرضی مولیٰ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کو عبادت کے واسطے
پیدا کیا ہے نہ کہ دنیا کے ذکر کے واسطے۔

منہ دل دریں دیر ناپائیدار ز سعدی ہیں یک سخن یاد دار
”اس ناپائیدار جگہ سے دل مت لگا، سعدی رح کی بھی ایک بات یاد رکھ“

خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ————— ”میں نے
جن اور انسان کو صرف عبادت کے واسطے پیدا کیا ہے۔“

جس طرح کوئی شخص سلطان کی مرضی کے خلاف کرے تو اس پر سلطان نظر عنایت کم کر دیتا
ہے اور اس کی طرف سے کشیدہ خاطر ہو جاتا ہے۔ اسی طرح خدا بھی اپنی مرضی کے خلاف
کرنے والوں پر نظر عنایت اور التفات کم کر دیتا ہے۔

دوسری مجلس: جس میں منکر ہستی لوگ اس مجلس میں بیٹھ رہے ہوں اپنی طبیعتوں کو خوش
کر رہے ہوں، راقم الحروف کہتا ہے کہ اس کی بھی کئی وجہیں ہیں۔

وجہ اول: نہتاً غفلت کا سبب اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے غافل ہوا، اللہ تعالیٰ بھی

اس سے غافل ہوا اسی واسطے رحمت الہی عظیم پر بند ہوتی ہے۔

وجہ دوم: ہنسنے کے سبب ہنسنے والوں کا دل سخت ہو جاتا ہے اس میں پتھر کی سختی آجاتی ہے چنانچہ یہ تجربہ ہے کہ جو لوگ بہت ہنستے ہیں ان کے دل میں نہایت سختی آجاتی ہے رقت ان کے دل سے چلی جاتی ہے اسی واسطے نصیحت ان پر اثر نہیں کرتی، توبہ کی طرف ان کی طبیعت مائل نہیں ہوتی اور ان کو کبھی رونا نہیں آتا ہے، دل ان کا ذکر جہنم سے خوف نہیں کھاتا ہے اگر کسی کی شہادت بیان ہو یا کسی کی وفات کا حال بیان ہو تو ان کے دل میں مطلق ملال نہیں ہوتا ہے بلکہ خائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا جو کہ سب مصیبتوں سے عظیم ترین مصیبت ہے خیال نہیں ہوتا اور سختی دل کو اللہ تعالیٰ نہایت برا جاتا ہے اسی واسطے کفار کے حالات میں ان کی سختی دل کو بیان فرمایا ہے اسی واسطے جس مجلس میں حکم ہوا اس سے رحمت اٹھ جاتی ہے۔

دقیقہ: ہنسی کی تین صورتیں ہیں، اول صورت اس طرح سے ہنسا کہ نہ آواز نکلے اور نہ دانت کھلیں اور نام اس کا تبسم ہے جس کو مسکراتا کہتے ہیں، دوسری صورت اس طرح سے ہنسا کہ اگرچہ دانت کھل جائیں لیکن آواز نہ نکلے اس کو خنک کہتے ہیں، تیسری صورت اس طرح سے ہنسا کہ آواز بھی نکلے اس کو قہقہہ کہتے ہیں۔

نصیحت: اس زمانے میں مسکراتا نہایت کم ہے اور خنک یعنی دانت کھول کر ہنسانا نہایت عام ہے اور قہقہہ کا رواج بے حساب ہے ہر مجلس میں لوگوں میں قہقہے ہوتے ہیں آواز بلند ہوتی ہے ہر شخص ایسی بات کرتا ہے کہ لوگ قہقہے ماریں، لہذا وہ شخص اپنے سر پر ایک گناہ اپنے قہقہے کا دوسرا گناہ لوگوں کے ہنسانے کا لیتا ہے اور راہ جہنم اختیار کرتا ہے خصوصاً مسجدوں میں اور مقبروں میں کہ بیچ وقت نماز کے واسطے جب لوگ مسجد میں جمع ہوتے ہیں لوگوں کے تذکرے شروع ہوتے ہیں قہقہے اڑتے ہیں اگر کوئی منع کرے کہ مسجد میں ہنسا حرام ہے تو اس پر لوگ ہنستے ہیں اس کے ساتھ استہزاء کرنے لگتے ہیں اور مقابلہ میں جب ایام عرس میں لوگ جاتے ہیں تو قاسقوں اور ہنسنے والوں کو بھی اپنے ساتھ لے جاتے ہیں، قبروں کے قریب ذکر خدا کو چھوڑ کر رشتہ و عبرت کو توڑ کر دنیا کے تذکرے کرتے ہیں اور خوب ہنستے ہیں، لوگوں کو ہنساتے ہیں اپنے دین کو بگاڑتے ہیں، حالانکہ خائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر تبسم فرماتے تھے اور کبھی آپ کے دانت بھی کھل جاتے تھے لیکن کبھی آپ نے

قہر نہیں مارا کیونکہ قہر نہایت خراب ہے اسی واسطے خدائے تعالیٰ نے قہر کو جب کہ وہ نازیہ واقع ہو مقصد ناز اور مقصد و توفیق قرار دیا ہے اور اگر باعتبار عقل کے دیکھو تو عقل کہتی ہے کہ منہا نہایت حماقت ہے کیونکہ بنسنے کا مار خوشی پر ہے اور جو خوشی زائل ہو اس پر کس کو منہسی آتی ہے خصوصاً جب ہر طرف سے ظلم لاحق ہو اور ہر طرح سے رنج عارض ہو اور یہ معلوم ہے کہ جو بات دنیا میں خوشی کی ہے وہ ختم ہونے والی ہے، لہذا اس پر خوشی کرنا سخت بے وقوفی ہے جب کہ آدمی کو ہر طرف سے فکر بھی عارض ہے کیونکہ جس وقت حضرت آدم علیہ السلام کی پشت سے ہم کو نکالا اور گردہ جتنی لوگر وہ جتنی سے جدا کیا، نہ معلوم کہ اس وقت ہم کو کس فرقے میں شمار کیا اور جس وقت ماں کے پیٹ میں روح پڑی، نہیں معلوم کہ اس وقت ہماری تقدیر میں سعادت کبھی گئی یا شقاوت اور جس وقت موت عارض ہوگی نہیں معلوم کہ روح خوشخبری کے ساتھ نکلے گی یا بدخبری سے جاوے گی۔

بقول سعدی رح ۷

چہ سالہائے قراول و عمر لئے دراز کہ خلق بر سر ابد زمین بخوابد رفت
 ”سالہا سال اور مرد دراز سے کیا حاصل جب کہ مخلوق زمین پر ہمارے مردوں پر سے گزرتے گی؟“
 اور جس وقت قیامت قائم ہوگی، ہر طرح کی دہشت ہوگی، دھوپ کی شدت ہوگی، پسینے کی کثرت ہوگی، بایں ہمہ وجہ ہر وقت ہنسنا خالی از حماقت نہیں۔

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
 ذکر تدابر و تباغض وغیرہ لا یتباغضوا ولا یتدابروا ولا یتناخسوا و خذوا عباد اللہ اخواناً
 ”ہا ہم بغض نہ رکھو، تدابر یعنی غیبت نہ کرو، تناقص یعنی دنیا کی طرف رغبت نہ کرو، و بیا یہ مت چاہو کہ فلاں وصفت میں کوئی ہمارا قتل نہ ہو اور تم سب ہا ہم بھائی ہو جاؤ۔“
 اور بعضوں نے تدابر کے معنی لکھے ہیں کہ تدابر ہا ہم منہ پھیر لینے کو کہتے ہیں یعنی جب دو شخصوں میں ملاقات ہو تو ہر شخص سبب بغض کے دوسرے سے منہ پھیر لے اور اس کی طرف اپنی پیٹھ کر دیوے اس کو حاکم نے کتاب البسر الصلوٰۃ میں روایت کیا ہے۔

نصیحت:

جن جن امور کی ممانعت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی اس زمانے میں وہ سب

اُمور عام ہیں کہ ہر شخص دوسرے شخص سے بغض رکھتا ہے حتیٰ کہ بیٹا باپ اور ماں سے لڑتا ہے اور ان کی شکایتیں کرتا ہے، اور شاگرد اُستاد سے بغض رکھتا ہے، اگر موقع پڑ جاتا ہے تو کہتا ہے کہ میں فلاں کا شاگرد نہیں ہوں اور بھائی بھائی سے عداوت رکھتا ہے، اپنے اوقات کو اس کی غیبت میں صرف کرتا ہے اور جب دو بغض والوں میں ملاقات ہوتی ہے تو تداریکی فوج آتی ہے ہر شخص دوسرے کو سلام نہیں کرتا ہے اس کی طرف رُخ نہیں کرتا ہے اور یہ بغض بغیر قربت میں بہت ہوتا ہے ہر شخص چاہتا ہے کہ میں فلاں عزیز سے رشتے میں بڑھ جاؤں اور ہر شخص اپنے قریب کے ساتھ ایسی بات کرتا ہے کہ اس سے دشمنی ہو جائے اور باہم لڑائی ہو جائے، باوجودیکہ صلہ رحم اور قربت کا لحاظ رکھنا ہر شخص کے لئے ضروری ہے اللہ تعالیٰ جیسے مسلمانوں کو راہِ راست پر چلائے۔

حکایت : ایک مرتبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آئے اور عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سوائے پنجہ وقتہ نماز کے اور کوئی نماز نہیں پڑھتا ہوں اور سوائے فرض روزوں کے اور کوئی روزہ نہیں رکھتا ہوں، اور میں فقیر ہوں، صدقہ بھی نہیں دیتا ہوں اور حج بھی نہیں کرتا ہوں، جب میں عروں گا تو کہاں جاؤں گا کیدنکہ میرا کوئی کام جنت میں جانے کے واسطے نہیں ہے۔

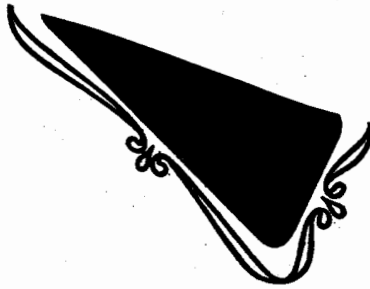
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو میرے ہمراہ جنت میں جائے گا، اگر اپنے دل کو دو چیزوں سے محفوظ رکھے گا، ایک جھوٹ، دوسرے غیبت۔ اور اپنی آنکھ کو دو چیزوں سے بچائے گا، ایک کسی حرام چیز کی طرف دیکھنے سے، دوسرے کسی کو ذلیل سمجھنے سے، لہذا تو اس وقت جنت میں جائے گا اور میرے ہمراہ ہوگا۔ (اس کو امام غزالی رحمہ اللہ نے رجا کی دوا کے بیان میں نقل کیا ہے)۔

راقم الحروف کہتا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غیبت کو چھوڑنا نماز اور روزے سے بڑھ کر ہے جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم سمجھتے تھے، چنانچہ اس کا تذکرہ اوپر ہر چکا اور اوپر میں نے سات وجہیں بیان کی ہیں۔

آٹھویں وجہ : اس وقت ایک آنکھیں دیر خیال میں آگئی وہ یہ ہے کہ غیبت کی

تشبیہ مردار کا گوشت کھانے کے ساتھ واقع ہوئی ہے اور ہر شخص کی طبیعت نماز اور روزہ غیر چھوڑ دینے کو گوارا کر سکتی ہے لیکن مردار کھانے کو روا نہیں رکھ سکتی، اسی سبب سے صحابہ رضی اللہ عنہم کے نزدیک غیبت کا چھوڑ دینا نماز روزہ سے بہتر تھا، واللہ اعلم اور ان اٹھ وجہوں سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ نماز فرض اور روزہ فرض سے غیبت نہ کرنا بہتر ہے پس نفل عبادت کی بات تو بہت اس سے دور ہے۔

اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِيْ اِلَيْهِمْ لَا يَعْلَمُوْنَ



غیبت کے نقصانات

واضح ہو کہ غیبت سے بہت ضرر پیدا ہوتے ہیں دنیا میں بھی اور دین میں بھی غیبت کرنے والا خسرو الدنیا والآخرۃ کا مصداق ہوتا ہے۔

پہلی مضرت

جو شخص غیبتیں بہت کرتا ہے وہ نام نہاد بہت کم ہوتا ہے، اس لئے
دُعا کا نہ قبول ہوتا | اس کی دعا قبول نہیں ہوتی ہے اور اس پر رعایت نہیں نازل ہوتی ہے۔

ارشاد: فقہ ابوالمہدی تہذیب الغائبین کے باب الحسد میں فرماتے ہیں ثلثة لا یستجاب

دعوتہم اکل الحوام و مکشرا الغیبت و من کان فی قلبہ بغل او حسد للمسلمین
 ”تین آدمیوں کی دعا قبول نہیں ہوتی اور ان کی عاجزی منطور نہیں ہوتی ہے، ایک
 وہ شخص جو مالِ حرام کھاتا ہو، دوسرا وہ شخص جو بکثرت غیبت کرتا ہو تیسرا وہ شخص جو کہ مسلمان سے حسد
 رکھتا ہو، یا بغل کرتا ہو“

حکایت: ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ تعالیٰ سے لوگوں نے پوچھا کہ حضرت اس کی کیا وجہ ہے
 کہ ہم لوگ دعا کرتے ہیں لیکن دعا قبول نہیں ہوتی ہے؟ ابراہیم بن ادہم نے جواب دیا اس سبب
 کہ تمہارے دل مردہ ہیں انھوں نے پوچھا مردہ ہونے کی کیا وجہ ہے؟

ابراہیم نے کہا تم لوگوں میں آٹھ عیب ہیں اس سبب سے تم لوگوں کے دلوں میں تازگی
 نہیں رہی ہے اسی سبب سے تمہاری دعا قبول نہیں ہوتی۔ پہلا عیب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی
 عظمت کو تم لوگ جانتے ہو اور اس کی قدرت کو پہچانتے ہو اور خدا کے حق میں قصور کرتے ہو اور
 اس کی طاعت میں فتور کرتے ہو، دوسرا عیب یہ کہ تم لوگ قرآن کی تلاوت کرتے ہو اور اس کے

موافق عمل نہیں کرتے ہو، تیسرا عیب یہ کہ زبان سے تم لوگ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کا اظہار کرتے ہو اور ان کی حدیث کے موافق عمل نہیں کرتے ہو حالانکہ محبت کے معنی یہی ہیں کہ محب محبوب کی مرضی کے موافق کرے اور اس کی چال پر چلے، چوتھا عیب یہ کہ زبان سے تم لوگ کہتے ہو ہم موت سے ڈرتے ہیں اور موت کی استعداد عبادات سے پیدا نہیں کرتے ہو حالانکہ جو شخص کسی چیز سے ڈرتا ہے اپنی نجات کی فکر کرتا ہے، پانچواں عیب یہ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: **إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوا لَهُ عَدُوًّا** —————
 ”شیطان تم لوگوں کا دشمن ہے اس سے ڈرتے رہو“

پرتعقیق شیطان انسان کا مدد ہے کھلا یہ خدا نے کہا

اور تم لوگ گناہ میں اوقات صرف کرتے ہو، شیطان کو اپنا دوست بناتے ہو، سعدی رح فرماتے ہیں ۵

کجا سر بر آیم ازین عار و ننگ کہ با او بصلح ایم با حق جنگ !

”ہم اس عار و شرم سے کہاں سر اٹھا سکتے ہیں کہ شیطان کے ساتھ تو ہماری صلح ہے اور حق کے ساتھ جنگ“ چھٹا عیب یہ کہ زبان سے کہتے ہو کہ ہم دوزخ سے ڈرتے ہیں اور دوزخ میں اپنے جسموں کو ڈالتے ہو، کیونکہ ہمیشہ گناہ کیا کرتے ہو، اٹھواں عیب یہ کہ جب تم سو کر اٹھتے ہو تو اپنے عیبوں کو پیٹھ کے پیچھے ڈال دیتے ہو اس کی طرف خیال نہیں کرتے ہو اور لوگوں کے عیبوں کو اپنے سامنے رکھتے ہو، لوگوں کی شکایتیں کرتے ہو اسی سبب تم پر رحمت نازل نہیں ہوتی ہے، چنانچہ اسی مضمون کی طرف تنویٰ میں اشارہ ہے ۵

غافل اندازیں قوم از خود سر بسر لاجرم گویند عیب ہم دگر
 ”یہ قوم سر اسرار اپنے آپ سے غافل ہے آپس میں ایک دوسرے کے عیب کو ظاہر کرتی ہے“
 (اس کو تذکرۃ الاولیاء اور احیاء العلوم میں نقل کیا ہے۔)

۲۔ دوسری مضمون

نیکوئوں کا نامہ اعمال سے کم ہوتا | اکثر: حضرت ابو امامہ ہاشمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں
 ان العبد ليعطى كتابه يوم القيمة فيردني فيه

کی ہوگی تو غیبت کرنے والے کی نیکیاں اس کو دی جائیں گی۔“

حدیث: ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے پوچھا تم لوگ مفلس کو جانتے ہو، صحابہؓ نے جواب دیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مفلس وہ شخص ہے جس کے پاس کچھ مال نہ ہو، آپؐ نے فرمایا یہ مفلس یا قبلہ ال کے ہے، اصل مفلس وہ ہے کہ قیامت کے روز خدا کے حضور میں حاضر ہو اور اس کی عبادات مثل نماز، روزہ اور زکوٰۃ کے بہت ہوں، پھر اس پر لوگوں کے حقوق بھی ہوں، کسی کو اس نے گالی دی ہو، کسی کی اس نے غیبت کی ہو، کسی کا مال اس نے کھایا ہو، کسی کی جان اس نے ماری ہو، بچا بچہ سب حتیٰ والے قیامت کے روز دائم گیر ہوں، جناب باری میں فرما دیجیے، اللہ تعالیٰ سخت عدل پر بیٹھے ہر حق والے کو خوش کرے، ہر مدعی کو اس کا حق پہنچا دے ہر شخص پر بباطل احسان پھیلائے، اس شخص کی نیکیاں حق والوں کو دنیا شروع کرے اور اس کی عبادت میں کم کرنا شروع کرے جب نیکیاں اس کی فنا ہو جائیں اور حقوق باقی رہ جائیں حق والوں کی بدیاں اس پر ڈالے اس کے نامہ اعمال کو مدعیوں کی سیئات سے سیاہ کرے۔ آخر الامر وہ لوگ اپنا اپنا حق لے کر جنت میں جاویں اور وہ شخص جہنم میں جائے، حقیقت میں وہ شخص مفلس ہے کیونکہ دنیا میں جو مال کا مفلس ہے اس کو چنداں تکلیف نہیں ہوتی، کیونکہ اور اہل اسلام اس کے خبر گیر ہو جاتے ہیں غلام اس شخص کے کہ قیامت کے روز ہر طرف نفسی نفسی کی آواز بلند ہوگی ہر طرف سے جہنم کے جوش و خروش کی صدا کان میں پڑے گی، ہر شخص اپنے اپنے حال میں گرفتار ہوگا کوئی کسی کا یا دہندہ کار ہوگا، یہاں تک کہ باپ ماں، بھائی بہن سے اور جو روخاوند سے بھاگیں گے کسی کے قریب نہ جائیں گے، بلکہ لوگ تنہا کریں گے کہ اگر ہمارا کچھ حق ہمارے باپ پر ہوتا تو ہم اس سے آج لے لیتے اس کی نیکیوں کو اپنی کتاب میں بھر لیتے، اس دن عوام کو کون پوچھتا ہے، انبیاء نفسی نفسی کہیں گے شفاعت سے ہاتھ اٹھائیں گے، اپنی لغزشوں پر ندامت کریں گے کیونکہ اس روز جناب باری کا دریا غصہ جوش کرے گا ہر کس و نا کس کو مدہوش کرے گا ایک عجیب کیفیت عالم پر طاری ہوگی، ہر شخص کو اپنی جان بھاری ہوگی پھر حیب اعمال تلیں گے تو لوگوں کے چہروں کے رنگ اس خوف سے اڑیں گے کہ دیکھا جائے کو نسا پڑ بھاری ہوتا

کو فدا ہکا ہوتا ہے۔

تب اس وقت عامی کا ہونگ زرد وہ حسرت سے ہر دم بھرے سانس سرد
پھر جب ہر شخص کو حساب کے واسطے ندا ہوگی، ہر شخص کی روح قبض ہوگی، ایک آفت ہوگی ہر شخص
کو سخت گفت ہوگی، لوگوں کے ابدان کا نہیں گے، بلکہ انبیاء بھی لڑی گے پھر جب اللہ تعالیٰ
حق والوں کو بلائے گا، نہایت انصاف کرے گا۔ تب لوگوں کو نہایت مذمت ہوگی کہ کاش!
ہم دنیا میں لوگوں کی غیبت نہ کرتے کسی کو تکلیف نہ دیتے اس وقت ہر شخص چاہے گا، کہ
میری بدیاں دوسرے کو دے دی جائیں اور دوسروں کی نیکیاں مجھ کو عنایت ہوں اس روز
جو حساب کتاب میں پڑا نہایت افلاس میں گرفتار ہوا، اس حدیث کو نبوی رحمہ اللہ نے تفسیر
معالم التنزیل میں روایت کیا ہے۔

عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ایک روز سفیان ثوری کی مجلس میں بیٹھا تھا انھوں نے
امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی غیبت شروع کی میں نے سفیان سے کہا کہ امام کی عجب شان ہے وہ کسی کی
غیبت نہیں کرتے میں کسی کی شکایت نہیں کرتے میں سفیان نے کہا کہ عقلمندی یہی شان ہے کہ
اپنی نیکیوں پر دوسروں کو مسلط نہ کریں اور کسی کی غیبت نہ کریں، اس کو مسند ابو حنیفہ رحمہ میں اور
ابن خلکان نے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے۔

تیسری مضرت

یہ لیں کا نامہ اعمال میں زیادہ ہونا | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایاکم
والغیبة فان فیہا ثلاث افات لا

یستجاب لہ الدعاء ولا یقبل لہ الحسنات ویزداد علیہ السیات
”تم لوگ غیبت سے سچو کیونکہ اس میں تین آفتیں ہیں ایک یہ کہ غیبت کرنے والے کی دعائیں قبول
ہوتی، دوسرے یہ کہ غیبت کرنے والے کی نیکیاں نہیں قبول ہوتی ہیں، تیسرے یہ کہ اس کی بدیاں
نامہ اعمال میں زیادہ ہوتی ہیں (اس کو خزانہ الروایات میں نقل کیا ہے)۔

اثر: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب قیامت قائم ہوگی اور دنیا
ختم ہوگی تو اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کو ایک جگہ جمع کرے گا۔

جمع ہوگی خلق ساری ایک جا نفسی کی ملت ہوگی صدرا
 اس وقت اللہ تعالیٰ ایک ندا کرے گا کہ جس شخص کا حق کسی پر ہو وہ آوے پس ہر شخص
 خوش ہوگا، اور اپنے باپ، ماں، بھائی اور جد و جہد سے حق کا طالب ہوگا۔
 جب نہ دیں ماں باپ بھی بیٹے کا ساتھ پھر وہاں پکڑے تھارا کون ہاتھ
 اسی مضمون کی طرف اللہ تعالیٰ اشارہ کر کے فرماتا ہے: **كَيْدًا نَفْعِمُ فِي الصُّورِ قَدَرًا**
اَنَابَ بَيْنَهُمْ رِيْدٌ مِّنْهُ وَلَا يَكْسَا ثَلَوْنَه۔ ”جب صور چھوٹا جائے گا
 اور حساب سامنے آئے گا اس وقت لوگوں کی قرابتیں مٹ جائیں گی اور محبتیں فنا ہو جائیں گی پھر
 ہر شخص ہر شخص سے حق کا مدعی ہوگا“ کوئی کسی کی حمایت نہ کرے گا اور اس میدان میں دوقم کے لوگ
 ہوں گے، ہر شخص نیک ہوگا اور اللہ تعالیٰ کو اس کو جنت میں داخل کرنا منظور ہوگا، اس پر اللہ تعالیٰ
 اپنی عنایت اس طرح کرے گا کہ جب اس کی نیکیاں حق والے لے جائیں گے اور صرف ایک ذرہ
 برابر نیکی بچے گی تو فرشتے خدائے تعالیٰ سے کہیں گے یا رب اس شخص کی سب نیکیاں ختم ہو گئیں
 مگر ایک ذرہ برابر رہی ہے اللہ تعالیٰ فرمائے گا اس ذرہ برابر نیکی کو بڑھا دو اور میری عنایت
 سے اس بندے کو جنت میں داخل کرو، اور جو بد ہوگا وہ جہنم کا مستحق ہوگا، اس کا حال یہ ہوگا کہ
 جب اس کی نیکیاں مٹ جائیں گی اور حق والوں پر تقسیم ہو جائیں گی اور ذرہ برابر نیکی نہیں رہے گی اور
 حق والے ابھی باقی ہوں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا حق والوں کے گناہ اس کے نامہ اعمال میں ڈالو، فرشتے
 حکم بجالائیں گے اور اسے جہنم میں ڈال دیں گے۔

اور نیکی ظالموں کی کردگار دے گا مظلوموں کو تا ہوا پرستگار
 اور جو اس کے نامہ اعمال میں کچھ نہ ہوں گی نیکیاں اس حال میں
 تو اس مظلوم کے اعمال زشت جو کہ ہوں گے درمیان سر زشت!
 دے گا اس ظالم کو حق بے اشتباہ تاکہ وہ مظلوم ہو پاک از گناہ

(اس کو بغیر نے معاملہ التزیل میں نقل کیا ہے)۔

نصیحت: انسان کو لازم ہے کہ اپنی عبادت پر غرہ نہ کرے اور اپنی عبادت کی کثرت سے
 خوش نہ ہو کیونکہ قیامت کے روز یہ سب عبادتیں دوسرے کی کتاب میں چلی جائیں گی اور ان کی

بدیاں اپنے نامہ اعمال میں آئیں گی، کیونکہ جس قدر آدمی عبادت کرتا ہے اس سے زائد اپنی گردن پر حقوق لیتا ہے مثلاً جب انسان روزہ رکھتا ہے شیطان اس پر سوار ہوتا ہے، لوگوں کو مارتا ہے لوگوں کے سر کاٹتا ہے کسی کی غیبت کرتا ہے کسی کو گالی دیتا ہے کسی پر خفا ہوتا ہے کسی کے دل کو پتھر مدہ کرتا ہے لہذا یہ سب بدیاں ایک روزے سے زائل ہو جاتی ہیں، اسی واسطے اہم غزالی فرماتے ہیں۔ لعلک لواحاً سبت نفسك وانت مواظب علی نفسك بصيام الهاد وقيام الليل لعلمت انه لا ينقضى عليك يومه الا يجزى عليك من عيلة المسلمين ما يستحق جميع حسناتك۔۔۔۔۔ ”اگر تم ہمیشہ دن کو روزہ رکھا کرو اور رات کو عبادت کیا کرو اور پھر خیال کرو تو تمام دن میں جو غیبت مسلمان کی تم سے ہوئی ہو گی وہ نیکیوں سے بڑھ جاوے گی اور تمام نیکیوں کو غارت کر دے گی، لہذا انسان کو لازم ہے کہ بندوں کے حقوق سے حتی الوسع اپنے نفس کو بچائے رکھے اور اپنی ذات کو بندوں کے حقوق سے محفوظ رکھے اگرچہ عبادت کم کرے اور نیکیوں کی تحصیل کم کرے کیونکہ بندوں کا گناہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے زائد تر ہے اور تکلیف بندوں کی اللہ تعالیٰ کے عھدیان سے زائد بری ہے“

اسی واسطے سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :- الکباثر ما كان فيه المظالم بينك وبين عباد الله تعالى والصغائر ما كان بينك وبين الله تعالى لان الله تعالى كريم يعفو ”جو گناہ بندوں کے درمیان ہو وہ کبیرہ ہے اگرچہ ادنیٰ بھی تکلیف ہو اور جو گناہ اللہ تعالیٰ کا ہو وہ صغیرہ ہے اگرچہ زنا بھی ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ بخشش کرے گا اور بندہ اپنے حق کا طالب ہوگا“ اس کو بخیر نے آیت ان تجتنبوا اکباثر ما تنهون عنه کی تفسیر میں نقل کیا ہے اور آخرت میں جب ادنیٰ ادنیٰ چیز کا حساب ہوگا تو غیبت اور نیم جن کا شمار کیا نہیں ہے بدرجہ اولیٰ جہنم میں لے جائیں گے۔

ارشاد: حسن بصری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: ان الرجل لیتعلق بالرجل يوم القيمة فيقول والله ما اعرفك فيقول بلى انت اخذت لبننة من حائطي واخذت خيطا من ثوبي۔۔۔۔۔ ”قیامت میں ایک شخص دوسرے کا ماتھ پکڑ کر کہے گا، ہمارا اور تیرے درمیان خدا حاکم ہے وہ شخص کہے گا میں تجھ کو نہیں پہچانتا ہوں تو کون ہے، پھر یہ شخص کہے گا تو نے

میری دیوار سے ایک اینٹ نکالی تھی، اور تو نے میرے کپڑے سے دھاگا نکالا تھا۔ اس سبب میں دعویٰ کرتا ہوں (اس کو امام غزالی رحمہ اللہ نے کتاب الغیبة میں نقل کیا ہے)۔

حکایت: کہیں بن الحسن بن بشر فرماتے لگے میں نے ایک گناہ کیا ہے جس کی مذمت مجھے چالیس برس سے ہے اور میں ہمیشہ روتا ہوں۔ لوگوں نے پوچھا، یا حضرت وہ کونسا گناہ ہے آپ نے فرمایا میں نے ایک مرتبہ ایک شخص کی مہانداری کے واسطے پھلی لی تھی اس کے کھانے کے بعد میں نے اپنے بھائی کی دیوار سے بلا اجازت مٹی لے کر ہاتھ دھویا تھا، اسی گناہ پر میں روتا ہوں، اس کو فقید ابو الیث نے باب الذنوب میں نقل کیا ہے، لہذا ہر انسان پر لازم ہے کہ اس مقام کو دیکھ کر نصیحت پکڑے، اپنے نفس کو قیامت کے روز رسوا نہ کرے اگر لوگوں کے حقوق اس پر ہوں ان سے معاف کر لے تاکہ قیامت میں پاک وصاف ہو جائے ورنہ اس کی عبادت میدانِ حشر میں کچھ کام نہ آئے گی، جب ہر طرف سے حقوق والوں کی آواز اٹھے گی اور ہر شے سے اس کی فریاد اٹھے گی اللھم یا رحمن لا تمناقشنا فی الحساب واجعلنا من الامنین یوم یوم یوم بعد من الکتاب یا وہاب یتوسل النبی صلی اللہ علیہ وسلم

چوتھی مصروف

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ما النار نیکیوں کا نہ قبول ہوتا | فی الییس باسرع من الغیبة فی حسرات العید —

”اگ سوکھی چیر میں اتنی جلدی اثر نہیں کرتی جتنی جلدی بندے کی نیکیوں میں غیبت کا اثر ہوتا ہے“ یعنی جب سوکھی لکڑی میں آگ ڈالو تو اس میں کتنی جلدی آگ لگتی ہے اور وہ لکڑی جلدی جل جاتی ہے لیکن غیبت کا اثر نیکیوں میں اس سے بھی جلدی ہوتا ہے کہ جب کسی نے غیبت کی اس کی نیکیوں میں فتور پڑ جاتا ہے اور عبادات قبول نہیں ہوتی ہیں۔

(اس کو احیاء العلوم کے باب علاج الغیبة میں نقل کیا ہے)۔

حدیث: خالد بن معدان نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے کہا، اے معاذ رضی اللہ عنہ کوئی حدیث ایسی بیان کر دو جو آپ نے خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے سنی ہو حضرت معاذ رحمہ اللہ بہت روئے اور ایک نہایت طویل حدیث بیان کی اس میں یہ مضمون بھی بیان کیا کہ ایک روز

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے معاذ رحمہ اللہ جو لوگ حافظِ عمل ہوتے ہیں اور جو فرشتے اعمال کو لکھتے ہیں کبھی ایسا ہوتا ہے کہ صبح سے شام تک کے ایک شخص کے نیک اعمال آسمان پر لے جاتے ہیں اور وہ اعمال مثل آفتاب کے چمکتے ہوئے ہوتے ہیں جب اول آسمان پر پہنچتے ہیں اور دوسرے آسمان پر لے جاتا چاہتے ہیں تو ایک فرشتہ جہاں اول آسمان پر خدا نے تعالیٰ نے مقرر کر رکھا ہے کہ ان اعمال کو صاحبِ اعمال کے منہ پر مار دو اور اس کو عظیم مغفرت کی خبر دے دو کیونکہ وہ شخص مسلمانوں کی غیبتیں کیا کرتا تھا لہذا اس کے اعمال قبول نہیں ہوتے (اس کو فقیہ ابو الیث نے باب التثکیر میں روایت کیا ہے)۔

ارشاد: حسن بھری فرماتے ہیں: واللہ الغیبة اسوع فی دین الرجل المؤمن من الکلمۃ فی الجسد۔۔۔۔۔۔ ”قسم خدا کی زخم کے بدن میں اثر کرنے سے زیادہ غیبت مردِ مؤمن کے دین میں جلد اثر کرتی ہے“

جس وقت انسان نے غیبت کی اسی وقت اس کے دین میں نقصان آگیا، نیکیوں کی قبولیت میں فتور پیدا ہو گیا (اس کو امام غزالی رحمہ نے باب الغیبة میں نقل کیا ہے)۔

پانچویں مضرت

قطعہ: اے یارِ جو کسی کو کھپا وے گا
یہ یاد رکھے کہ وہ بھی نکل پاوے گا

قیامت میں اربابِ حقوق کی فریاد

اس دارِ مکافات میں مَن اے قاتل
بیدار کرے آج توکل پاوے گا

حکایت: ایک روز ایک شخص زائد کے سامنے حجاج کی غیبت کرنے لگے اور اس کا ظلم بیان کرنے لگے، زائد نے کہا خدا تعالیٰ مصفٰی حقیقی ہے جس طرح حجاج نے مظلوموں کے حقوق لے گا اسی طرح حجاج کی طرف سے اس کی غیبت کرنے والوں سے بدلہ لے گا، جب کہ حجاج دعوے کرے گا، چنانچہ سعدی علیہ الرحمۃ اسی حکایت کو منظوم کر کے فرماتے ہیں۔

کے گفت حجاج تو توارہ لیت دلش سچو سنگ سیہ پارہ لیت
تسرد ہی راہ مستر یاد خلق خدایا تو بستان از واد خلق

جہاں دیدہ دیر دیر نہ زاد جہاں رایکے پسند پیرانہ داد
 کزداد مظلوم مسکین اد بخوانند واز دیگران کین اد
 ”کسی نے کہا حجاج خود بخوار ہے اور اس کا دل سنگ سیاہ کی طرح ہے وہ مخلوق کی فریاد
 سے خوف نہیں کھاتا خدا یا تو ہی اس سے مخلوق کے حقوق لے، جہاں دیدہ اور دیر نہ سال بزرگ
 نے اس جوان کو ایک بزرگ کا نصیحت کی کہ خدا تعالیٰ حجاج سے تو مظلوموں اور مسکینوں کے حقوق
 لے گا مگر دوسرے لوگوں سے حجاج کا حق بھی لیں گے۔“

حکایت : ایک زاہد نے اپنی بیوی کے واسطے روٹی خریدی
 بیوی نے روٹی دیکھ کر کہا کہ جنھوں نے روٹی بھی انھوں نے تمہارے
 ساتھ دغا کی یہ سن کر فوراً اس زاہد نے بیوی کو طلاق دے دی
 لوگوں نے پوچھا، حضرت کس واسطے آپ نے طلاق دے دی انھوں نے کہا اس عورت نے روٹی
 بیچنے والوں کی غیبت کی، قیامت کے روز وہ سب اس پر دعویٰ کریں گے اور اس کے دامن گیر
 ہوں گے، حاضرین کہیں گے کہ یہ لوگ فلاں کی بیوی پر دعویٰ کرتے ہیں اس بات سے مجھ کو
 ندامت ہوگی، اس واسطے میں نے طلاق دے دی تاکہ لوگ یہ امر زبان زد نہ کریں اور میری
 طرف اس بیوی کو منسوب نہ کریں (اس کو تنبیہ الغافلین کے باب الغیبتہ میں نقل کیا ہے)۔

دقیقہ : اگر واقعہ میں دیکھو تو اس عورت کی طرف سے روٹی بیچنے والوں کا عیب
 بیان کرنا غیبت نہیں ہے کیونکہ غیبت میں یہ امر معتبر ہے کہ شخص معین کا عیب بیان کیا جائے اسی
 واسطے مجبور کی غیبت درست ہے اور اس عورت نے روٹی بیچنے والوں کا عیب بیان کیا تھا اور
 وہ مجبور تھے کیونکہ اس نے کسی کا نام نہیں لیا تھا لیکن زاہد نے اپنے کمال زہد سے اس کو بھی غیبت
 سمجھا اور بیوی کو چھوڑ دیا۔

راقم المودت کہتا ہے شاید اس زاہد نے بیان کیا ہو گا کہ فلاں شخص سے روٹی خرید کر لیا ہوں
 لہذا جب بیوی نے بیچنے والوں کا عیب بیان کیا تو یہ شخص معلوم کی غیبت ہوگی اس کا واسطے اس نے طلاق
 دے دی۔

نصیحت : اس حکایت سے معلوم ہوا کہ بُری بیوی سے صحبت رکھنا اور اس کے ساتھ معاشر

کرنا بڑا ہے اور زیادہ ملاقات کچھ اثر پیدا کرتی ہے، جب بُری بیوی سے صحبت ہوگی خاوند میں بھی اس کی برائی آجائے گی، کیونکہ صحبت بد کا اثر مشہور ہے اور یارِ بد سانپ سے بھی زیادہ بد ہے۔

دور شو از اختلاط یارِ بد یارِ بد بدتر بود از مارِ بد
 مارِ بد تنہا نہیں بر جاں زند یارِ بد بر جانِ دیر ایمان کند
 صحبت صالح را صالح کند صحبت طالح ترا طالح کند

”بُری دوست کی صحبت سے دُور رہو، بُرا دوست بُرے سانپ سے بھی بدتر ہوتا ہے
 بُرا سانپ محض جان پر حملہ کرتا ہے اور بُرا دوست جان اور ایمان دونوں پر حملہ کرتا ہے نیک
 شخص کی صحبت چھ کو نیک بنائے گی اور بُری کی صحبت چھ کو بُرا بنائے گی“

اس زمانے کا عجیب حال ہے کہ لوگوں کی بیویاں فاسقہ ہوتی ہیں لیکن ان کو نہیں چھوڑتے
 میں، طلاق دیتا عار سمجھتے ہیں، امر شرعی میں حیا کرتے ہیں بے حیائی کو جیسا سمجھتے ہیں نہ اپنی بیویوں
 کو چھوڑتے ہیں، اور نہ ان کو نصیحت کرتے ہیں، اگر بیوی نماز نہ پڑھے تو کچھ بھی التفات نہیں
 کرتے، اگر بیوی روزہ نہ رکھے تو خفا نہیں ہوتے اور باوجودیکہ جانتے ہیں کہ بیوی جماع
 کے بعد ناپاک رہتی ہے، غسل نہیں کرتی تو اس کو کبھی غسل کی تنبیہ نہیں کرتے ہیں۔

راقم الحروف کہتا ہے کہ ایسی صورت میں بیوی کے ساتھ جماع کرنا بہتر نہیں ہے کیونکہ
 جو شخص ایک شرک پیدا کرے گویا کہ فاعل شر ہوتا ہے، بیویوں کے ناپاک رہنے کا سبب مرد
 کا جماع ہے، مردوں کو چاہیے کہ جب بیوی غسل نہ کیا کرے تو اس کے ساتھ جماعت میں کمی
 کیا کریں تاکہ عورتیں خود آگاہ ہو جائیں اپنے قصور پر نادم ہو کر غسل کرنے لگیں پاک صاف رہنے
 لگیں اور چونکہ مرد عورتوں کو تعلیم نہیں دیتے ہیں اس لئے عورتیں مردوں پر شر ہو جاتی ہیں اپنی
 حکومت جاتی ہیں، پھر مرد ایسا ڈرتے ہیں جیسا آدمی شیر سے اور بقی بھیر ٹہیے سے اور عورتوں
 کے تابع ہو جاتے ہیں، اگر بیوی کہتی ہے جو تمہاری آمدنی ہے سب میں کو دو ہمارا زیور بناؤ
 ماں کو، بہن کو یا قریب کو دو، وہ ولیا ہی کرتے ہیں اپنے عزیزوں سے بیویوں کی طرف
 سے لڑتے ہیں اگر بیوی کہے تم اس وقت مسجد میں نہ جاؤ، یا نماز نہ پڑھو اتباع امر واجب سمجھتے
 ہیں خدا کے حکم کو طاق پر رکھ دیتے ہیں باوجودیکہ اگر ماں منع کرے کہ بیٹے عشاء کے وقت اندھیرے

میں نماز کو نہ جاؤ تو فرزند کو لازم ہے کہ ماں کا کہنا نہ مانے اور مسجد کو چلا جائے، چنانچہ بخاریؒ نے حسن بصری سے نقل کیا ہے اور اس زمانے والے ایسا کرتے ہیں کہ اگر ماں منع کرے کہ آج مسجد میں نہ جاؤ تو ماں کی ضد کرتے ہیں اور مسجد میں چلے جاتے ہیں اور جب بیوی کے کہ مسجد میں نہ جاؤ تو فی الفور حکم مان لیتے ہیں تا بعداری کو واجب جان لیتے ہیں، سعدی فرماتے ہیں ۵

کسے گفت کس راز نے بدباد و گر گفت زن در جہاں خود باد

”ایک شخص نے کسی سے کہا کہ عورت بڑی نہ ہوتی چاہیے، اُس نے کہا عورت دنیا میں ہی نہ ہوتی چاہیے“ لازم ہے ان لوگوں کو کہ توبہ کریں اور ایسی بیویوں سے یا تو صحبت کم کریں یا انہیں نصیحت کریں کیونکہ گنہگار سے صحبت رکھنا اچھا نہیں اور ہر مخلوق گنہگار کو بد بھتی ہے۔

منقول ہے کہ جس وقت جنت میں حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے گناہ صادر ہوا اور ان کو زمین پر آنے کا حکم ہوا تو جنت کی ہر چیز رونے لگی اور ان کی حیرانی پر حسرت کرنے لگی، علاوہ سونا اور چاندی کے خدائے تعالیٰ نے ان دونوں سے پوچھا، تم آدم کی مفارقت پر کیوں نہیں روتے ہو، سونا اور چاندی نے عرض کیا یا رب! جس شخص نے آپ کی مخالفت کی اس کی حیرانی پر ہم کس طرح روئیں، اللہ تعالیٰ نے کہا اے سونا اور چاندی تمہاری عقل مندی کے سبب میں نے تم کو ایسی عزت دی کہ تم کو ہر چیز کی قیمت بنایا اور تم کو ہر شخص کا محبوب بنایا، (اس کو نوز بہتہ الجالس کے باب التوبہ میں نقل کیا ہے اللہم نجتنا من البلاء العام یا ذا الجلال والاکرام۔ آمین۔

چٹھی مضرت

زہاد حساب عشر سے نہایت لرزتے تھے اور اس کے عذاب سے بے ہوش ہو جاتے تھے۔

شدت حساب

اثر: حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میدانِ حشر میں خدائے تعالیٰ کے سامنے بارہ منزلیں ہوں گی، ہر منزل میں ایک ایک چیز کا سوال ہوگا، ان میں سے چوتھی منزل میں غیبت کے بارے میں سوال ہوگا اگر اس شخص سے غیبت نہ ہوئی ہوگی آگے بڑھایا جائے گا ورنہ اسی مقام میں ہزار برس کھڑا کیا جائے گا (اس کو عبد الوہاب شرفی نے کتابک الشیخ عن احوال اہل بیت میں نقل کیا ہے)

حکایت : ایک روز عوفؓ ابن سیرینؓ کے سامنے حجاج کی غیبت شروع کی، ابن سیرین نے کہا، اے عوف اگرچہ حجاج ظالم ہے اور اللہ تعالیٰ مظلوموں کا حق حجاج سے لے گا اس کا حساب حجاج سے کرے گا لیکن حجاج کی غیبت ذکر فی چاہیئے کیونکہ اللہ تعالیٰ غیبت کرنے والے سے حجاج کی طرف سے حساب کرے گا (اس کو امام غزالی نے کتاب الغیبة میں نقل کیا ہے) **دقیقہ :** راقم الحروف کہتا ہے کہ جب حجاج کی زندگی میں اس کی غیبت کا یہ حال ہوا کہ ابن سیرین نے اس کو ناجائز قرار دیا تو اب تو بدرجہ اولیٰ حجاج کی غیبت جائز نہیں ہوگی، اس وجہ سے کہ مرنے کے بعد کسی مردے کی غیبت جائز نہیں، چنانچہ اس کی تفصیل پہلے گذر چکی، لہذا حجاج کی غیبت بھی اسی طرح ناجائز ہوگی اور حجاج سے مرتے وقت کلمات منقول منقول میں تو شاید اس کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی عنایت سے معاف کیا ہو کیونکہ وہ غفور و رحیم ہے، منقول ہے کہ حجاج نے موت کے وقت یہ کلمات کہے :

یا رب اغفر لی فان الناس یقولون انک لا تغفر لی — ”اے رب مجھ سے
مجھ کو کیونکہ لوگ ایسا گمان کرتے ہیں کہ تو مجھ کو نہ بخشے گا“

حجاج کے مرنے کے بعد جب ان کلمات کی خبر حسن بصری کو پہنچی تو انھوں نے تعجب کیا، اس کو امام غزالی نے باب کلام المحتضرن میں نقل کیا ہے اور نووی کہتے ہیں لایجوز لعن المجاہج ”حجاج پر لعنت کرنا درست نہیں ہے“ (اس کو نزہۃ المجالس کے باب فضل الدعائیں نقل کیا ہے اور منقول ہے کہ حجاج مرنے کے وقت کہتے تھے،

”یا رب! لوگ میرے باب میں قسم کھاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حجاج کو نہ بخشے گا لیکن تو بڑا غفور و رحیم ہے، میرے گناہوں کو بخش دے“ اور اسی مضمون کے یہ اشعار پڑھتے تھے۔

یا رب قد حلف الاعداء واجتهدوا ایما نھم اننی من ساکن الناس
ایملفون علی عیاء و یحھم ما ظنھم بعظیم غفاس !

”اے رب دشمنوں نے قسم کھائی ہے اور ان کا ایمان ہے کہ میں جنہیوں میں سے ہوں، کیا وہ لوگ ایک غلط بات کی قسم کھاتے ہیں اور ایک عظیم اور گناہوں کو بخشنے والی مسہتی کے متعلق ان کا کتنا غلط گمان ہے“ جیسا کہ حیوۃ المجدان میں مذکور ہے۔

حکایت: ایک روز داؤدؑ دلائی ایک مقام سے گزرے ان کو وہاں غش آگیا جب ان کی مدہوشی ختم ہوئی تو لوگوں نے پوچھا یا حضرت اس مقام پر آپ کی بے ہوشی کا سبب کیا ہے، داؤد نے جواب دیا کہ مجھ کو یاد آیا کہ اس مقام پر میں نے ایک شخص کی غیبت کی تھی لہذا مجھ کو اللہ تعالیٰ کے حساب کا خیال آگیا کہ دیکھا چاہیے اس غیبت میں اللہ تعالیٰ کس طرح مجھ کو پکڑے گا، اس لئے میں بے ہوش ہو گیا (اس کو زہرۃ الجہانس کے باب الغیبتہ میں نقل کیا ہے)۔

نصیحت: اللہ تعالیٰ کا حساب نہایت سخت ہے اور کیوں نہ ہو، اگر کوئی بادشاہ اپنے کسی نوکر کو پکڑے اور پوچھنا شروع کرے کہ تم نے یہ کام کیوں کیا تو وہ شخص اس حساب سے نہایت تنگ ہو جاتا ہے، لہذا خدا تعالیٰ جو کہ علام الغیوب ہے، جب ایک ایک فعل کا سوال کرے گا تو ہر شخص کا بدن لرزے گا بقول سعدیؒ:

بہائے کہ دہشت خوردانبیاء تو عذرگنہ را چہ داری بیا

”وہ جگہ جہاں انبیاء دہشت کھا جاتے ہیں تم اپنے گناہ کا کیا عذر رکھتے ہو؟“

اور اسی واسطے نندگانِ خدا عذاب الہی سے ڈرتے تھے اور حساب الہی سے نہایت خوف کھاتے تھے

حکایت: ایک مرتبہ عباد کی ایک جماعت جس میں عطا بھی موجود تھے سفر کے واسطے نکلی اور وہ لوگ اس طرح کی عبادت کرتے تھے کہ کثرت عبادت کے سبب ان کی آنکھیں گڑھے میں گھس گئی تھیں اور ان کے پیر پھول گئے تھے اور اتنے لاغر ہو گئے تھے جیسے کہ خر بورہ کے پھلکے اور معلوم ہوتا تھا گویا ابھی قبروں سے نکل کے آئے ہیں، راہ میں ایک عابد مدہوش ہو گئے اور باوجودیکہ وہ ایام نہایت سردی کے تھے ان کے سر سے بسبب دہشت کے پسینہ ٹپکنے لگا، جب ان کو مدہوش آیا اور لوگوں نے پوچھا تو انھوں نے کہا جب میں اس مقام سے گزرا تو مجھ کو یاد آیا کہ فلاں روز اس مقام پر میں نے گناہ کیا تھا، اس خیال سے میرے دل میں حساب کی دہشت آئی اور مدہوشی طاری ہو گئی اس کو ام غفرانی نے باب احوال الخائضین میں نقل کیا ہے۔

حکایت: ایک روز امام ابوحنیفہؒ راہ میں چلے جا رہے تھے کہ ان کا پیر ایک رٹکے کے پیر میں لگ گیا، اس

خشیت الہی سے امام صاحب کا بے ہوش ہونا

لڑکے نے کہا، اے شخص! تو نے مجھ کو تکلیف دی، کیا تو قیامت کے حساب کا خیال نہیں کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کے بدلہ سے نہیں ڈرتا ہے، یہ سن کر امام صاحب بے ہوش ہو گئے اور خدا کا نام سن کر نہایت دہشت میں آ گئے (اس کو زہرستہ الجالس اور منتخب النفاس کے باب اجتناب الظلم میں نقل کیا ہے)۔

درحقیقت حساب الہی مقام دہشت ہے اور قصاص الہی مقام وحشت ہے وکیہ اگر کوئی شخص کسی کے افعال بد کو پوچھنا شروع کرے تو کس طرح اس کی طبیعت گھبراتی ہے اور جی چاہتا ہے کہ رُوح نکل جائے لہذا میدانِ حشر کے حساب کو نہ پوچھنا چاہیے کہ اس کی حد انتہا نہیں ہے ۵

دراں روز کو فصل پر سند و قول اور لوالعزم راتن بلرز و زہول
 ”اس روز جب کہ قول و فصل کے بارے میں باز پرس ہوگی تو بڑے بڑے باہمت لوگوں کے جسم بھی خوف سے لرز جائیں گے۔“

ساتو میں مضبوط

سعدی فرماتے ہیں ۵
 قیامت میں حسرتِ ندامت کا لاحق ہونا
 سزا دجیب غفلتِ بد اور کنوں
 کہ فردا نماند بحسرتِ نگوں

”اپنے سرے غفلت کا سوا دیکھا کمال پھینک، تاکہ کل کو حسرت و افسوس کی وجہ سے اسے نیچا ڈکنا پڑے، کیونکہ دنیا میں اگر کوئی کسی کو گالی دے اور وہ شخص عدالتِ فوجداری میں گالی دینے والے پر دعوے دائر کرے تو اس گالی دینے والے کو کتنی ندامت ہوتی ہے اور گالی دینے پر کسی حسرت ہوتی ہے کیونکہ اگر عدالت میں گالی دینے کا اقرار کرے گا، سزا پائے گا اور اگر انکار کرے گا تو مدعی گواہ پیش کرے گا، آخر اس کا گالی دینا ثابت ہو جائے گا اور اس کی جان پر وبال آئے گا، اسی طرح قیامت کے روز جب لوگ کسی شخص پر دعویٰ کریں گے کہ اس نے ہماری غیبت کی ہے اور اللہ تعالیٰ جو کہ علام الغیوب ہے اس سے سوال کرے گا، اب اگر یہ اقرار کرے گا تو مجمع عام میں رسوا ہوگا، اور اگر انکار کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے اعضاء کو حکم دے گا اور نہایت

لوگوں کی غایت کرے گا اور اس شخص کو اس کا ہر عضو لوگوں کے سامنے دسوا کرے گا، مگر ان جو لوگ ابراہیم یا جی پر خدا کا فضل ہو وہ لوگ نجات والوں میں سے ہوں گے نہ امت سے بے خوف ہوں گے، بقول سعدی رح ۵

قیامت کی نیکیاں برا علی رسند ز قعر ترے بر تیر یا رسند

ترا خود بماند مرا ز تنگ پیش کہ گروت بر آید علی ہائے غوغا

برادر ز کاربدان شرم دار کہ در دوائے نیکیاں شرمسار

”قیامت کے روز جب کہ نیک لوگ بلند مقام پر پہنچ جائیں گے اور پستی سے بلندی کی فخر اٹھ جائیں گے تو تجھ کو نہ امت ہوگی اس لیے کہ تیرے اعمال تیرے سامنے آئیں گے، اسے بردبار برے کام سے بچ تاکہ نیکیوں کے سامنے شرمندہ نہ ہو“
مولانا روم فرماتے ہیں:

روزِ محشر ہر نہاں پیدا شود ہم ز خود ہر مجرمے رسوا شود

دست و پا بد ہر گواہی تابان بر فساد او بہ پیش مستعان

دست گوید من چیں ز دیدہ ام لب گوید من چیں بوسیدہ ام

پائے گوید من شدستم تائے فرج گوید من بکودستم ز نے

چشم گوید کردہ ام غزہ حرام گوش گوید چیدہ ام سوء الکلام

”محشر کے روز پر خفیہ شے ظاہر ہوگی، ہر مجرم اپنے آپ سے رسوا ہوگا یا تجھ اور میرے کھلم کھلا خدا کے سامنے لوگوں کے گناہوں کی گواہی دیں گے، یا تجھ کہے گا، میں نے اس طرح چوری کی ہے ہونٹ کہیں گے میں نے اس طرح بدسر بازی کی ہے، فرج کہے گا میں نے فلاں عورت سے زنا کیا ہے آنکھ کہے گی میں نے حرام اشارے بازی کی ہے، کان کہیں گے میں نے بری باتیں پسند کی ہیں“

اسی واسطے زہاد قیامت کی نہ امت سے اذہد ڈرتے تھے اور حجابِ ہمارے خوف کرتے تھے
حکایت: جب سلیمان درانی رح قریب الانتقال ہوئے تو اہل مجلس ان سے کہنے لگے اے سلیمان یہ مقام فرحت

السلیمان درانی کا جواب

ہے کہ آپ غفور رحیم کے پاس تشریف لے جاتے ہیں، آپ کو کچھ اندیشہ نہیں ہے، کیونکہ وہ سب

گناہ بخش دیتا ہے، ابو سلیمان نے کہا، کیا وہ اللہ تعالیٰ ایسا نہیں ہے کہ گناہِ صغیرہ پر حساب کرتا اور گناہِ کبیرہ پر حجاب کرتا ہے لہذا جس طرح اس کی رحمت کا اُمیدوار رہتا چاہئے۔ اسی طرح اس کے غضب سے بھی ڈرنا چاہئے (اس کو نامِ غزالیؒ نے بابِ کلامِ المختصر میں نقل کیا ہے)

اہلِ زمانہ کی غفلت کا حال

نصیحت: اہلِ زمانہ حجب کوئی گناہ کرتے ہیں اور کوئی ان کو نصیحت کرتا ہے تو کہتے ہیں اللہ ہمارا غفار ہے وہ ہمارے گناہوں کو بخش دے گا اور کسی گناہ کی حقیقت نہیں سمجھتے ہیں اور بیابانی کے پہاڑ گناہ کرتے ہیں، یہ نہیں سمجھتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ اگر ایک آدمی گناہ پر سوال کرے، انسان سے کچھ جواب نہ بن پڑے گا اور اگر دریائے غضب الہی جوش کرے تو کسی کو جوش نہ رہے اور میدانِ حشر میں اس طرح غضبِ الہی کا سامان نمودار ہوگا کہ ہر شخص حتیٰ کہ انبیائے سابقین نفسی نفسی کہیں گے اور کوئی کسی کی شفاعت نہ کرے گا، حتیٰ کہ جب تمام لوگ تنگ ہو کر حضرت آدم، موسیٰ، نوح اور عیسیٰ علی نبینا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے پاس بامید شفاعت جائیں گے سب جیلہ کریں گے مگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکرہت ہو کر شفاعت کا اقرار کریں گے اور آپ امتی امتی پکاریں گے، اہلِ زمانہ غضبِ الہی کا کچھ خیال نہیں کرتے ہیں اور بیابان ہو کر خوش خوش ہو کر گناہ کرتے ہیں حالانکہ گناہ کے بعد گناہ کو چھوٹا سمجھنا اور خوش ہونا نہایت گناہ ہے ۵

نیک کاموں سے رہا میں مُردِ مردِ عمر بھر کرتا رافق و فجور !
ہو گی پُرسش حشر میں مجھ سے ضرور پیش جائے گا نہ وال کچھ مکر و زور
اٹھو میں مضرت

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت گزر چکی ہے کہ شخص کسی کی غیبت کرے گا، قیامت میں وہ شخص جس کی غیبت کی ہے مردہ پیش کیا جائے گا اور حکم ہوگا کہ جس طرح تُو نے اس کے گوشت کو زندگی میں کھایا تھا، مرنے کے بعد بھی کھا، پس وہ مردار کا گوشت کھاویگا اور نہایت متنبہ ہو گے گا (اس کو سیرت احمدیہ میں طبرانی سے نقل کیا ہے)

قیامت میں اس مرد کا جس کی غیبت کی ہے گوشت کھانا

نو میں مضرت

قیامت کے روز اپنا گوشت کھانا | حدیث: جس وقت خباب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معراج سے تشریف لائے، آپ نے فرمایا،

مہارت یقوم یقطع اللحم من جوفہم ثم یلقونہ یقال لہم کلوا ما کتم تا کلون من لحوم اخوانکم فقلت یا جبریل من هؤلاء قال هؤلاء من امتک الہماذون والہماذون یعنی المغتابین _____ ”جس وقت میں معراج میں گیا، میں نے چند لوگوں کو دیکھا کہ ان کی پسلیوں سے گوشت کاٹا جاتا ہے اور ان کے منہ میں ڈالا جاتا ہے اور فرشتے کہتے ہیں کہ جس طرح تم دنیا میں اپنے بھائیوں کا گوشت کھاتے تھے، اب اپنا گوشت کھاؤ اور اپنے عضو کو اپنا لقمہ بناؤ میں نے کہا، اے جبریل یہ کون لوگ ہیں تو انھوں نے جواب دیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کی غیبتیں کیا کرتے ہیں کہ ان کے واسطے یہ عذاب مقرر ہوا۔“
(اس کو فقہ ابوالملیث نے باب الغیبتہ میں نقل کیا ہے)

دسویں مضرت

قیامت کے روز اپنے | چنانچہ حدیث معراج میں ابو داؤد سے سابقہ حدیث گزر چکی کہ خباب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں غیبت کرنے والے لوگوں کو دیکھا کہ وہ اپنے ناخنوں سے اپنے بدنوں کو نوچ رہے ہیں اور سخت عذاب میں گرفتار ہیں۔

گیارہویں مضرت

جہنم میں مرض خارشت میں مبتلا ہونا | چنانچہ سابقہ مجاہد سے روایت گزر چکی کہ جو لوگ مسلمان کی غیبت بہ نیت تزیل کرتے ہیں وہ جہنم میں خارشت میں مبتلا ہوں گے۔

بارہویں مضرت

جنت میں سب کے بعد اور جہنم میں سب پہلے جانا | یعنی غیبت کرنے والا اگر غیبت سے توبہ کر کے مرے تو اگرچہ وہ جنت میں جائے گا مگر سب

کے بعد اور اگر بغیر توبہ کے سر اُپے تو سب سے پہلے دوزخ میں جائے گا، چنانچہ یہی مضمون سابقاً کتبؒ اجارے سے نقل ہو چکا۔

حکایت: روضۃ الواعظین میں ملا مسکین ہر وہی تحریر کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیمؑ کے صحیفوں میں یہ نصیحت لکھی تھی کہ اے ابن آدم! غیبت کو چھوڑ دے تاکہ بہشت تیری شوق ہو تیر ہو میں مضرت

چنانچہ نزہۃ المجالس سے حاتم امم کا قول منقول ہو چکا کہ غیبت کینوا آخرت میں بند رہوتا | دوزخ میں بند رہوں گے۔

چودھویں مضرت

چنانچہ سابقاً یہ مضمون قادیان سے بیان ہو چکا کہ قبر کا ایک عذاب قبر کا زیادہ ہوتا | تہائی عذاب غیبت کی وجہ سے ہوتا ہے۔

پندرہویں مضرت

چنانچہ یہ بھی سابقاً بیان ہو چکا کہ ایک شخص نے حجاج کی غیبت کی مابن عمرؓ نے اس سے پوچھا اگر حجاج یہاں موجود ہوتے تو تم ان کو بُرا کہتے یا نہیں؟ اس نے کہا نہیں، پس ابن عمرؓ نے کہا کہ ہم اس کو نفاق سمجھتے تھے جب کسی سے ملاقات ہووے تو نہایت مہربانی کریں اور اس کے پیچھے غیبت کریں۔

سولہویں مضرت

یعنی جو شخص لوگوں کے سامنے کسی کی غیبت کرتا ہے لوگوں کے نزدیک اعتماد کا چلا جاتا | اس شخص کا اعتماد چلا جاتا ہے اور لوگ سمجھتے ہیں کہ اس کا اعتبار نہیں ہے جیسا اس نے آج ہمارے سامنے فلاں شخص کو بُرا کہا ایسا ہی ہم کو بھی لوگوں کے سامنے بُرا کہے گا، بقول سعدی علیہ الرحمہ

ہر آن کس برد نام مردم ببار تو چشم نکو گوئی از دوسے مدار
کہ اندر قضاے تو گوید ہاں کہ پیش تو گفت از پس مردمان

”جو شخص تمہارے سامنے لوگوں کا نام برائی سے لے تم اس سے اس بات کی توقع مت کرو کہ تمہارا نام اچھائی سے لے گا جس طرح وہ دوسروں کو برا کہتا ہے اسی طرح تمہارے پیچھے تمہیں برا کہے گا“

حکایت: ایک شخص نے زاہد کے سامنے کسی کی غیبت کی اس زاہد نے کہا اے شخص! تو میرے سامنے کسی کی غیبت نہ کرو اور اپنے حق میں مجھ کو بدگمان نہ کر، بعد ہی فرماتے ہیں ۵

زبان کرد شتھے بن غیبت دراز بد و گفت و اندہ سرفراز!

کر یاد کساں پیش من بد مکن مرا بدگماں در حق خود مکن

”ایک عقل مند کے سامنے کسی نے کسی کی غیبت کی، عقل مند آدمی نے اس سے کہا کہ میرے سامنے کسی کا تذکرہ برائی سے مت کرو اور مجھ کو اپنے سلسلے میں بدگمان نہ کرو“

ساتھ میں مضرت

ارشاد: ایک حکیم سے کسی نے کہا کچھ نصیحت کرو، انھوں نے کہا

لا تجت ربك ولا تجت الخلق ولا تجت نفسك

مسلمانوں پر ظلم کرنا

”تین باتیں لازم نہ کرو، ایک یہ کہ اللہ پر ظلم نہ کرو بایں طور کہ سوا اللہ کے کسی کی عبادت نہ کرو۔ اور دوسرا کہ دخل نہ دو، دوسرے یہ کہ مخلوقات پر ظلم نہ کرو، بایں طور کہ کسی کی غیبت نہ کرو، تیسرے یہ کہ اپنے نفس پر ظلم نہ کرو بایں طور کہ فرائض اور عبادات میں کمی نہ کرو“

(اس کو فقیر ابوالمیث نے باب الذنوب میں نقل کیا ہے)۔

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، خصلتان لیس فوقہما من الشر الشراء باللہ و الصبر لعباد اللہ و خصلتان لیس فوقہما من خیالیاں باللہ و النفع لعباد اللہ۔ ”دو وصفوں سے برا کرئی وصف نہیں ہے، ایک شر کرنا دوسرے اللہ کے بندوں کو ضرر دینا اور دو وصفوں سے بہتر کرئی وصف نہیں ہے ایک اللہ پر ایمان لانا اور دوسرے لوگوں کو نفع دینا“ (اس کو امام غزالی نے باب حقوق المسلم علی المسلم میں نقل کیا ہے)۔

اٹھارہویں مضرت

اللہ تعالیٰ کے دشمن یعنی ابلیس کا نہایت خوش ہونا | حضرت عیسیٰ علی نبیہا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے

ایک روز شیطان کو دیکھا کہ اس کے ایک ہاتھ میں شہد ہے اور دوسرے میں راکھ حضرت عیسیٰؑ نے شیطان سے اس کا سبب پوچھا، اس مردود الرحمن نے کہا یہ راکھ میں یتیموں کے منہ میں ڈالتا ہوں تاکہ ان کے منہ خراب ہو جائیں اور ان کی صورتیں بُری ہو جائیں اور لوگ ان سے اجتناب کریں یتیموں کی خبر گیری نہ کریں اور یہ شہد غیبت کرنے والے کے منہ میں ڈالتا ہوں کیونکہ میں ان سے نہایت خوش ہوتا ہوں، اس کو زہرِ ہتہ الجالس مختب النعاس کے بابِ انبیہ میں نقل کیا ہے اور شیطان کا خوش ہونا دودھ پر سے نہایت مضر ہے۔ ایک یہ کہ شیطان خدائے تعالیٰ کا ناقراں ہے اور اس پر غضبِ رحمان ہے لہذا آخر ششودہ شیطان رحمان کے غضب کا باعث ہے کیونکہ جو شخص اپنے مولیٰ کے دشمن کی اطاعت کرے گا، بلا شک مولیٰ اس سے رنجیدہ ہوگا، دوسری وجہ یہ ہے کہ شیطان انسان کا بھی جانی دشمن ہے، مولانا روم فرماتے ہیں :-

زاکم ایں شیطان مدد جان تست دائما در فکرِ ایمان تست

”چونکہ شیطان تمہاری جان کا دشمن ہے، اس لئے ہمیشہ تمہارے ایمان کی فکر میں گزارتا ہے“ اس طرح کہ ظاہر میں تمہارا دوست معلوم ہوتا ہے کیونکہ نفس کو اس کی اطاعت میں مزا ملتا ہے اور خفیہً خفیہً شعلہ لگاتا ہے، نفس کو بے وقوف بنا کر اپنے دام میں لاکر جہنم میں لے جاتا ہے اور ایسا عدد نہایت سخت ہوتا ہے اور اس کا دفع نہایت مشکل ہوتا ہے کیونکہ جو شخص کھلم کھلا دشمنی کرتا ہے لوگ اس کو جان لیتے ہیں اور اس کی شیطنت سے واقف ہو جاتے ہیں بخلاف اس کے جو پوشیدہ طور پر دشمن ہو کیونکہ ظاہر میں اس کی باتیں اچھی معلوم ہوتی ہیں اور حقیقت میں وہی باتیں فتنہ انگیز ہوتی ہیں، اسی واسطے کیا عوام کیا خواص ظاہر میں شیطان کو گایاں دیتے ہیں اور حقیقت میں اس کی اطاعت کرتے ہیں، اسی واسطے وہیب بن منہ کہتے ہیں۔

حضرت وہیب بن منہ کا ارشاد | اتق الله ولا تسب الشيطان في العلانية وانت صديقہ في السر _____ ”اے ابن آدم! اللہ

سے خوف کر اور شیطان کو ظاہر میں گالی نہ دے جب کہ باطن میں تو اس کی تابعداری کرتا ہے کیونکہ اس گالی دینے سے کچھ فائدہ نہیں (اس کو لام غزالی نے باب تفصیل مداخل الشیطان فی القلب میں نقل کیا ہے) ہاں جو لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہدایت کی راہ پر چلتے ہیں شیطان کو ظاہر اور باطن میں اپنا

عدو بناتے ہیں ادا اس سے از حد اجتناب کرتے ہیں۔

نصائح حاتم صم | حکایت: فقیہ ابو الیث باب التوکل میں ایک عجیب قصہ لکھتے ہیں کہ ایک روز شفیقؒ نے حاتم صم سے پوچھا، حاتم! تم میری خدمت

میں تیس سال سے رہتے ہو، اس مدت میں تم نے مجھ سے کیا سیکھا، حاتم نے جواب دیا اس مدت میں میں نے چھ چیزیں سیکھیں اور نصیحت کے چھ امر میں نے سمجھے۔

پہلا امر: میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَا مِثْرًا أُنْفِثَتْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَىٰ أَمْرٍ رَّزَقَهَا ————— ”زمین پر کوئی ایسا چلنے والا نہیں جس کا رزق خدا کے دمر نہ ہو۔“

اور میں بھی ایک چلنے والا ہوں، لہذا میں نے توکل کو اپنا شیوہ بنالیا اور عبادت کو اپنا طریقہ اختیار کیا کیونکہ جب خدا تعالیٰ میرے رزق کا حاکم ہے تو مجھے جانفشانی کی حاجت نہیں ہے جب کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو رزق پہنچاتا ہے تو میں تو بشر ہوں مجھ کو کیوں نہ رزق دے گا اور اپنی عنایت سے روزی مرحمت نہ کرے گا۔

دوسرا امر: یہ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ ————— ”سب مسلمان باہم بھائی بھائی ہیں۔“ اور بھائی کو چاہیے کہ اپنے بھائی کو تکلیف نہ دے، ہمیشہ اس کے ساتھ نرمی کیا کرے اور باہم عداوت نہ کرے، اپنے بھائی سے بغض نہ رکھے اور سبب بغض کا حسد نہ ہوتا ہے، لہذا میں نے اپنے نفس کو خوب صاف کیا حسد سے بالکل پاک کیا، اب میرا نفس ایسا ہو گیا ہے کہ اگر کسی مسلمان کو مشرق میں رنج ہو دے اور مجھ کو اس کی خبر ہو جائے تو میرا دل بھی رنج کرتا ہے، میرا نفس بھائی کی تکلیف کے سبب مغموم ہوتا ہے اور اگر کسی مسلمان کو مغرب میں خوشی پہنچے اور مجھ کو اس کی خبر ملے تو میرا دل خوش ہو جاتا ہے، اور بھائی کی خوشی کے سبب فرحت محسوس کرتا ہے۔

تیسرا امر: یہ کہ میں نے دیکھا کہ ہر شخص کسی چیز سے دوستی پیدا کرتا ہے لیکن مرنے کے بعد پھر دوست سے جدا ہو جاتا ہے تو ایسے دوست سے کیا فائدہ ہے اسی واسطے میں نے عبادت کو لازم کیا اور طاعت مولیٰ کو دوست بنایا کیونکہ یہ دوست میرے ہمراہ قبر میں رہے گا، اور عمر میں بھی ہمراہی کرے گا اور مراہ پر بھی بغیر گیری کرے گا، لہذا میں نے اپنے دل سے تمام

چیزوں کی دوستی نکال ڈالی ہے اور عبادت سے دوستی پیدا کی، ایک شاعر کہتا ہے ۷

کچھ نہ تو نے اپنے رب کی یاد کی مگر اپنی مفت میں برباد کی

کچھ نہ کی اعمال پر اپنے نظر آخرت کا آئے گا آخر سفسر

چوتھا اصول: یہ کہ میں نے دیکھا ہر شخص کسی چیز کو برا جانتا ہے کسی شخص کی عداوت رکھتا ہے لیکن سوائے مرنے کے عداوت سے کچھ فائدہ نہیں ملتا ہے لہذا میں نے کارے اور شیطا

سے از حد عداوت کی کیونکہ کافر کو اگر میں قتل کروں گا تو ثواب پاؤں گا اور اگر وہ مجھ کو قتل کرے گا تو میں شہید ہوں گا لہذا اس دشمنی سے ہر طرح کا فائدہ ہے اور شیطان کو میں نہیں دیکھتا ہوں تاکہ اس سے انتقام لوں اور وہ ہر وقت مجھ کو دیکھتا ہے، جہنم میں مجھ کو بھیجتا ہے ۷

بے شیطان دشمن اولاد آدم دکھاتا ہے وہی راہ جہنم

لہذا میں نے اس امر کو لازم کیا کہ جب تک زندہ ہوں، خدا کا بندہ ہوں، شیطان سے عداوت رکھوں گا، اس کے وساوس سے بچوں گا۔

پانچواں اصول: یہ کہ میں نے دیکھا کہ ہر شخص دنیا میں گھر بناتا ہے اس کو خوب آراستہ کرتا ہے

تاکہ اس میں کسی طرح کی تکلیف نہ ہو کسی طرح کی مصیبت نہ پڑے لیکن جب آدمی مر جاتا ہے تو کس

چھوڑ جاتا ہے، تاریکی میں سوتا ہے اپنے اعمال پر رونا ہے لہذا میں نے دنیا کی زینت کو چھوڑ دیا

دنیاوی اشیاء سے منہ موڑا میں نے اپنا گھر قبر کو سمجھا ہے اس کی آراستگی کی طرف متوجہ ہوا

۷ یہ دنیا ہے تحقیق داہر فنا تو ہرگز کبھی اس میں دل مت لگا

نہ آیا کوئی جو کہ باقی رہا نہ سافر رہا اور نہ ساقی رہا

چھٹا اصول: یہ کہ میں نے دیکھا کہ میرا طالب، میرا غیب ملک الموت ہے پس ملک الموت

کی آمد کے واسطے تیار ہو بیٹھا جیسے وطن ترشہ کے واسطے زینت کر کے بیٹھتی ہے، جب

ترشہ آتا ہے وطن کو لے جاتا ہے اور اس وقت وہ وطن کچھ عذر نہیں کرتی، اسی طرح میں

ملک الموت کے آنے کے واسطے تیار ہو رہا اپنے نفس کو دنیا سے جدا کر دکھا ہے تاکہ جب،

ملک الموت آوے میری روح کو لے جاوے مجھ کو جہنم کی احتیاج نہ ہو ۷

پہلے تو یہ کہ گز سے اے جوان تاکہ تجھے بخشے خدا نے دو جہاں

کچھ بھر دسراچی ہستی کا ذکر موت کو جان لے بالائے سر
جب یہ سب باتیں شفیق رحمن سُن چکے تو کہنے لگے اے حاتم! جو تم نے سمجھا خوب سمجھا،
اگر تم اس کے موافق کرتے جاؤ گے تو یقیناً راورا راست پاؤ گے۔

انلیسو میں مصرت

خدا تعالیٰ کی مخالفت | نافرمانی کرنا اور خوفِ خدا چھوڑ دینا، یہ امر موجبِ ہلاکت ہے اور یہی
امر باعثِ خواست ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ دانا و بینا ہے، اس کی نافرمانی
کرنا نہایت بُرا ہے، مولانا رومی کہتے ہیں ۷

ہر کہ او عصیاں کند شیطان شود گو حصورِ دولتِ نیرکاں شود
”جو شخص بھی نافرمانی کرے شیطان ہوتا ہے اگرچہ وہ نیکیوں کی دولت پر حاسد ہی کیوں ہو“
اسی واسطے حاتم ارشاد فرماتے ہیں:

حاتم رح کی ایک جامع نصیحت | اذا دبت ان تعصى مولانا فاعصى في موضع
لا يراك _____ ”جب تیرا گناہ کرنے کا ارادہ ہو

تو ایسے مقام میں گناہ کر کہ اللہ تعالیٰ نہ دیکھے، ورنہ گناہ ذکر“

اس کو مولانا جامی علیہ الرحمہ نے نفحات الانس میں نقل کیا ہے
حضرت لقمانؑ کی نصیحت خاص | حضرت لقمانؑ نے اپنے بیٹے کو چند نصیحتیں کیں مہملان کے
یہ ہے یا بنی اذا دبت ان تعصى الله فاعطى مكالما

لا يراك الله وملتكتته _____ ”اے میرے بیٹے! جب تمہارا ارادہ کسی گناہ کا ہو
تو گناہ کے واسطے ایسے مقام کو تلاش کر کہ وہاں اللہ اور فرشتے نہ دیکھتے ہوں اگر ایسا کوئی مکان
تجھ کو نہ ملے تو گناہ سے بچ“ اس کو تغیر الغافلین کے باب التوکل میں نقل کیا ہے (سعدی کہتے ہیں ۷

چنانِ شرم واد از خداوند خویش کشرمتِ زیگا نگاست و خویش
”جس طرح تم اپنوں اور بیگانوں سے شرم کرتے ہو اسی طرح خدا سے بھی شرم کرو“
اور خدا سے تو ادنیٰ سے ادنیٰ یا تو بھی خوف کھاتے ہیں لہذا انسان کو کیوں نہ خوف کھانا چاہیے؟
بقولِ صیغ ۷ خوف سے تیرے خدا ڈرنا ہی بید کے مانند لرزاں ہے بدن

حکایت : ایک مرتبہ حضرت داؤد علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام دریا کے کنارے تمام سال عبادت کے بعد کہنے لگے، اے رب میری بیٹھ عبادت کرتے کرتے جھک گئی اور میرے آنسو بہت جگے لیکن معلوم نہیں میرا ٹھکانہ جنت ہے یا دوزخ؟ ایک مینڈک بولا کہ اے داؤد تم ایک سال کی عبادت میں خدا پر احسان جملانے لگے، قسم ہے خدا کی میں تیس برس سے اس مقام میں خدا کی عبادت میں مشغول ہوں، پھر بھی میرا بدن خوفِ خدا سے لرزتا ہے، یہ سنی کہ حضرت داؤد بہت روئے اس کو فقیہ ابوالمیث نے باب العجب میں نقل کیا ہے اور انبیاء جو کہ تقیہ جنتی تھے ادنیٰ نعرش پر کس طرح آہ و زاری کرتے تھے، چنانچہ منقول ہے۔

حکایت : جب حضرت داؤد سے نعرش ہو گئی یعنی ایک شخص کی حسین بیوی کو دیکھ کر چاہا کہ وہ میری بیوی ہو جائے حالانکہ ایک کم سو بیویاں رکھتے تھے، اس کے بعد نام ہوئے چالیس روز تک سجدے میں رویا کئے، لیا روئے کان کے آنسوؤں سے زمین پر گھاس اُگئی، (اس کو امام غزالی رحمہ نے باب احوال الانبیاء الخ فیہ میں نقل کیا ہے) ایک ادنیٰ نعرش پر اس قدر حضرت داؤد روئے تو ہم لوگوں پر لازم ہے کہ ہر وقت رویا کریں کیونکہ صبح و شام غیبت میں مبتلا رہتے ہیں اور اپنے اوقات کو کباڑ میں صرف کرتے ہیں، سعدیؒ کہتے ہیں ۵

بترس از گناہان خویش اے نفس کہ روزِ قیامت نرسی زکس
 ”اے نفس! تو اپنے گناہوں سے ڈر تاکہ قیامت کے روز کسی سے نہ ڈرے“

لیکن ہم لوگ پردہ غفلت میں چھپے ہوئے ہیں اور ہم لوگوں کی عقلوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں، مولانا رومی رحمہ ثنوی میں فرماتے ہیں ۵

حملہ بر خود می کنی اے سادہ مرد، بچو اُن شیرے کہ بر خود حملہ کرد

”اے سادہ دل مرد تو اپنے آپ پر اس شیر کی طرح حملہ کرتا ہے جو خود پر حملہ کرے“

اسی سبب سے عوام و خواص کا یہ حال ہے کہ جب کبھی غیبت کی برائیاں سنتے ہیں اور اس کے کرنے والوں کی سزا دیکھتے ہیں نہایت روتے ہیں بعد میں جب مجلسِ برحاست ہو جاتی ہے تو ان کے دل سے خوف چلا جاتا ہے، لہذا ان کی رقت عورتوں کی رقت کی مانند ہے جس طرح عورتیں جب کوئی پُر طالی خبر سُنتی ہیں تو کیسا روتی ہیں پھر ایک گھڑی کے بعد ان کے دل میں مطلقاً

خیال نہیں رہتا ہے اسی طرح یہ لوگ ہیں۔

اللهم اجعلنا من الابرار الناجين يا رب العالمين

بیسویں مضرت

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت | اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کو غیبت سے نہایت منع فرماتے تھے،

اور اس باب میں صحابہؓ کو زجر فرماتے تھے، یہاں تک کہ انتقال کے قریب جب آنحضرت ﷺ نے خطبۃ الوداع پڑھا تو اس میں بھی ہر شخص کو غیبت سے منع کیا اور غیبت کو ہلاکت کا موجب فرمایا۔

اکیسویں مضرت

کراہتِ روزہ | غیبت سے روزہ مکروہ ہو جاتا ہے بشرطیکہ غیبت کرنے والا روزہ دار ہو بلکہ اشترکِ لمعات میں ہے کہ غیبت سفیان ثوریؒ کے نزدیک مقسوم ہے چنانچہ یہ مضمون احادیث سے نکلتا ہے۔

حضرت مجاہد کا ارشاد | مجاہدؒ کہتے ہیں: خصمطان تفسدان الصور الغيبة والكذب ” دو مصیبتیں ایسی ہیں کہ ان سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے ایک

غیبت کہ تا دوسرے حالتِ صوم میں جھوٹ بولنا، (اس کو احیاء العلوم کی کتاب سرار الصوم میں نقل کیا ہے) حکایت: دو شخص روزہ دار تھے اور نمازِ ظہر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا غیبت | اور عصر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے، عصر کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے اعادہ صوم کا حکم فرمانا

نے ان دونوں سے فرمایا کہ تم دونوں پھر وضو کرو اور ظہر و عصر کی نماز کا اعادہ کرو اور اس روزے کی قضا کرو، ان دونوں نے پوچھا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کس واسطے ہم پر یہ حکم فرماتے ہیں، آپ نے فرمایا، اس وجہ سے کہ روزے کی حالت میں تم نے غیبت کی ہے (اس کو بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے اور حکوۃ المصابیح کے باب الغیبة میں بیان کیا ہے)۔

غیبت سے روزہ نہیں ہوتا | حکایت: ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج کوئی شخص بغیر میرے حکم کے روزہ افطار،

ذکرے، جب شام ہوئی ہر شخص آتا تھا اور افطار کا اذن لے لے کے افطار کرتا جاتا تھا یہاں تک کہ ایک شخص نے آکر کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو جوان عورتیں میرے گھر میں روزہ رکھ رہی ہیں اور وہ آپ کے پاس آنے سے حیا کرتی ہیں اور افطار کا اذن چاہتی ہیں، یہ سن کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ پھیر لیا، پھر اس شخص نے عرض کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اعراض کیا، جب تیسری مرتبہ اس شخص نے افطار کا اذن چاہا، آپ ﷺ نے فرمایا ان دونوں عورتوں کا روزہ نہیں ہوا کیونکہ جو شخص تمام دن لوگوں کا گوشت کھایا کرے، اور مسلمانوں کی غیبت کیا کرے اس کا روزہ کیونکر ہوگا، ان دونوں سے کہو کہ یہاں آئیں اور حقے کریں وہ دونوں عورتیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئیں، آپ ﷺ نے ایک پیالہ خشکرایا اور ان دونوں کے سامنے رکھ کر انھیں حقے کرنے کا حکم دیا ہر ایک کی حقے میں خون نکلا اور پیپ بھی اس میں ملا ہوا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ دونوں عورتیں تمام دن ایک جگہ بیٹھ کر لوگوں کا گوشت کھاتی رہی ہیں (اس کو امام عزیزی رحمہ اللہ نے باب النبیۃ میں نقل کیا ہے)۔

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اربع یفطرون الصائم و ینقصن الوضوء و یهدمن العمل الغیبة و الکذب النمیمۃ و النظر الی محاسن المرأة التي لا یحیل النظر الیها و هن یستقین اصول الشر كما یستقی الماء اصول النجس ”چار چیزیں ایسی ہیں کہ ان کے سبب وضو ٹوٹ جاتا ہے اور نیک کام خراب ہو جاتا ہے اور روزہ فاسد ہو جاتا ہے، ایک غیبت، دوسرے خلیجوری، تیسرے جھوٹ، چوتھے اجنبیات بولیں کو دیکھنا اور عوام نظر عورتوں کی طرف کرنا اور یہ چار چیزیں بدی کی جڑوں کو سیراب کرتی ہیں جس طرح پانی درختوں کی جڑوں کو سیراب کرتا ہے اور پانی کے ڈالنے سے درختوں کی جڑیں تروتازہ ہوتی ہیں اسی طرح ان چار چیزوں سے بدی کی جڑیں تروتازہ ہوتی ہیں۔“

(اس کو تنبیہ الغافلین کے باب النبیۃ میں نقل کیا ہے)۔

حدیث: حضرت رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خمس یفطرون الصائم و ینقصن العمل الغیبة و الکذب و النمیمۃ و الیمن الکاذبۃ غیبت مفسدہ ہے

والنظر يشهوه ————— ”پانچ چیزیں ایسی ہیں کہ ان سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے اور روزے میں فساد آجاتا ہے، ایک جھوٹ بولنا، دوسرے غیبت کرنا، تیسرے چٹائی کرنا، چوتھے جھوٹی قسم کھانا، پانچویں کسی عورت کو شہوت سے دیکھنا۔“
(اس کو امام غزالیؒ نے کتاب الصوم میں نقل کیا ہے۔)

حدیث: وجہ عدم قبولیت روزہ
من لم يبدع قول الزور والعيل به فليس لله حاجة في ان يبدع طعامه وشرابه ————— ”جو شخص روزے کی حالت میں جھوٹ نہ چھوڑے اللہ کو اس کے کھانا اور پانی چھوڑنے کی کچھ پروا نہیں ہے۔“
یعنی اللہ تعالیٰ اس کے روزے کی طرف التفات نہیں کرتا ہے اور ملامتی تاری مرقاۃ میں لکھتے ہیں کہ مرد قول زور سے قول باطل ہے خواہ جھوٹ بات ہو یا غیبت یا جھل خودی جس سے انسان کو رکنا چاہیے۔

حدیث: جناب شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ من صائم ليس له من صومه الا اليجوع والعطش ————— ”بہت روزہ دار ایسے ہیں کہ ان کو روزے میں سوائے جھوک اور پیاس کے کچھ فائدہ نہیں ہوتا، کیونکہ وہ شخص تمام دن لوگوں کی غیبتیں کیا کرتا ہے۔“
(اس کو احیاء العلوم کی کتاب الصوم میں نقل کیا ہے۔)

دقیقی: روزہ تین طرح کا ہوتا ہے، ایک روزہ کہ اس میں روزہ رکھنے والا فقط کھانا، پانی اور جماع چھوڑ دے اور غیبت وغیرہ جمود عرام میں جس طرح دیگر ایام میں کیا کرتا تھا کیا کرے اور یہ روزہ عوام کا ہے، دوسرا روزہ وہ ہے کہ اسی میں روزہ رکھنے والا غیبت وغیرہ سے بھی بچے اور ہر حرام سے اجتناب کرے اور یہ روزہ خواص کا ہے تیسرا روزہ وہ ہے کہ روزہ رکھنے والا بالکل امور دنیوی سے علاوہ چھوڑ دے اور اپنے دل کو خدمت مولیٰ کی طرف لگا دے اور یہ روزہ کا ملین کا ہے اور غیبت وغیرہ سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے لیکہ روزہ میں کراہت آجاتی ہے اور روزہ خراب ہو جاتا ہے لہذا غیبت سے کا ملین کا اور خواص کا روزہ باقی نہیں رہتا ہے، اگرچہ فی نفسہ روزہ باقی رہتا ہے اسی واسطے حنفیہ وغیرہ احادیث کی تاویل کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ،

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیبت کو مفسد روزہ فرمایا۔ وہ سختی اور خشکی کی وجہ سے اور اشارہ اس طرف فرمایا کہ بسبب غیبت وغیرہ کے روزہ مرتبہ کمال میں نہیں رہتا ہے بلکہ ناقص ہو جاتا ہے۔ واللہ اعلم

نصیحت: اپنی زما نہ ہمیشہ لوگوں کی غیبتیں کیا کرتے ہیں لوگوں کو تکلیف دیا کرتے ہیں خصوصاً جب روزہ رکھتے ہیں، اس وجہ سے کہ حالت صوم میں لبیب غلبہ بھوک کے شیطاں ان پر غالب رہتا ہے، راہ و دوزخ کا طالب ہوتا ہے اسی سبب سے روزہ داروں کو اس زمانے میں غصہ بہت آتا ہے، شیطان ان کو بہت ستاتا ہے لوگوں کو گالیاں دیتے ہیں مسلمانوں کی غیبتیں کرتے ہیں، مساجد میں تلاوت قرآن کے بدلے لہو و لب میں مصروف ہوتے ہیں عجب ماجرا یہ ہے کہ جب رمضان کا ہلال ہوتا ہے بعض لوگ اپنا بستر مسجد میں بچاتے ہیں لوگوں کو اپنی عبادت دکھاتے ہیں اور سوائے لوگوں کی غیبت کے اور دنیا کے تذکرے کے اور کوئی کام نہیں کرتے الغرض جو امور منع ہیں انہیں حالت صوم میں بکثرت کرتے ہیں تلاوت قرآن شریف سے ان کو کام نہیں، ذکر خدا سے ان کو سروکار نہیں صحبت فائق ان کی بارگاہ ہے انجام کار ان کا نار ہے اللہ تعالیٰ ان کو اس بات کی ہدایت کرے کہ جب روزہ رکھیں زبان کو بند کیا کریں، ذکر خدا سے شغل رکھا کریں، نعمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر لکھا کریں، نوریات سے اجتناب کیا کریں اور واجبیات سے بچا کریں، آمین یا رب العالمین۔

بائیسویں مضاوت

غیبت سننے کے بعد بعض کا پیدا ہونا | شیخ سعدی رح فرماتے ہیں ۵

میان دو تن جنگ چوں آتش مست | سخن چیں بد بخت میرم کش مست

”دو آدمیوں کے درمیان لڑائی آگ کی طرح ہے اور بات لگانے والا کڑی لگانے والے کی طرح ہے“ کیونکہ جب لوگوں کے سامنے کوئی کسی کی غیبت کرے گا تو اس کی طرف سے خیال بد آدینگا لوگ اس کو برا جانیں گے اس سے بغض رکھیں گے اس کے عیوب کی فکر میں رہیں گے جب ایک مرتبہ اس کا عیب سنیں گے تو ان کا دل اسی کے عیوب کے ساتھ متعلق ہو جائے گا اور بغیر اس کا عیب بیان کیے ہوئے گھبرائے گا۔

حکایت: ایک عاقل کے سامنے کسی شخص نے ایک مسلمان کی شکایت کی اس عاقل نے کہا، اے شخص! پہلے میرا دل فارغ تھا، اب تو نے اس غیبت سے میرا دل اس مسلمان کے عیب کے ساتھ مشغول کیا اور کچرول میں اس شخص کی طرف سے بعض پیدا ہوا اور تو بھی میرے نزدیک متہم ہوا، کیونکہ پہلے میں سمجھتا تھا کہ تو امین ہے بات کو خوب چھپاتا ہے اب جب تو نے اس کا عیب کھولا تو معلوم ہوا کہ تو امین نہیں ہے تیرے دل میں بات لگتی نہیں ہے (اس کو ققیہ ابو لہیث نے باب النمیمہ میں نقل کیا ہے)

تیسویں مصنف

بھید کھولنا | یعنی پوشیدہ عیب کو ظاہر کرنا نہایت منع ہے اور کسی کے عیب پر لوگوں کو مطلع کرنا بہت گناہ ہے لیکن اس زمانے میں یہ امر نہایت شائع ہو گیا ہے یہ گناہ بہت عام ہو گیا ہے اسی واسطے اس زمانے میں بہتر ہے کہ لوگوں سے صحبت کم کرے اور لوگوں کی تکلیف سے پرہیز کرے

امام غزالی کا ارشاد | امام غزالی باب حقوق المسلمین فرماتے ہیں: واحذر صحبة اکثر الناس فانهم لا یقیلون عاثة ولا یفقدون زلماً ولا یسترون

عورة یحاسبون علی النقص والقطیعة ویعدون علی القلیل والکثیر
 ”ایسے لوگوں سے صحبت نہ کرو جو مذکر قبول نہیں کرتے ہیں کسی قصور کو معاف نہیں کرتے ہیں تھوڑی چیز بد بھی حسد کرتے ہیں، ادنیٰ ادنیٰ چیز بد بھی کہہ کرتے ہیں لوگوں کے عیبوں کو پوشیدہ نہیں رکھتے ہیں سمجھوں سے لوگوں کے عیب کہہ دیتے ہیں“ ہاں! جو شخص کہ ظاہراً عیوب میں مبتلا ہے اور علی الاملان فتق و فجور میں مبتلا رہتا ہے، اس کی غیبت درست ہے چنانچہ اس کی تفصیل پہلے گزر چکی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان | حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: لیس لقا جرحمة
 ”جو شخص علانیہ فاجر ہو اس کی کچھ عزت نہیں ہے“ یعنی اس کی غیبت درست ہے (اس کو امام غزالی نے باب الاعتذار المرفعة الغیبة میں نقل کیا ہے)۔

چوبیسویں مصنف

وضو کا بسبب غیبت کے ناقص ہونا | جیسا کہ اس کی تفصیل معترقب آئے گی۔



ترکِ غیبت کے فائدوں کا بیان

دامغ ہو کہ غیبت کو چھوڑنے سے اور زبان کو لوگوں کی شکایت سے روکنے میں بڑے بڑے فائدے ہیں اور غیبت چھوڑنے والے کو بڑے بڑے مرتبے ملتے ہیں۔

پہلا فائدہ

مسلمانوں کا گوشت کھانے سے بچنا | کیونکہ غیبت کرنا مثل مسلمان کا گوشت کھانے کے ہے، چنانچہ اس باب میں تفصیل مذکور ہو چکی ہے۔

حکایت: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند اشخاص سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا، انھوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آج کھانا نہیں کھایا تو خیال کیوں کریں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے خدا کی میں تمہارے دانتوں میں اس شخص کے گوشت کی سرخی دیکھتا ہوں جس کی تم نے غیبت کی ہے (اس کو حلال الدین سیوطی نے تفسیر درمنثور میں نقل کیا ہے)۔

حکایت: ایک شخص نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے غیبت کا حال پوچھا، انھوں نے ایک قصہ بیان کیا کہ ایک دفعہ جمعہ کے روز ایک ہمسائے کی عورت میرے پاس آئی اور ایک شخص کی غیبت کرنے لگی میں بھی غیبت میں شریک ہوئی اور ہنسنے لگی جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز ادا کر کے تشریف لائے ہم دونوں چپ ہو گئیں، آپ نے فرمایا جاؤ تم دونوں گئے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے گئے کی ان کے منہ سے بہت سا گوشت نکلا اسی طرح دوسری عورت نے بھی گئے کی، ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ گوشت نکلنے کی کیا وجہ ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ گوشت اس شخص کا ہے جس کی تم نے غیبت کی ہے اس کو ابن مردویہ نے روایت کیا ہے اور درمنثور میں نقل کیا ہے۔

زنا کے گناہ سے بچنا | کیونکہ غیبت زنا سے بڑا گناہ ہے اور گویا غیبت کرنے والا زنا کرتا ہے۔ چنانچہ اس باب میں احادیث وغیرہ گزر چکیں اور تمہ یہ ہے۔

حکایت: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: الربوا نیف وسبعون بابا اھون من بابا مثل من تلک امہ فی الاسلام وودھم الربوا شد من خمس وثلاثین ذنبا واشد الربوا وادبا الربوا واخث الربوا انتھاک عرق المسلم وانتھاک حرمتہ — ”سود خوری کے ستر سے زائد دروازے ہیں جو دروازہ ہبت آسان ہے وہ حالت اسلام میں اپنی مال کے ساتھ نکاح کرنے کے مانند ہے اور سود کا ایک روپیہ لینا گناہیں پینتیس زنا سے زائد ہے لیکن سود سے زائد تر گناہ مسلمان کی عزت ریزی میں ہے“ (اس کو بہیقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے)۔

تیسرا فائدہ

روزے کا خراب نہ ہونا | کیونکہ غیبت مفطرات صوم میں سے ہے چنانچہ اس کی تصریح گزر چکی اور تمہ اس کا یہ ہے۔

حکایت: ماہ رمضان میں ایک شخص پچھنے لگتا تھا اور پچھنے لگانے والے کے ساتھ شریک ہو کر حالت صوم میں غیبت کر رہا تھا کہ ادھر سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ہوا آپ نے فرمایا اظہر الحاجم والھجوم: ”پچھنے لگانے والے کا روزہ ٹوٹ گیا اور گولانے والے کا بھی روزہ قاسد ہو گیا۔“ (اس کو بہیقی نے روایت کیا ہے)

دقیقا: راقم الحروف کہتا ہے کہ بعضوں کے نزدیک پچھنے لگانے سے روزہ پچھنے لگانے والے کا ٹوٹ جاتا ہے اور ان کی دلیل یہی حدیث ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اظہر الحاجم والھجوم لیکن اگر اس حدیث کا موقع یہ ہو جیسا کہ بہیقی نے روایت کیا ہے کہ پچھنے لگانے والا اور گولانے والا دونوں روزے میں غیبت کر رہے تھے اس واسطے آپ نے یہ قول فرمایا تو یہ حدیث ان لوگوں کی دلیل نہ رہے گی۔ واللہ اعلم بما هو الحق فاته الحق وعندہ الحق ومتہ الحق والیہ الحق

چوتھا فائدہ

وضو کا باقی نہ رہنا اور مکروہ ہو جانا | کیونکہ غیبت سے وضو میں نقصان آجاتا ہے، اسی سبب حنفیہ کے نزدیک وضو کے بعد اگر کوئی شخص غیبت کرے یا جھوٹ بولے اس کے لئے بہتر ہے کہ وضو کا اعادہ کرے اور اسے تازہ کر لے۔

ابراہیم تابعی کا ارشاد | ابراہیم تابعی فرماتے ہیں:۔ الوضوء من الحدث واذا المسلم "وضو کا اعادہ و وجیز سے ہوتا ہے ایک حدیث دوسرے مسلمان کی اذیت" اس شخص کو جو کہ کسی مسلمان کو وضو کے بعد اذیت دے سمجھنا چاہیے کہ میرا وضو ٹوٹ گیا اور پھر وضو کر لے (اس کو بھیقی نے روایت کیا ہے)

حکایت: دو شخص ایک مسجد کے دروازے پر بیٹھے تھے ادھر سے ایک محنت گزار ان دونوں نے اس کی غیبت کی بعدہ فرض نماز ادا کی اور پھر ان کے دل میں ندامت ہوئی، عطاء سے جا کر یہ کیفیت بیان کی، عطاء نے کہا تم دونوں پھر وضو کر و اور نماز کا اعادہ کر و اور اگر روزہ دار ہو تو روزہ کی قضا کرو (اس کو امام غزالی رح نے باب الغیبت میں نقل کیا ہے)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں الحدث حدثان | حضرت عائشہ کا ارشاد حدثان من فیک وحدث من نومک وحدث القم "درحقیقت جس طرح وضو سوتے سے چلا جاتا ہے ایسے ہی غیبت اور جھوٹ بھی ناقض وضو ہیں" (اس کو درمنثور میں نقل کیا ہے)

پانچواں فائدہ

حرام سے بچنا | کیونکہ غیبت کی حرمت باجماع آیات و حدیث ثابت ہوئی ہے چنانچہ اس کا ثبوت حدیث اور آثار سے معلوم ہو چکا۔

حدیث: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: المؤمن حرام علی المؤمن لحمہ علیہ حرام ان یاکلہ ویقتاب علیہ بالقیب وعرضہ علیہ حرام ان ینقرقہ ووجہہ علیہ حرام ان یلطمہ۔ "ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کا گوشت حرام ہے

غیبت حرام ہے اور عزت حرام ہے لہذا یہ جائز نہیں ہے کہ کسی کی عزت کو مجروح کرے اور کسی کو
 طعن یا زنا بھی درست نہیں ہے۔ (اس کو ابن مردودیؒ نے روایت کیا ہے دہن میں نقل کیا ہے)
نصیحت: اس زمانے کے لوگوں کی نظروں سے غیبت کی حرمت مخفی ہو گئی ہے
 اسی واسطے اگر کسی سے کہو کہ تم نے حرام کام کیا تو بہت خفا ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ تم ہم پر
 زنا کا بہتان لگاتے ہو اور یہ نہیں سمجھتا ہے کہ جس طرح زنا حرام ہے غیبت بھی حرام ہے اور
 حرمت زنا پر منحصر نہیں ہے چنانچہ اس کی تفصیل سابقہ گزر چکی اور اسی واسطے لوگ ہمیشہ
 زنا سے بچتے ہیں اور زنا کے نہ کرنے کی دعائیں مانگتے ہیں اور ہمیشہ غیبت سے آلودہ رہتے
 ہیں اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایت کرے اور بغاوت سے سعادت کی طرف لاوے آمین۔

چھٹا فائدہ

زبان کے زخم سے محفوظ رہنا | ارشاد: سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں: لان

بلسانی لان رمی اللسان لا یحطی۔۔۔۔۔ ”اگر میں کسی کو تیرے زخمی کردوں تو یہ میرے
 نزدیک اس سے بہتر ہے کہ کسی کو زبان سے زخمی کردوں اور کسی کی غیبت کردوں کیونکہ تیرا نہ میں
 اقبال ہے کہ شاید اس شخص کے ننگے بخلاف زبان کی باتوں کے کہ جب کسی شخص کی شکایت زبان
 سے نکلے وہ شخص زخمی ہو گیا (اس کو فقیہ ابو الیث نے باب خط اللسان میں نقل کیا ہے)

ساتواں فائدہ

ندامت سے بچنا | آخر کو نام بھی بہت ہوتا ہے لیکن مذمت کچھ فائدہ نہیں دیتی ہے
 کیونکہ جو غیبت زبان سے نکلی وہ لوٹ نہیں سکتی ہے اسی واسطے اپنی زہد زبان کو نئیات
 سے بہت روکتے تھے اور سوائے امور ضروریہ کے کبھی کوئی بات نہیں کرتے تھے تاکہ ندامت
 سے بچیں اور آخرت میں ہنسیں۔

حکایت: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ صفا پر ایام حج میں لبیک پڑھتے تھے اور
 اپنے نفس کو نصیحت کرتے تھے کہ اے نفس! قلی خیر! اتغمم واسکت عن شد تسلیم

من قبل ان تندم۔۔۔۔۔۔ ”تو زبان سے اچھی بات کہہ تاکہ بہرہ مند ہو اور کوئی بات شرکی مثل غیبت اور گالی وغیرہ کے زبان سے نہ نکال تاکہ تجھ کو ندامت سے پہلے سلامتی ہو۔“
 (اس کو امام غزالیؒ نے باب فضیلت الصمت میں نقل کیا ہے)۔

حکایت: ایک مرتبہ راہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ایک سوز سے ملاقات ہوئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا، اے خنزیر سلامتی کے ساتھ چل ہم سفروں نے پوچھا یا نبی اللہ اس سوز کو آپ ایسا کلمہ فرماتے ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا: اخی اخاف ان اعود لسان المنطق یا للسوء۔۔۔۔۔۔ ”میں اسے پسند نہیں کرتا کہ کسی کے حق میں بری بات زبان نکالوں چاہے وہ سوز ہی کیوں نہ ہو۔“ اس کو امام مالکؒ نے موطا کے باب ما میکہ من الکلاہ میں روایت کیا ہے۔

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من سرہ ان یسئلہ فلیلزم الصمت۔۔۔۔۔۔ ”جس شخص کو ندامت اور ہلاکت سے سلامتی منظور ہو اسے چاہیے کہ امور غیر ضروریات سے سکوت کرے۔“ (اس کو امام غزالیؒ نے باب فضیلت الصمت میں نقل کیا ہے)۔

حکایت: حضرت لقمانؑ ایک شخص کے غلام تھے، ایک روز ان کے مولیٰ نے ان سے کہا ایک بکری ذبح کر دو اور جو عضو اس کا عمدہ ترین ہو اس کو حاضر کر دو لقمانؑ نے بکری ذبح کر کے اس کی زبان اور دل کو حاضر کیا، دوسرے روز مولیٰ نے کہا آج بکری کو ذبح کر کے جو بدترین عضو ہو اس کو حاضر کر دو، لقمانؑ نے بکری ذبح کی اور وہی دونوں عضویں ہی دل اور زبان حاضر کئے، مولیٰ نے کہا اس کی کیا وجہ ہے کہ جب میں نے عمدہ عضو مانگا تم نے یہ دونوں حاضر کئے اور آج بھی تم یہی دونوں عضو لائے لقمانؑ نے کہا اگر زبان اور دل سلامت رہیں تو انسان سلامتی پائے اور اگر دونوں میں فساد آجائے تو آدمی ہلاک ہو جائے لہذا یہی دونوں عضو اچھے بھی ہیں اور بُرے بھی ہیں (اس کو ابو بللیثؒ نے باب حفظ اللسان میں نقل کیا ہے)

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: من وقی شر قیبتہ وذب ذبہ وقلقلہ فقد وقی الشر کلہ۔۔۔۔۔۔ ”جو شخص تین چیزوں کی بدی سے بچے گا گویا وہ تمام

خرابی سے بچا۔ ایک قبب یعنی پیٹ کہ اگر آدمی اس کی بدی سے بچے گا اور کسب حرام سے کھانا نہ کھائے گا تو وہ شخص مرتبہ علیا میں پہنچے گا، دوسرے ذیذب یعنی فرج کہ اگر انسان اس کے شر سے بچے گا زنا وغیرہ کا ارادہ نہ کرے گا تو بلا شک نجات پائے گا، تیسرے لعل یعنی زبان“
(اس کو امام غزالیؒ نے باب فضیلتہ لصمت میں نقل کیا ہے)۔

حضرت لقمانؑ کا ارشاد | حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے فرزند سے کہا
یا بنی من یصحب السوء لایسلو ومن یدخل

السوء یتہم ومن لایملک لسانہ یندم ————— ”اے فرزند! جو شخص صحبت پر
رکھے گا نجات نہ پائے گا، صحبت کا اثر اس میں آجائے گا، آخر وہ بھی قاسق ہو جائے گا اور
جو شخص بری جگہ جاوے گا وہ شخص متہم ہوگا، لوگوں کی نظروں میں ذلیل ہوگا اور جو شخص اپنی زبان
کو زور کے دنیا اور آخرت میں نادم ہوگا اور صرت کرے گا۔
(اس کو تنبیہ العاقلین کے باب حفظ اللسان میں نقل کیا ہے)۔

آٹھواں فائدہ

زبان کے گناہ کبیرہ سے نجات پانا | حدیث: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے پوچھا:
کہ کونسا فعل ہے جو موجب نجات ہو، آپ نے فرمایا:

املک علیک لسانک و لیسعک بیتک و ابک علی خطیتک ————— ”تر اپنی زبان کو
روک اس سے کوئی امر شرم نہ لال اور گھر میں بیٹھ رہ ماسوا اللہ سے منقطع ہو کر خدا کی عبادت
کی طرف متوجہ ہو اور اپنے گناہوں پر رو بیا کر“ (اس کو احمد بن حنبلؒ نے روایت کیا ہے، مشکوٰۃ المفاتیح
میں نقل کیا ہے) اسی واسطے بعض زناد نے یہ شیوہ اختیار کیا تھا کہ مطلق کلام ہی کو موقوف کر دیا
تھا، کیونکہ اگر کلام کرتے ہیں تو ممکن ہے کسی کی غیبت ہو جائے کسی کو ضرر پہنچ جائے، چنانچہ منقول ہے
حکایت: ربیع بن خثیم نے زبان کو بند کیا اور ایک گوشہ اختیار کیا، بیس برس تک دنیا
کی بات نہیں برے اور کبھی لوگوں سے بات نہیں کی یہاں تک کہ جس روز حسینؑ کی شہادت
ہوئی لوگوں نے کہا اگر یہ خبر ہم ان کو پہنچائیں تو شاید کچھ بولیں، لوگوں نے یہ خبر ربیعؑ تک پہنچائی

ربیع نے یہ خبر سُن کر اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور فرمایا: اللہم قاطر السموت والارض
عالم الغیب والشہادۃ ان تھکم بین عبادک فی ما کانوا فیہ یختلفون —
”اے پروردگار! رفاقی آسمان اور زمین عالم الغیب تو اپنے بندوں کے درمیان جن امور میں
وہ اختلاف رکھتے ہیں، انصاف کرنے والا ہے“ اور سوا اس کے کوئی کلام کسی سے نہ کیا اور
اپنا دل عبادت کی طرف مشغول کیا (اس کو تنبیہ الغافلین کے باب حفظ اللسان میں نقل کیا ہے)
حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: من صمت نجاً — ”جو شخص
چپ رہے، اپنی زبان کو حتی الموسع روکا اس شخص نے نجات پائی“ (اس کو دارجی نے روایت کیا ہے
اور مشکوٰۃ المصابیح میں نقل کیا ہے)۔

ارشاد: طاؤسؒ فرماتے ہیں لسانی سبع الخ

”میری زبان مثل درندے کے ہے“ جس طرح درندے کو جب تک قید میں رکھو کسی کو اس سے
اذیت نہیں ہوتی ہے اور جب چھوڑ دو ہر شخص کی جان جاتی ہے، اسی طرح زبان کو جب روکے
رہتا ہوں تو بہتری ہوتی ہے ورنہ وہ زبان مجھ کو کھا جاتی ہے، مجھ کو جہنم میں ڈالتی ہے (اس کو امام
غزالیؒ نے باب فضیلت الصمت میں نقل کیا ہے)۔

اثر: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک جوان سے فرمایا: یا شباب ان دقیت سوء

ثلاث فقد دقیت شر الشباب ان دقیت شر تعلقک و دینک و قیقک —

”اے جوان اگر تو زبان، فرج اور پیٹ کی شرارت سے بچے گا تو تو شر شباب سے بچے گا
ورنہ شباب سے تجھ کو نہایت ضرر پہنچے گا“ (اس کو فقیر البلیث نے باب حفظ اللسان میں نقل کیا ہے)

انسان کی عمر اور اس کے زمانہ کا ذکر | نصیحت: انسان کی عمر کی تین حالتیں ہوتی ہیں
ایک زمانہ صبی کا جب تک آدمی باغ نہیں ہوتا،

مرتبه عقل کامل نہیں ہوتا ہے، دوسرا زمانہ جوانی کا، تیسرا زمانہ بڑھاپے کا اور ظاہر ہے کہ خدا
کی عبادت پیری میں نہیں ہو سکتی، نہ اس وجہ سے کہ قوت شہوانیہ غالب ہوتی ہو کیونکہ پیری کی
حالت میں شہوت کم ہو جاتی ہے، حیوکت بھی مٹ جاتی ہے زبان کی طراری بھی چلی جاتی ہے
بلکہ اس وجہ سے کہ زمانہ پیری میں آدمی کو سستی آتی ہے اور ضعف آتا ہے کہ وہ عبادت سے

مانے ہوتا ہے اور آدمی کی طاقت کم ہو جاتی ہے اس سبب عبادت بھی نہیں ہو سکتی ہے اور نماز صبا کا عبادت کے لئے قابل نہیں ہے، دو وجوہوں سے، ایک یہ کہ نابالغ بچہ بے عقل ہوتا ہے۔ عبادت کی طرف راعب نہیں ہوتا ہے

دوسرے یہ کہ اس پر عبادت فرض نہیں ہے کیونکہ وہ مکلف نہیں باقی رہا زمانہ جوانی کا تو یہ زمانہ عبادت کے قابل ہے ہر عضو میں قوت بھی ہے، ہر کام کی طاقت بھی ہے لیکن اس زمانے میں شیطان غالب ہوتا ہے آدمی نفسِ امارہ کا تابع ہوتا ہے اگر زنا ہو جائے کچھ خیال نہیں کرتا ہے، اگر غیبت ہو جائے کچھ التفات نہیں کرتا ہے اگر مال حرام آجائے اس کو نہیں چھوڑتا ہے، سعدی دم فرماتے ہیں ۵

نگہدار فرصت کہ عالم دمی ست دے پیش دانا یہ از عالمی ست
 ”فرصت کے وقت کو غنیمت جانو اس لئے کہ عالم تمام ایک سانس کے برابر ہے اور عقلیت کے نزدیک ایک سانس سارے عالم سے بہتر ہے“ اسی واسطے بعض حکماء نے کتنی اچھی بات کہی ہے۔
ایک حکیم کا ارشاد فقیر ابو الیث باب ہول الموت میں ایک حکیم کا قول نقل کرتے ہیں کہ اس نے زبانِ فارسی میں یہ مضمون ادا کیا ہے۔

بکدو کے بازی، جوانی، مستی، پیری، سستی، خدا کے پرستی
 ”دردِ کین میں کھیلا کئے، جوانی میں مستی کی، پیری میں سستی کی تو اب خدا کی عبادت کیا کرو گے“
 اگر لڑکا عبادت کر لے، کچھ کمال نہیں ہے کیونکہ وہ لڑکا لوگوں کو دیکھ کر عبادت کرنے لگا، اس کو اللہ تعالیٰ نے قوتِ نفس عطا نہیں کی اور بوڑھا اگر عبادت کرے علیٰ تعجب نہیں ہے کیونکہ جب بوڑھے نے سمجھا کہ اب ہمارے مرنے کے دن قریب آئے ہیں تو لاپرواہی عبادت کرنے لگا ہاں! جو شخص جوان ہو، مستی اس کے چہرے سے عیاں ہو باوجود غلبہ شیطان کے اگر عبادت کی کثرت کرے، اعضاء کے شر سے بچے تو البتہ وہ قابلِ مدح و ثنا ہے اور وہی شخص جوانی کی بدی سے بچا ہے ورنہ جوانی کے شر میں پڑے گا تو جہنم میں چلا جائے گا، اسی واسطے سعدی فرماتے ہیں ۵
 جو اتارو طاعت امروز گیر کہ فردا جوانی نیاید ز پیر
 ”اے جوان! آج طاعت و عبادت کر لے اس لئے کہ کل بڑھاپے میں جوانی نہ رہے گی“

مگر جو جوان ظاہر میں عبادت مہبت کرتا ہو مثلاً نماز بہت پڑھتا ہو، درود و شریف سے منہ کو تڑپا رکھتا ہو پھر ہر وقت لوگوں کی غیبتیں کیا کرتا ہو، مالِ حرام حاصل کرنے کی فکر میں رہتا ہو اور اجنبیات کا نظارہ کرتا ہو، محرمات کی طرف اشارے کرتا ہو اس جوان کی جو انی کی ضرارت نہیں گئی ہے، جب تک کہ ان امور کو نہ چھوڑے، گناہوں سے منہ نہ موڑے کیونکہ گناہ چھوڑنا عبادت کرنے سے بہتر ہے

ارشاد: بعض حکماء فرماتے ہیں: کل سفلة يعمل بالطاعة ولكن المكسرة من

يترك المعصية۔۔۔۔۔۔ ”برخلاف عبادت کر لیتا ہے اگرچہ روزی ہو لہذا عبادت کرنے میں کچھ کمال نہیں ہے، لیکن بہتر وہ شخص ہے جو حتیٰ الوسع گناہوں سے بچے اگرچہ عبادت کم کرے“

(اس کو فقیہ ابوالمہدیؒ نے باب الذنوب میں نقل کیا ہے) اور وجہ اس کی یہ ہے کہ گناہ کرنے سے آدمی کے دل میں ایک سیاہ نقطہ پڑ جاتا ہے پھر جس قدر آدمی گناہ کرتا جائے گا دل سیاہ ہوتا جائیگا۔

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان المؤمن اذا اذنب كانت نقطة سوداء في قلبه فان تاب

نزع عقل قلبه فان زاد زادت۔۔۔۔۔۔ ”جب مسلمان کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے

دل میں تھوڑی سی سیاہی آ جاتی ہے، اب اگر اس شخص نے توبہ کی تو اس کا دل صاف ہو جاتا ہے اور سیاہی کا نقطہ اس کے دل سے مٹ جاتا ہے اور اگر اس نے دوسرا گناہ کیا تو وہ سیاہی زیادہ ہو جاتی ہے“ (اس کو ابن ماجہ نے باب الذنوب میں روایت کیا ہے اسی واسطے سری سقطیؒ فرماتے ہیں:

ارشاد: اني لاناظر الى اتقي كل يوم مرات متخافة ان يكون قد اسود وجهي

۔۔۔۔۔۔ ”میں ہر دن اپنی آنکھ کو چند مرتبہ دیکھ لیتا ہوں اس خیال سے کہ شاید سیاہ نہ ہو گئی ہو اور

بسیب گناہوں کے میرے منہ پر سیاہی نہ آگئی ہو“ (اس کو امام غزالیؒ نے باب احوال المتانفين میں نقل کیا ہے)۔

راقم الحروف کہتا ہے کہ اکثر لوگ کے اول زمانے میں نہایت خوبصورت ہوتے ہیں اور بعد بلوغ کے ان کی شکل سیاہ ہو جاتی ہے، اس کا سبب گناہ ہیں بلوغ کے بعد جب اعضاں نے ایک گناہ کیا تو ان کے چہرے کی رونق چلی گئی اسی طرح بعضوں کا رنگ سفیدی سے گندمی کی طرف مائل ہو جاتا

ہے۔ واللہ اعلم

اللهم انی منبع السیئات ظلمت نفسی بالظلمات فاغفر لی ولوالدی ولخالتی
ولا قاری ولا ساندتی ولا شیاختی الایاء والاموات فانک ان تطردنا فمہیات
ومن عبادک المجرمون وقد غلبت رحمتک علی غضبک فارحم یا من هو عو اد
بالمعصیۃ علی العوادین بالذنوب یوم المحصرات۔ امین

نواں فائدہ

مردار کا گوشت کھانے سے بچنا | کیونکہ غیبت کرنا مثل مردار کا گوشت کھانے کے ہے
جیسا کہ گذر چکا اور ایک حکایت یہ ہے۔

حکایت: ایک مرتبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر ایک مردار چر رہا ہوا،
آپ نے اس کو دیکھ کر فرمایا: لان یا کل احدکم من ہذا حتی یبلا۔ بطنہ خیر من ان
یا کل لحم رجل مسلم۔ ”اس مردار کے گوشت کو سیر ہو کر کھاتا انسان کی غیبت کرنے سے
بتر ہے“ (اس کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے بغیر دو فقرین نقل کیا ہے)۔

دسواں فائدہ

قیامت کے روز حسرت و افسوس سے نجات پانا | کیونکہ جب غیبت کرنے والے کا دامن لوگ پکڑیں گے تو اس
کو نہایت ملال ہوگا، دہشت اور وحشت سے اس کا عجب
حال ہوگا۔ لوگوں کی بدیوں کا اس کی گردن پر وبال ہوگا
اس لئے کہ اس دن کبریا کا ظہور جلال ہوگا، خدا نے تعالیٰ ایسا غضبناک ہوگا کہ ہر شخص خوفزدہ
ہوگا، اس کے علاوہ یہ ہوگا کہ تم غیبت میں لوگوں کے عیوب کھلیں گے مصائب لوگوں کے پھیلیں گے۔
ارشاد: اذنا علیٰ فرماتے ہیں کہ قیامت کے روز جب ہر شخص حساب کے واسطے بلایا
جائے گا، لوگوں کو ارشاد ہوگا کہ جس کا حق اس شخص پر ہو وہ آوے اور اپنا بدلہ لیوے لوگ
کہیں گے کچھ ہمارا حق اس شخص پر نہیں ہے۔

تب خدا نے تعالیٰ یاد دلاوے گا کہ فلاں روز اس شخص نے غیبت کی تھی فلاں روز
تم کو گالی دی تھی، وہ لوگ غرض خوش ہو کر اٹھیں گے اور اپنے حقوق کی فراد کریں گے (اس کو سیوطی)

نے تفسیر و تشریح میں نقل کیا ہے۔

ارشاد: امام غزالی باب صفۃ السائلین فرماتے ہیں فہذا اما یرجی لعبد ستد علی الناس عیوبہم و احتفل فی حق نفسه تقصیرہم ولم یحک لسانہ من ذکر مساویہم ولم ینکرہم فی غیبہم بہا یرکھون لوسمعوہ ”یہ اللہ تعالیٰ کی عنایت قیامت میں اس شخص کے واسطے ہوگی جس نے لوگوں کا عیب چھپایا ہوگا لوگوں کی تکلیف اٹھائی ہوگی، لوگوں کی غیبت نہ کی ہوگی اور جو شخص یہ سب گناہ کرتا ہے قیامت کے روز اس پر حساب کی سختی ہوگی، عذاب کی نہایت شدت ہوگی اللہم یا رحمن اطلنی و اطل والدی و خالتی و اقاربی و اساتذتی تحت ظل عرشک یوم الدین ولا تقاشتنا فی الحساب یا مبین امین یا رب العلمین ۰

گیارہواں فائدہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خوش ہونا | کیونکہ قبر شریف میں جب آپ کو خبر پہنچتی ہے کہ فلاں شخص نے یہ گناہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملال ہوتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کے واسطے استغفار کرتے ہیں، مغفرت کی دعا مانگتے ہیں اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نیکی کی خبر پہنچتی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت بہت خوش ہوتی ہے اور جب کسی کی غیبت کرنے کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچتی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت فی الجملہ ملول ہوتی ہے اور اگر لوگوں کی غیبت چھوڑنے کی خبر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سنتے ہیں تو نہایت خوش ہوتے ہیں اللہم اجعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم منا راضیا واجعلنا معہ یوم یحشر المتقون یا ارحم الراحمین ۰ امین ۔



غیبت کے اسباب اور اس کے چھوڑنے کا علاج

جاننا چاہیے کہ انسان سے جو غیبتیں ہوتی ہیں اس کے کئی سبب ہیں کہ جب وہ اسباب پائے جاتے ہیں، اکثر غیبت ہو جاتی ہے لہذا انسان کو لازم ہے کہ ان اسباب سے بچے تاکہ غیبت سے نجات پائے اس واسطے میں غیبت کے اسباب لکھ رہا ہوں اور ہر سبب کے ذکر کے بعد اس سبب کے دفع کی تدبیر اور اس کے رفع کا علاج بھی رقم کرتا ہوں۔

پہلا سبب

غصہ اور غضب | جب آدمی کسی شخص پر خفا ہوتا ہے تو اس کی غیبت کرتا ہے اور اس کی کئی صورتیں ہیں:-

۱۔ دنیوی امور میں غصہ کرنا | جیسے جب کوئی شخص سنا ہے کہ فلاں شخص ہم کو گالی دیتا ہے یا ہماری غیبت کرتا ہے تو اس کا دل نہایت طیش میں آتا ہے شیطان جوش دلاتا ہے اور خود بھی اس گالی دینے والے کی غیبت شروع کرتا ہے اس امر کی تحقیق کئے بغیر کہ فی الواقع اس شخص نے گالی دی یا نہیں۔

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: من خذ لسانہ ستر اللہ عورۃ ومن کف غضبہ کف اللہ عنہ عذابیہ ومن اعتذر الی اللہ قبل معذرتہ
”جو شخص اپنی زبان کو روکے گا خدا تعالیٰ قیامت کے روز اس کے عیوب کو چھپا دے گا اور روزِ محشر اس کو ذلیل نہ کرے گا اور جو شخص اپنے غضب کو روکے گا اور غصے کے موافق نہ کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے اپنے مذاب کو روکے گا اور جو شخص جناب یاری کی خدمت میں گناہوں سے معذرت کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائے گا“ (اس کو بہیق نے روایت کیا ہے)

پہلے سبب کا دفعہ اور اس کا علاج | اس سبب کے علاج کی کئی صورتیں ہیں :

شخص نے نقل کیا ہے کہ فلاں نے تم کو گالی دی ہے وہ چغلیو رہے اس کے قول کا اعتبار نہ کر
ارشاد : فقید ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ جب کوئی شخص تیرے سامنے کسی کی بات نقل کرے
کہ فلاں نے تیرے حق میں ایسی بات کہی ہے تو تجھ پر چھ چیزیں لازم ہیں اول یہ کہ اس چغلیو
کے قول کو دوسرے کی طرف نقل نہ کر یعنی کسی سے اس کی چغلیو کی کا حال بیان نہ کر یہ اس
کی غیبت ہو جائے گی ، دوسرے یہ کہ جس شخص کی بات اس نے تیرے سامنے نقل کی ہے کہ
فلاں شخص تجھ کو گالی دیتا ہے اس کے عیب کا تجسّس نہ کر کیونکہ قرآن میں عیب جوئی سے منافقت
دار دہوتی ہے ، تیسرے یہ کہ جس شخص کی بات اس نے نقل کی ہے اس کے ساتھ بدگمانی نہ کر
کیونکہ بدگمانی کرنا نہایت بُرا ہے ۔ چوتھے اس چغلیو سے فی اللہ بھنن رکھو کیونکہ گنہگار سے
بھنن رکھنا واجب ہے اور اس کی صحبت سے کنارہ کرنا ضروری ہے پانچویں نقل کرنے والے
کو اس چغلیو خودی سے منع کر کہ دوسری بار ایسا کام نہ کرے ، چھٹے یہ کہ اس چغلیو کو جھوٹا سمجھ
کیونکہ فاسق کی خبر کا اعتبار نہیں ۔

حکایت : سلیمان بن عبد الملک کی مجلس میں ایک روز زہری
چغل خور کے ساتھ برتاؤ | بیٹھے تھے کہ ایک شخص آیا سلیمان نے اس شخص سے کہا میں
نے سنا ہے کہ تو نے میری شکایت کی ہے اس شخص نے انکار کیا ، سلیمان نے کہا میں نے ایک
معتد سے سنا ہے زہری بولے اے سلیمان ! وہ شخص جس نے تمہارے سامنے کہا کہ فلاں
شخص نے تمہاری شکایت کی ہے ، چغلیو رہے اور چغل خور کبھی سچا نہیں ہوتا ۔
(اس کو احیاء العلوم کے باب النمیم میں نقل کیا ہے) ۔

نصیحت : اس زمانے میں لوگوں کا عجیب حال ہے کہ اگر کوئی شخص جو جھوٹا مشہور
ہے کہتا ہے کہ فلاں شخص تم کو بُرا کہتا تھا ، اس کی بات کو سچ سمجھ لیتے ہیں اور مسلمان بھائی
سے بھنن رکھتے ہیں اور اس چغل خور سے دوستی پیدا کرتے ہیں کہ تاکہ پھر یہ شخص اس کی باتیں
نقل کرے بلکہ اس چغل خور کو مانند نبی کے نہایت صادق سمجھتے ہیں اور مسلمان بھائی کی

غیبت کرتے ہیں اور اگر وہ درمیانی کبھی کوئی خبر نہیں رکھتا تو اس سے کہتے ہیں کہ کیا خبر ہے اور جب اپنی جوی عقل سے آتی ہے تو بیوی سے پوچھتے ہیں کہ کوئی ہماری آج تعریف کرتا تھا یا نہیں، اگر سنتے ہیں کہ آج مردوں نے یا عورتوں نے ان کی تعریف کی ہے، نہایت خوش ہوتے ہیں، بہت چھوٹتے ہیں اور اگر سنتے ہیں کہ فلاں نے آج بُرا کہا ہے تو بیوی کی بات کو کٹل دیتی سمجھ کر خفا ہوتے ہیں، جس نے گالیاں دی ہوتی ہیں اس کی غیبت میں مبتلا ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو راہِ راست پر لا دے اور صراطِ مستقیم پر چلا دے اور ہم کو ان عیبوں سے بچا دے آمین، سعدی رح فرماتے ہیں ۷

اگر نادان بوحشت سخت گوید خردمندش بزمی دل بجویہ
 ”اگر نادان آدمی جہالت میں آکر سخت گوئی کرے تو مقلند زمی سے اس کی دلجوئی کرتا ہے“
 ۷ وگر از ہر دو جانب جاہلانند اگر زنجیر باشد بگسلانند
 ”اور اگر دونوں جانب جاہل ہی ہوں تو زنجیر بھی ہو تو اسے توڑ ڈالتے ہیں“

پہلے سبب کا دوسرا علاج | جب کسی سے سنے کہ فلاں شخص تم کو بُرا کہتا ہے تو سمجھ کر ہم میں کچھ عیب ہے لہذا خود کو ہر عیب سے پاک کرے ہر گناہ سے صاف کرے اور سمجھے کہ اس شخص کا ہمارے بارے میں کہنا صحیح ہے لہذا اس کا بدلہ کیا ہے۔

پہلے سبب کا تیسرا علاج | انسان اس بات کو سمجھے کہ فلاں بھائی نے اگر ہم کو برا کہا ہے تو شاید ہم سے اس کو تکلیف پہنچی ہوگی لہذا اس کے ساتھ احسان کرے ملاقات اور خاطر داری کرے تاکہ اس کا دل بحال ہو ملال کا زوال ہو۔ نیز کہ اس کو زائد تکلیف پہنچائے اس کی غیبت و شتم کا پتہ نہ لے۔

پہلے سبب کا چوتھا علاج | یہ سمجھے کہ اگر اس شخص نے ہم کو بُرا کہا ہے تو بلا وجہ گناہ کیا ہے، خدائے تعالیٰ اس کے گناہ کو معاف کرے اگر ہم بھی اس کی غیبت کریں گے ویسی ہی سزا پائیں گے۔

حکایت: امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو جب خبر پہنچی تھی کہ فلاں شخص نے ہم کو بُرا کہا ہے تو اس کے ساتھ امام اعظم کی خدا ترسی اور ان کا حلم

نہایت نرمی کرتے تھے اور اس کی غیبت نہیں کرتے تھے اس کو محمد خوارزمی نے مستدام اعظم میں نقل کیا ہے۔

جو منہ کے سامنے گالی دے اس پر تھکا ہونا
۲۔ اور اس کے پیچھے اس کی غیبت کرنا مع علاج
ایسی صورت میں انسان کے لئے فردی ہے کہ اپنے نفس کو روکے اور اس کی گالی سے درگزر کرے اور علم کو کام میں لاکر جو فردی کرے۔

حکایت: ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں صحابہؓ حاضر تھے کہ ایک شخص نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو گالی دی، حضرت ابو بکر دم چپ رہے پھر اس نے گالی دی پھر آپ خاموش رہے جب اس نے تیسری مرتبہ گالی دی تو حضرت ابو بکرؓ نے بھی گالی دینے کا ارادہ کیا پس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجلس سے اٹھنے لگے، حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ مجھ سے ناراض ہو گئے حالانکہ میں نے زیادتی نہیں کی جب اس شخص نے تین مرتبہ گالی دی تو میں نے بھی بدلہ لینے کا ارادہ کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک تم چپ تھے تمھاری طرف سے ایک فرشتہ گالی دینے والے کو ہٹلا رہا تھا اور جب تم نے بولنے کا ارادہ کیا شیطان بیچ میں کودا، اسی واسطے میں اٹھا، اس کو ابو داؤد نے کتاب البر والصلہ کے باب الانتصار میں روایت کیا ہے۔

حکایت: ایک روز امام ابو حنیفہ رحمہ تعالیٰ میں مسجد خیف میں بیٹھے تھے کہ ایک شخص آیا اور اس نے امامؒ سے کہا: اے حرام زادے تجھ سے میں فلاں مسئلہ پوچھا تھا اور تو نے اس کا جواب حسن بصریؒ کے جواب کے خلاف دیا، امامؒ نے فرمایا: حسن بصریؒ نے خطا کی، حقیقت میں وہی فتویٰ ہے جو میں نے کہا، اس نے امامؒ کو چند گالیاں دیں، حاضرین اس شخص کو مارنے کے واسطے اٹھے، امامؒ نے سبھوں کو منع کیا اور لوگوں کو روکا، پھر امامؒ نے کہا اے شخص! تو نے مجھ کو جو کافر وغیرہ کہا، اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ میں نے کسی کو اس کا شریک نہیں کیا اور میں نے کسی سے امید نہ رکھی سوائے اس ذات وحدہ لا شریک کے، اور میں نہیں ڈرا مگر اس کے عذاب سے، جب عقاب کا ذکر آیا تو امامؒ پر ایک خوف طاری ہوا رونے لگے اور زار آں سو بہانے

لگے، جب اس شخص نے یہ کیفیت دیکھی خود بخود نادام ہوا اور امامؑ سے قصور معاف کرایا۔ امامؑ نے کہا تیرے قصور کو میں نے معاف کیا اور جو تو نے مجھ کو گالی دی، اس سے درگزر کیا۔

(اس کو محمد خوارزمی نے عبدالمزاق بن ہمام سے مسند امام اعظم میں نقل کیا ہے)
دقیقی: امامؑ نے اگرچہ حسن بصریؒ کی غیبت کی اور ان کی خطابیان کی لیکن یہ غیبت جائز ہے چنانچہ پہلے اس کی تشریح ہو چکی کہ جو غیبت امر دین کے واسطے ہو وہ درست ہے جیسے محمد بن جرحؒ نے تعدیل کیا کرتے ہیں۔

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لیس الشدید بالصرعة انما الشدید الذی یملک نفسه عند الغضب ————— ”جو انزوی کا مدار کشتی پر نہیں ہے اصل جو انزودہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس کو روکے“ (اس کو موطا کے باب الغضب میں امام مالکؒ نے روایت کیا ہے)۔

دقیقی: راقم الحروف کہتا ہے کہ اس کی دو وجہیں ہیں، اول وجہ یہ ہے کہ نفس کشتی کرنا نہایت مشکل ہے کیونکہ نفس عجب طرح کا عدو ہے کہ آدمی کو ہلاک کر دیتا ہے لہذا اس سے کشتی کرنے والا یقیناً جو انزودہ ہوگا اس شخص سے جو آدمیوں سے کشتی کرتا ہے، دوسری وجہ یہ ہے کہ کشتی کرنا ظاہری اعضا کا کام ہے اور غصے کو روکنا دل کا کام ہے اور باطن کی عمدگی ظاہر کی عمدگی سے بہتر ہے۔

ارشاد: ابو بکر وراق فرماتے ہیں کہ اللہ جل شانہ نے بندوں سے چھ چیزیں طلب کی ہیں بندوں کو لازم ہے کہ ان کو سب لادیں دو چیزیں دل سے متعلق ہیں ایک خدا کے حکم کی تعظیم، دوسرے خلق اللہ کی تکریم دو چیزیں زبان سے متعلق ہیں، ایک جناب باری کی توحید کا اقرار کرنا، دوسرے مخلوقات کے ساتھ نرمی کرنا اور خلق سے متعلق دو چیزیں ہیں ایک اوامر خداوندی پر صبر کرنا دوسرے حکم کرنا (اس کو تذکرۃ الاولیاء میں نقل کیا ہے)۔

حکایت: بنی اسرائیل میں ایک شخص نے حکمت کے موضوع پر تین سو ماٹھ کتابیں تصنیف کیں اور ان تصانیف کو اللہ تعالیٰ کی طرف پہنچنے کا وسیلہ گردانا، اس زمانے کے نبی کی طرف وحی آئی کہ اس شخص نے تمام زمین میں ان کتب حکمت کے سبب لفاق پھیلایا اور کوئی تصنیف

اس کے حق میں مفید نہیں ہوگی، جب اس شخص نے یہ خبر سنی دنیا و مافیہا کو چھوڑ کے سمجھوں سے منہ موڑ کے ایک گوشے میں بیٹھ کر بہت عبادت کی اور اللہ تعالیٰ کی محبت اپنے دلیں پیدا کی، پھر اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ اب تک میں اس سے راضی نہیں ہوا، ہاں! اگر یہ شخص لوگوں سے موانست رکھے لوگوں سے معاملات جاری رکھے، اس کے علاوہ لوگوں کی تکالیف پر صبر کرے کسی سے بدلہ نہ لے اس وقت میں راضی ہوں گا اس شخص نے جب یہ خبر سنی ایسا ہی کیا اللہ تعالیٰ نے کہلا بھیجا اب میں اس سے راضی ہوا (اس کو امام غزالی نے کتاب العزائم میں نقل کیا ہے)۔

۳۔ مخالفت کے سبب غیبت کرنا | جس شخص نے کسی طرح کی تکلیف دی ہو اس پر بخفا ہونا اور اگر اس نے کسی طرح کی اذیت پہنچائی ہو تو اس سبب سے اس کی غیبت کرنا، لوگوں کے سامنے اس کے عیوب کھولنا، اس لئے کہ اس نے تکلیف دی ہے، لہذا اس کو بھی اذیت دیں گے۔

علاج : ایسے وقت میں اگرچہ آدمی کا دل پیش کرتا ہے نفس چاہتا ہے کہ اگر اس نے ہم کو ایک طرح کی تکلیف دی ہے تو ہم اسے سو طرح کی تکلیف دیں لیکن لازم ہے کہ اس کی اذیت کو معاف کرے اور اس کی غیبت نہ کرے اور سمجھے کہ اگر اس پر احسان کریں گے، تو قیامت کے روز ہم کو اس کی نیکیاں ملیں گی اور اگر ہم اس کی غیبت کریں گے تو اس کی بدیاں ہماری کتاب میں آئیں گی ۵

بہی را بدی سهل باشد جزا اگر مردی احسن الی من اس

”برائی کا بدلہ برائی سے دیتا تو آسان ہے اگر تو جوان مرد ہے تو برائی کرنے والے سے نیکی کر“

حکایت : حضرت ابراہیمؑ کے صحیفوں میں بخلہ نھالنے کے مضمون بھی لکھا تھا، اے ابن آدم! جو تجھ پر ظلم کرے اس کے ساتھ عقوکہ اور جو تیرے ساتھ بدی کرے اس کے ساتھ نیکی کر، تاکہ تو بہشت میں جائے اور میری رحمت پائے۔ (اس کو روضۃ الواعظین میں نقل کیا ہے)۔

حدیث : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : لا تکرؤا امعاً تقولون ان احسن الناس احسنا وان ظلموا ظلمنا وکن وطموا انفسکم ان احسن الناس

ان ق حسنوا دان اسأوا فلا تظلموا ————— ”نہ ہر تم لوگ ساتھ ہو جانے والے اس طرح پر کہ کہنے لگو کہ اگر لوگ احسان کریں گے تو ہم بھی احسان کریں گے اور اگر لوگ ہم کو تکلیف دیں گے تو ہم بھی تکلیف دیں گے، بلکہ تم لوگ اپنے نفوس اس طرح پر رکھو کہ اگر لوگ احسان کریں تو تم بھی احسان کرو اور اگر لوگ ظلم کریں، کچھ تم کو اذیت دیں تو تم اس کا بدلہ نہ دو (اسی کو ترمذی نے باب الاحسان والعفو میں روایت کیا ہے)۔

نصیحت: اہل زمانہ کی عجیب حالت ہے کہ اگر لوگ ان کو اذیت پہنچائیں تو بخشش کا ہم نہیں لیتے ہیں بلکہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی ہم کو کسی طرح کی تکلیف دے گا تو ہم اس کے باپ کو اذیت دیں گے، اگر کوئی ہم کو گالی دے گا، ہم اس کی سو پشت کو گالی دیں گے، ہاں! اگر کوئی احسان کرے گا تو البتہ ہم بھی اس کے ساتھ احسان کریں گے اور یہ نہیں سمجھتے ہیں کہ احسان کے بدلہ میں احسان کرنا کچھ کمال کی بات نہیں ہے۔ کمال یہ ہے کہ تکلیف کے بدلہ میں احسان کرے۔

ارشاد: حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: لیس الاحسان ان تحسن الی من احسن الیک ذلك مکافاة انما الاحسان ان تحسن الی من اساء الیک ————— ”احسان یہ نہیں ہے کہ تم اپنے عمن کو خیر پہنچاؤ یہ تو بدلہ ہے، احسان یہ ہے کہ تکلیف پہنچانے والے کے ساتھ آدمی احسان کرے“

(اس کو امام رازیؒ نے والعافین عن الناس کی تفسیر میں نقل کیا ہے)۔

حکایت: ایک شخص جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے، انھوں نے پوچھا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا لوگوں کے ساتھ معاشرت کیا کرو یا یہ کہ اکیلے ہو کر عبادت کیا کروں، جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں سے الگ ہو کر موافق کو چھوڑ کر عبادت کرنا کمال نہیں ہے، کمال یہ ہے کہ لوگوں سے مخالفت رکھو اور ان کی طرت سے پیش آمدہ تکلیف برواشت کر لیا کرو (اسی کو نہایت الجالس و منتخب النفاس کے باب الحکم میں نقل کیا)۔

۳۔ خادموں پر احسان کرنا مع علاج | اس شخص پر خا ہونا جو کہ نہانتا ہو حکم بجا نہ لاتا ہو

اور اس کی غیبت کرنا جس طرح اہل زمانہ کا دستور ہے، لوٹڈی ہو یا غلام یا ماما ہو جب کوئی امر خلاف مرضی کرتے ہیں، مولیٰ ان سے خفا ہوتے ہیں اور لوگوں کے سامنے ان کی شکایتیں کرتے ہیں اور لوٹڈی اور غلام کو نہایت تکلیف دیتے ہیں، کبھی ان کو ایسا مارتے ہیں کہ خون بہا دیتے ہیں کبھی ان کی شکایت کرتے ہیں، ہر طرح سے ان کو ستاتے ہیں۔

اس کا علاج کئی طرح پر ہے، ایک یہ کہ آدمی کو لازم ہے کہ کسی کی مخالفت سے خفا نہ ہو، کسی کو اُفت نہ کہے خواہ لوٹڈی ہو یا غلام یا ماما یا غیر ہو کسی کو نہ جھڑکے اور سمجھے کہ جس طرح ہم کو اس کی مخالفت سے اس قدر غصہ آیا ہے، اللہ تعالیٰ کو بھی ہماری مخالفت سے کس قدر غصہ آتا ہے لہذا اگر ہم ان لوگوں کو تکلیف دیں گے، لوگوں کو ستائیں گے تو خالق جبار ہم سے بہت خفا ہوگا، ہم پر نہایت سختی کرے گا۔

اثر: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: واللہ لقد خدمت النبی صلی اللہ علیہ

وسلم سبع سنین او تسع سنین ما علمت قال لشیئ صنعت لہ فعلت کذا و لا لشیئ توکت ہلا فعلت _____ ”میں نے سات برس یا نو برس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی، اگر کوئی کام مجھ سے ہو گیا جو نہ کرنا چاہیے تھا تو کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے خفا ہو کر نہ کہا کہ یہ کام کیوں تو نے کیا اور کوئی کام اگر مجھ سے چھوٹ گیا جس کا کرنا ضروری تھا، تو کبھی آپ نے نہ فرمایا کہ یہ کام تو نے کیوں نہ کیا۔“ اس کو ابو داؤد نے کتاب الادب میں روایت کیا ہے

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اخوانکم جعلہم اللہ تحت ایدیکم فاطعواہم مما تاکلون والیسواہم مما تلبسون ولا تکلفوہم ما یغنیہم فان کلفتموہم فاعیتوہم _____ ”لوٹڈی اور غلام سب تمہارے بھائی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو ان پر قادر کیا اور ان لوگوں کو تمہارے تابع بنایا پس جیسا تم لوگ کھاتے ہو ویسا ہی ان لوگوں کو بھی کھلاؤ اور کپڑا بھی بہتر پہناؤ اور کسی کام میں ان کو سخت تکلیف نہ دو اگر کبھی ان کو کسی مشکل کا حکم کرو تو تم بھی ان کی مدد کرو (اس کو ابن ماجہ نے باب الاحسان الی المالیک میں روایت کیا)

حکایت: ایک شخص نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے دو غلام ہیں اور میرے نافرمان ہیں اسی سبب سے میں ان کو

ماتا ہوں، گالی بھی دیتا ہوں، قیامت کے روز میرا کیا حال ہوگا، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

میدانِ حشر میں ذرا ذرا سا حساب ادنیٰ ادنیٰ پر عذاب ہوگا، اگر تیری مار اور گالی ان کے گناہ کے برابر ہو جائے گی تو تجھ کو کچھ جزا ملے گی، کیونکہ تُو نے ان کی نافرمانی کے مطابق ان کو زد و کوب کیا اور نہ ان کو کچھ سزا ملے گی، کیونکہ ان کی نافرمانی کے بدلہ میں تُو نے ان کو تکلیف بھی دی اور اگر تیری مار اور گالی، ان کی نافرمانی سے کم ہوگی تو اللہ تعالیٰ تیری طرف سے ان سے بدلہ لے گا اور ان کو سزا دے گا اور اگر تیری مار اور گالی ان کی نافرمانی سے زائد ہوگی تو اللہ تعالیٰ تجھ سے حساب کرے گا، ان کی طرف سے تجھ سے اس ظلم کا قصاص لے گا، جب یہ کلام اس سائل نے سنا تو بہت رویا اور بہت ڈرا کہ شاید میری مار اور گالی ان کی نافرمانی سے بڑھ جاوے، کہنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے ان دونوں غلاموں کو آزاد کیا، اور اپنا ذمہ پاک کیا۔ اس کو ترجمہ مذی نے ابواب الحساب میں روایت کیا ہے۔

دوسرا اعلیٰ: جب کسی غلام یا نوکر یا فرزند سے کوئی قصور ہو جائے سمجھ کر یہ مقام کرم ہے، موضع رحم ہے کسی طرح سے اس کی شکایت نہ کرے بلکہ اس کے قصور کو معاف کرے، کیونکہ از خرداں عصیاں و از بزرگاں امتنان اور اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو نہایت دوست رکھتا ہے اور اجرِ جزیل عنایت کرتا ہے۔

حکایت: میمون بن مہران کی لونڈی ایک روز پیالہ میں شہد بالائی اتفاقاً مشروبہ میمون پر گر پڑا، میمون نے اس لونڈی کو مارنے کا ارادہ کیا، اس لونڈی نے کہا اے عورتی اللہ تعالیٰ غصہ کھا جائے والوں کی مدح کرتا ہے، اس کے موافق تم کو عمل لازم ہے میمون نے کہا: اچھے لوگوں کی تعریف والکاظہین القیظ کے موافق میں نے غصہ پی لیا، پھر لونڈی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اچھے لوگوں کی تعریف یہ بھی فرماتا ہے کہ اچھے لوگ وہ ہوتے ہیں جو قصور کو معاف کرتے ہیں، میمون نے کہا میں نے تیرے قصور کو معاف کیا، پھر اس لونڈی نے کہا: اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے میمون نے کہا میں تجھ پر احسان بھی کرتا ہوں اور تجھ کو آزاد کرتا ہوں (اس کو تنبیہ انفاذ کے باب کلم الغیض میں نقل کیا ہے)۔

نصیحت: اہل زمانہ کا عجیب حال ہے کہ ہرگز رحم کو دخل نہیں دیتے ہیں، اگر کسی کا غلام یا لونڈی نافرمانی کرے تو اس کو مارتے ہیں اس کو ذلیل کرتے ہیں، خصوصاً اگر عورتوں میں بہت عام ہے کہ اگر لونڈی خلاف مرضی کوئی کام کرے تو اس پر بہت تھاپوتی ہیں، اس کو گالیاں دیتی ہیں قہر حرام زادہ کی سناتی ہیں اس کے پیچھے اس کو ذلیل کرتی ہیں، اس کی غیبت کرتی ہیں، اس کے تمام عمر کے عیب بیان کرتی ہیں کبھی کہتی ہیں اس لونڈی سے ہم کو کبھی فائدہ نہیں ہوا، کبھی کہتی ہیں اس لونڈی سے ہم کو ہمیشہ نقصان ہوا اور لونڈیوں کو از حد مارتی ہیں، یہاں تک کہ خون بہتا ہے اور جو لوگ عورتوں سے بہت صحبت رکھتے ہیں اپنے اندر عورتوں کی خاصیت پیدا کرتے ہیں، لونڈیوں اور غلاموں کو گالیاں دیتے ہیں، اپنی بیویوں کی تابعداری کرتے ہیں، سعدی رحم فرماتے ہیں ۷

زنتے را کہ جہل ست و ناراحتی بلائے سرخ و دوزخ خود را زین خواستنی

اگر کوئی اپنی بیوی کی مرضی کے خلاف کرے اس سے بہت ناراض ہوتے ہیں، اسی واسطے عورت کی تابعداری نہایت منع ہے، چنانچہ اس کی تفصیل گزر چکی۔

دوسرا سبب تکبر اور غرور

۱۔ تکبر نسب اور اس کا علاج | اس کی بھی کئی صورتیں ہیں تکبر کرنا نسب میں اور اپنے نسب کو بہتر سمجھنا اور دوسروں کے نسب کے باب میں غیبت کرنا لوگوں کے نسب کی برائیاں بیان کرنا۔

اثر: حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: لا یحقر احد احد امن المسلمین "کوئی مسلمان کسی مسلمان کو ذلیل نہ جانتے" اور ذلیل جاننا حرام ہے۔

اس کو امام غزالی رحمہ اللہ نے باب ذم اکبر میں نقل کیا ہے (

انسان کو لازم ہے کہ اس امر کو سمجھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم سبھوں کو حضرت آدم اور حضرت حوا علی نبیہما علیہما الصلوٰۃ والسلام سے پیدا کیا، اگرچہ بیچ میں کسی کا باپ اچھا بنایا کسی کا دوا بد کیا پس اگر ہم نسب میں عہدہ ہوئے اور دوسرے خراب ہوئے تو اس سے ہم کو ان لوگوں پر فضیلت نہیں حاصل ہوتی ہے کیونکہ اگر باعتبار بنیاد کے دیکھو تو اصل ہم سبھوں کی ایک ہے

اور اگر باعتبار عاقبت کے دیکھ تو ہمارا اس کا تقویٰ پر ہے، جو شخص متقی ہو اگرچہ بد نسب ہو وہی
مراۃ مستقیم پر جائے گا اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت میں قصور کرتا ہو اگرچہ انصاف زادہ ہو
وہ آخرت میں پھٹتے گا، لہذا غیبت کرنا بڑے نسب والوں کی اور ان کی حقیر کرنا محض حما
ہے، سعدی فرماتے ہیں ۷

تکبر بود عادت جاہلان تکبر نیاید ز صاحب دلاں !

”تکبر کرنا جاہلوں کا کام ہے، اہل دل تکبر نہیں کرتے“

حدیث: جس وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں کیا رہیں
ذی الحجہ کو مقام منیٰ میں خطبہ فرمایا تو منجملہ نصائح کے آپ نے فرمایا:

یا ایہا الناس ان ربکم واحد الا لا فضل لعربی علی عجمی ولا لعجمی علی
عربی ولا لاسود علی احمر ولا لاحمر علی اسود الا بالحقوی ان اکو مکم عند اللہ
اتقنکم۔۔۔۔۔ ”اے لوگو! تم سب کا معبود خدائے وحدۃ لا شریک لہ ہے اگر حقیقت
میں دیکھ تو کسی کو کسی پر بزرگی نہیں ہے مگر باعتبار زہد کے نہیں لازم ہے کہ عربی نسب کے معاملے
میں عجمی پر فخر کرے یا عجمی عربی پر فخر کرے یا سیاہ شخص فخر کرے سرخ رنگ والے پر یا سرخ رنگ والا
فخر کرے سیاہ رنگ والے پر، ہاں مگر جس میں تقویٰ ہو وہ غیر پر میر کا ر سے بہتر ہے کیونکہ خود
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اَکْثَرَکُمْ کُفْرًا اللّٰہُ اَتَقْنٰکُمْ۔۔۔۔۔ ”تم میں سے بزرگتر
وہ شخص ہے جو متقی ہو نہ کہ وہ جو شقی ہو“

(اس کو جلال الدین سیوطی نے تفسیر درنثور میں طبرانی سے نقل کیا ہے)

اگر کوئی شخص پوچھے کہ وہ کون چیز ہے جو حضرت آدم علیہ السلام
کتنے کی پیدائش کا واقعہ کے جسم سے بغیر علاقہ حضرت حواء پیدا ہوئی تو معلوم
ہونا چاہیے کہ وہ شے کتا ہے، جب حضرت آدم کا جسم اللہ تعالیٰ نے مٹی سے بنا کر تیار کیا
تو فرشتوں کو اس کے دیکھنے کا حکم ہوا چنانچہ سب فرشتوں نے دیکھا، جب نوبت شیخ نجدی
یعنی ابلیس کی آئی تو اس نے اسے حقیر سمجھ کر اس پر تھوک دیا اللہ تعالیٰ نے اس مقام سے جس پر
شیطان نے تھوک کا تھا ایک ٹکڑا جدا کر لیا اس سے کتنے کو بنایا اور وہ مقام خالی رہا چنانچہ

ناف کے مقام میں خلا ہے گو خرت نہیں ہے یہ وہی مقام ہے جہاں سے اللہ نے ایک ٹکڑا الگ کر کے کتے کو بنایا، اسی واسطے کتے کو آدمی سے بہت انسیت ہوتی ہے، لہذا کتا ایسی بُری چیز ہے کہ اس کی پیدائش حضرت آدم ؑ کے بدن سے بغیر علاقہ حضرت ہوا کے ہوئی (اس کو زہرۃ المجالس اور منتخب النفائس میں نقل کیا ہے)۔

تکبر نسی کے دفع کی نصیحت | اہل زمانہ کو نہ عاقبت کا پاس ہے نہ آخرت کا لحاظ ہے، تقویٰ کو طاق پر رکھ دیا، زہد کو لٹھ سے

پھینک دیا ہے ہر شخص اپنے نسب کو اچھا کتا ہے دوسروں کی ذلت کرتا ہے، کوئی کہتا ہے میرا نسب بہت عمدہ ہے غوث اعظم بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک اس کا سلسلہ ہے کوئی کہتا ہے میرا نسب سب سے بہتر ہے کوئی کہتا ہے میرا نسب بہت اچھا ہے کیونکہ میرے آباؤ اجداد میں ہر شخص عالم ہوا ہے کوئی کہتا ہے ہم لوگ اہل ہند ہیں حسب و نسب میں مظلوم دانش میں نہایت بہتر ہیں اور اہل دکن نسب میں نہایت بدترین کیونکہ دکنی کے نسب کا اعتبار نہیں ان کے خصائل سے یہ چیز صاف عیاں ہوتی ہے اور نہیں سمجھتے ہیں کہ نسب و حسب آخرت میں کام نہ آئے گا جب کہ کوئی حامی مددگار نہ ہوگا، ہاں اگر تقویٰ ہمراہ ہوگا تو البتہ صورتِ نجات ہوگی، جب کہ ہر طرف جوشِ جہنم کی آواز آئے گی اللھم یا ارحم الراحمین یوم لا یرحم فیہ الا انت یا من ھو ارحم من کل راحم

۲۔ **تکبر کرنا حسن و جمال میں** | حقارت کرنا صورت و خلقت میں اعتقاد و ملت میں۔

پہلا علاج : اس بات کو سمجھے کہ سب صورتیں اللہ تعالیٰ نے بنائی ہیں کسی کی صورت اچھی بنائی کسی کی خلقت بری بنائی لہذا صورت کا برا ہونا محلِ طعن نہیں ہے اور خلقت کی بدی میں کچھ نقصان نہیں ہے، سعدی رحم فرماتے ہیں ۵

تکبر زوانا بود تا پسند غریب آید این معنی از ہوشمند

مد عقل مند آدمی کی طرف سے تکبر کا فعل کچھ پسندیدہ نہیں ہے اور یہ چیز صاحبِ ہوش آدمی کے لئے مناسب نہیں ہے۔

دار فلاح داریں کا زبد و عبادت، احسان و مروت پر ہے، اس واسطے انسان کو لازم ہے کہ خدائے تعالیٰ کی کسی مخلوق کو برائہ سمجھے اور کسی مخلوق خدا کو برائہ کہے۔

حکایت: ایک مقام پر ایک کتابدہ بودار پڑا ہوا تھا کہ حضرت نوح علی نبیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ادھر سے گذر ہوا، انھوں نے اس سے کراہت کی، ان کی طبیعت میں اس سے نفرت پیدا ہوئی، فی الفور اللہ تعالیٰ نے حکم بھیجا کہ اے نوح! اس چیز کو ہم نے اس طرح بنایا اگر تم کو یہ کتابدہ بودار معلوم ہوتا ہے تو تم اس سے عمدہ بناؤ، حالانکہ تم اس کے مثل بنانے پر پر بھی قادر نہیں ہو لہذا کیوں اس کو برا سمجھتے ہو، جب یہ حکم نازل ہوا تو حضرت نوح کا دل کا پنا زار زار زور کرنے لگے، اسی وقت ان کا نام نوح مقرر ہوا۔

(اس کو زہرۃ المجالس و منتخب النفائس کے باب لادیب میں نقل کیا ہے)۔

دوسرا علاج: آدمی خیال کرے کہ کوئی شخص جمیع عیوب سے خالی نہیں حتیٰ کہ خود بھی تمام عیوب سے مبرا نہیں ہے، لہذا جب تک اپنی ذات میں عیب موجود ہے دوسروں کا عیب بیان کرنا اور اپنے جمال پر یا حسن صورت پر فخر کرنا بے وقوفی ہے۔

حدیث: ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبے میں فرمایا طوبی لمن شغلہ عیبہ عن عیوب الناس ————— ”بڑی خوشی اس شخص کے واسطے ہے جو ہر وقت اپنے عیب کو دیکھے اور غیروں کے عیب سے نظر پھیرے رکھے“ (اس کو امام غزالی رحمہ اللہ نے ابواب العلم میں نقل کیا ہے)۔

تیسرا علاج: یہ سمجھے کہ در بہتری کا صورت کی عمدگی پر نہیں ہے بلکہ تقویٰ پر ہے

حدیث: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں المسلمون اخوة لا فضل لاحدکم علی احد الا بالتقویٰ ————— ”باعتبار اصل کے سب مسلمان بھائی ہیں کسی کو کسی پر برتری نہیں ہے کسی طرح مگر باعتبار بزرگی کے“ (اس کو طبرانی نے روایت کیا ہے در منثور میں نقل کیا ہے)۔

لہذا کسی کی غیبت کرنا صورت کے بارے میں اور اپنی صورت کو اچھی جانتا، دوسروں کی صورتوں کو برا سمجھنا عقلمندوں کا کام نہیں ہے، کیونکہ جو بھی صورت ہو اگرچہ مثل یوسفؑ ہی کیوں نہ ہو

بعد مرگ خاک میں ملے گی اور مٹی اس کو کھائے گی ۷

عزت شاہ و گدازِ ریزیں یکساں ست می کہ خاک برائے ہمہ کس جا خالی
”زمین کے نیچے شاہ و گداز کی عزت یکساں ہے مٹی ہر شخص کے لئے جگہ خالی کرتی ہے“

جب آدمی قبر میں جائے گا تو دنیا کا سارا کارخانہ دھرا دھائے گا ۷

باپ، بیٹا، بھائی، کام آتا نہیں ساتھ بکس کے کوئی جاتا نہیں

حکایت : ایک فقیہ ایک روز عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے پاس آئے، ان کی صورت کو دیکھا کہ بسبب کثرتِ عبادت کے نہایت مضمحل ہو گئی ہے، انھوں نے تعجب کیا عربیہ مذکورہ نے کہا یا حضرت آپ اس صورت پر کیوں تعجب کرتے ہیں، جب آدمی مرتا ہے تو اس کی صورت البتہ قابلِ تعجب ہوتی ہے، جب میں قبر میں جاؤں گا ہر طرح کی تکلیف اٹھاؤں گا اگر تم اس وقت میری صورت دیکھو گے وحشت کرو گے (اس کو امام غزالی رحمہ اللہ نے باب زیارۃ القبر میں نقل کیا ہے)

حکایت : مہلب بن ابی سرف، قافلہ حجاج کے سالار کا گدازِ مہربن عبداللہ کے سامنے ہوا، دیکھا کہ مہلب عمدہ لباس پہنے ہوئے تکبر کرتے ہوئے چلتے ہیں، مہرب نے کہا اے مہلب یہ چال تکبر کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسند نہیں، مہلب نے بطور غرور کہا اے مہرب تم مجھ کو نصیحت کرتے ہو، کیا نہیں جانتے ہو کہ میں کون ہوں، میں سالارِ قافلہ ہوں مہرب نے کہا، ہاں میں تجھ کو خوب جانتا ہوں کہ پہلے تو لفظ بے جان تھا اس وقت نہ یہ چال تھی نہ یہ تکبر کا گمان تھا اور آخر جب تو قبر میں جائے گا، تیرا بدن بدبودار ہو جائے گا، پھر یہ تکبر کچھ کام نہ آئے گا، نظامی ۷

چو کار کا لب گیر و تبسا ہی نہ درویشی بکا آید نہ شاہی

اور حالتِ زندگی میں غلیظ تیرے بدن میں بھرا ہوا ہے، باطن تیرا سڑا ہوا ہے پس جب کہ تیرا میتہ انتہا، وسطِ مینوں خراب ہوئے تجھ کو تکبرِ زیبا نہیں ہے اور کپڑے کی عمدگی یا صورت کی خوبصورتی پر تکبر کرنا بہتر نہیں ہے، جب یہ قول مہلب نے سنا تو کبر کو چھوڑ دیا، اسی کی طرف مثنوی میں اشارہ ہے ۷

مردود بشتناس و دور بالا میر تا نفعی در شیب شور شر
 "اپنی حقیقت کو پہچان اور زیادہ ملز پر داز مت کر تا کہ شور و شر کے نیشب میں نہ پڑے گا"
 اور محمود بن الوراق نے مطرف کی نفاع کو منکوم کر کے کہا ہے ۵

عجبت من معجب بصورتہ و کان بالاس نطفۃ مذمۃ
 "مجھے اس شخص پر تعجب ہو اچو اپنی صورت پر اترا رہا تھا اس لئے کہ اچھی کل تودہ ناپاک لطف کی شکل میں تھا"
 دقۃ بعد حسن ہیستہ یصلی فی اللحد جیفۃ قد ساء
 "اور آئندہ کل کو قبر میں وہ نجس مردار کی صورت میں ہوگا"

و هو علی تہمتہ و نخوتہ ما بین ثوبیہ یحمل العذراء
 "اور وہ اپنی نخوت و کبر کے باوجود اپنے کپڑوں میں گندگی جبرے ہوئے ہوگا"
 (اس کو امام ابو الیث نے باب الکبر میں نقل کیا ہے)
 ارشاد: حسن بیری م اور پر کے مضمون کے مطابق فرماتے ہیں۔

العجب من نبی آدم فیصل الخوء مبداء کل یوم مرة او مرتین ثعباناً راض جیاس
 السموات — "اس آدمی پر تعجب ہے جو کبر کرتا ہے باوجودیکہ دن میں ایک دو مرتبہ اپنے
 ہاتھ سے پاخانہ دھوتا ہے" (اس کو امام غزالی م نے باب ذم الکبر میں نقل کیا ہے)

۳۔ حرکات سکنت اور عقل و تمیز میں تکبر کرنا | یعنی اپنے افعال کو اچھا سمجھنا اور دوسرے
 کے افعال کی غیبت کرنا کہ فلاں شخص

دیوانوں کی طرح چلتا ہے، مخمخوں کی طرح رہتا ہے، فلاں شخص سخت بے وقوف ہے، فلاں
 شخص از حد بہ تمیز ہے۔

علاج: اس بات کو جاننا چاہئے کہ عاقبت کا حال معلوم نہیں، شاید وہ شخص جس کو
 مخمخ سمجھتے ہیں خدا کے نزدیک اچھا ہو اور سیدھا جنت میں جاوے کیونکہ مدار فلاح کا عباد
 پر نہیں بلکہ عنایت باری پر ہے، اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جو لوگ ظاہر میں دیوانے ہوتے ہیں حقیقت
 میں وہی جنت کے سزاوار ہوتے ہیں اور جو لوگ ظاہر میں بہت ممتاز ہوتے ہیں خدا کے علم میں
 بدترین خلالت ہوتے ہیں اگر چہ ظاہر میں یہ لوگ اچھے معلوم ہوتے ہیں اور وہ لوگ بُرے معلوم ہوتے

ہیں لہذا کسی کے افعال و اعمال میں غیبت کرنا اور اپنی عقل و تہذیب پر فخر کرنا موجب حماقت ہے کیونکہ ظاہر کی برائی کا اعتبار نہیں اس واسطے کہ دنیا کو زوال ہے اہل برائی عاقبت کی بے اور وہ یقیناً معلوم نہیں کہ اس شخص میں موجود ہے یا نہیں کیونکہ اکثر معاملہ قضا و قدر کا اٹ جاتا ہے ظاہراً بد بخت شخص حقیقتاً نیک بخت ہوتا ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے اور تجربے میں بھی آیا ہے کہ اولیاء اللہ ظاہر میں بُرے معلوم ہوتے ہیں اور خاصانِ خدا ظاہر میں بے وقار معلوم ہوتے ہیں، لیکن خدا کے نزدیک ان کی بڑی عزت ہوتی ہے، ان کی دعا قبول ہو جایا کرتی ہے۔

حکایت: ایک سال مدینہ منورہ رزقنا اللہ العود الیہا میں قحط ہوا لوگوں کو از حد غم ہوا ایک روز اہل مدینہ نماز استسقاء کے واسطے نکلے اور ابن المبارک بھی نکلے سب لوگ دعا مانگنے لگے آہ زاری کرنے لگے کسی کی دعا قبول نہیں ہوتی تھی ایک سیاہ صورت حبشی آیا اور وہ فقط ایک کُلی باندھے اور ایک چادر موٹھے پر ڈالے ہوئے تھا اور وہ کہنے لگا اے ہم گنہگار ہیں اور تُو نے پانی روک لیا ہے ہم لوگوں کی تادیب کے لئے یا اللہ اسی وقت پانی برسا اور پانی سے ہم کو ترسا جب اس شخص نے یہ دعا کی فی الفور رحمتِ خدا نازل ہوئی اور آسمان بادلوں کی وجہ سے چھپ گیا اور پانی بھی خوب برس گیا، اس کو امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن المبارک سے باب ادب الدعائیں نقل کیا ہے اور ایسے زمانے میں جب ایسے شخص کو لوگ دیکھتے ہیں تو اس کی بد صورتی کے سبب اس کو دیوانہ سمجھتے ہیں اس سے بھاگتے ہیں کبھی اس کو ذلیل کرتے ہیں کبھی اس سے استہزاء کرتے ہیں اور نہیں سمجھتے کہ شاید یہی شخص کامیاب میں سے ہو جیسا کہ ابھی ذکر آیا۔

ارشاد: یرنس سے فقیہ ابو الیث نے باب العنک میں نقل کیا ہے کہ میں نے حسن بصری کو بیشہ ٹنگین دیکھا کبھی میں نے ان کو نہ ہستا نہ دیکھا اور کبھی ان کو خوش نہ دیکھا۔ فقط اس زمانے والے اگر کسی شخص کو ایسا دیکھتے ہیں کہ وہ لوگوں سے باتیں نہیں کرتا ہے تو اس کو دیوانہ سمجھتے ہیں اور متکبر جانتے ہیں، انھوذا باللہ منہ

حکایت: اوّلین قرنیٰؓ جب غلط سنتے تھے تو جنت کا ذکر آتا تو بہت خوش ہوتے اور اگر جہنم کا ذکر آتا تو بہت خوف کرتے اور چیخ چلا کر بھاگتے سننے کی تاب نہ لاتے، اس فعل پر لوگ ان کو

مجنون بتاتے (اس کو احیاء العلوم کے باب احوال النفلین میں نقل کیا ہے)۔
الحاصل مدار حسن انجام اور خیر مرام کا ظاہری حرکات و سکنات پر نہیں ہے بلکہ اس کا مدار نیت اور اعمال پر ہے لہذا کسی کی غیبت کرنا حرکات و سکنات میں یا اعمال میں مناسب نہیں ہے، واللہ اعلم

تیسرا سبب

کثرت عبادت پر تکبر اور اس کا علاج یعنی اپنی نیکیوں پر فخر کرنا اور سبب کثرت عبادت کے اپنے نفس کو برابر و متعین میں سے جانا اور جو لوگ عبادت نہیں کرتے ہیں یا کم عبادت کرتے ہیں ان کو اہل دوزخ سے سمجھنا اور ان کی اس باب میں غیبت کرنا کہ فلاں شخص عبادت نہیں کرتا ہے بہت برا کرتا ہے فلاں شخص بہت برا ہے اس لئے کہ اس میں اندھ حسد ہے..... فلاں شخص بڑا فاجر ہے کیونکہ نہایت متکبر ہے فلاں شخص دوزخ کا سزاوار ہے کیونکہ وہ بڑا گنہگار ہے فلاں شخص اگرچہ حاکم ہے لیکن بڑا ظالم ہے اور سبب ان سب غیبتوں کا یہی ہوتا ہے کہ آدمی اپنی ذات کو عیبوں سے مبرا سمجھتا ہے، دوسروں کے عیبوں کی طرف دیکھتا ہے اپنی کثرت عبادت کی وجہ سے اپنے آپ کو اہل جنت میں شمار کرتا ہے دوسروں کو ان کی عبادت کی کمی کی وجہ سے ذیل سمجھتا ہے۔

یہاں علاج: عبادت کی زیادتی سے نفس کی پاکی اچھی طرح نہیں ہوتی اگرچہ ظاہر میں انسان کے اندر اچھائی آجاتی ہے لیکن باطن کی بہتری نمایاں نہیں ہوتی ہے شاید مقلد القلوب ول کو پھیر دے آخر میں عبادت سے مرے موڑ دے اور عبادت کی کمی سے اس شخص کی برائی یقینی نہیں ہے کیونکہ شاید وہی شخص بجا پائے مید حاجت میں جائے اس واسطے کہ بہت سے لوگ تمام عافیت و فحش و فجور میں مبتلا رہتے ہیں اور وقت انتقال ہدایت اذلی جوڑش کرتی ہے تو وہ لوگ توبہ کر کے خدا کے سامنے پاک جاتے ہیں۔

حکایت: ایک مفسد شخص مر گیا کوئی شخص اس کی ایذا رسانی کی وجہ سے اس کے جنازہ کے واسطے نہیں آیا اس کی بیوی دو آدمیوں کو کرایہ دے کر اس کا جنازہ عید گاہ میں لے گئی، کئی شخص نے اس پر نماز نہ پڑھی تو وہ عورت تدفین کے واسطے جنگل میں لے گئی۔ اس مقام کے قریب ایک پہاڑ تھا جس پر ایک زاہد رہتا تھا وہ زاہد اس پہاڑ سے اترا اور مفسد کے جنازے پر نماز پڑھنے کا ارادہ کیا، یہ خیر شہر میں شہر

ہوئی ساری خلقت نماز کے واسطے جمع ہوئی جب نماز ہو چکی تو لوگوں نے زاہد کی اس حرکت پر تعجب کا اظہار کیا کہ باوجودیکہ یہ شخص ایسا مفسد تھا مگر زاہد نے اس کے جنازے کی نماز ادا کی پس زاہد نے کہا کہ مجھ کو الہام ہوا کہ یہ جو جنازہ ادا ہے اس کو ہم نے مغفور کیا ہے اس واسطے میں نے نماز ادا کی، یہ سن کر لوگوں کو مزید تعجب ہوا کہ یہ مفسد شخص کیوں کر بخشا گیا پس زاہد نے اس مفسد کی بیوی سے پوچھا کہ اس شخص کا کیا حال تھا، اس نے کہا یہ شخص ہمیشہ شراب پیتا تھا، ہر طرح کا گناہ کرتا تھا، لیکن تین باتیں اس میں خیر کی تھیں ایک یہ کہ صبح کو جب بے ہوشی ختم ہو جاتی غسل کرتا، وضو کر کے صبح کی نماز باجماعت پڑھتا، دوسرے یہ کہ ہمیشہ دو ایک یتیم کو اپنے گھر میں رکھتا اور ہمیشہ احسان کرتا تیسرے یہ کہ جب شراب کے نشے سے اس کو افاقہ ہو جاتا خدا نے تعالیٰ سے ڈرتا اور کہتا یا باری تعالیٰ معلوم نہیں تو مجھ کو جہنم کے کونوں میں سے کس کو نے میں ڈالے گا، جب عاید نے یہ سنا کہا کہ بخشش کی وجہ ہی تین چیزیں ہوئیں (اس کو الہام غالی نے باب کلام المختصرین میں نقل کیا ہے)۔

حکایت: ایک صالح جوان مرد نے خواب میں ایک عابد کو دیکھا کہ وہ جہنم میں داخل ہوا اور ایک بادشاہ کو دیکھا کہ وہ جنت میں داخل ہوا، اس جوان نے خواب میں لوگوں سے اس کا سبب پوچھا لوگوں نے کہا اگرچہ عابد نہایت عبادت کرتا تھا لیکن ایک عیب لکھا تھا اور وہ یہ کہ بادشاہوں سے بہت ملاقات کرتا تھا کچھ دنیا کی طرف بھی مائل تھا اس واسطے وہ جہنم میں گیا اور بادشاہ اگرچہ ظالم تھا لیکن اس کا عقیدہ بہت اچھا تھا، درویشوں سے نہایت خلوص رکھتا تھا، یہ امر اس کا اللہ تعالیٰ کو پسند آیا ہے اسی سبب اللہ تعالیٰ نے اس کو مغفور کیا اس کو سجدی نے گلستان میں نقل کیا ہے)۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ماریجات کا عبادات ظاہریہ پر نہیں ہے کیونکہ کبھی حال برعکس ہو جاتا ہے معاملہ بدل جاتا ہے اگر کوئی شخص ہمیشہ ہاتھ میں تسبیح رکھتا ہے کپڑا بیوند لگا ہوا پہنتا ہے تو اس کا حقیقی ہونا معلوم نہیں ہاں اگر تمام اعمال بد سے بچتا ہے ہر صغیرہ سے حتیٰ الوسع پرہیز کرتا ہے تو اس کو اللہ جنت کا استحقاق ہوتا ہے

ولفت بچہ کار آید و تسبیح مرتع خود را ز مہلہائے مکریدہ بری دار

حیرت انگیزی اور قبیح و بد مذکس کام کے ہیں تو برے کاموں سے اپنے آپ کو الگ رکھو؟
 اسی طرح جو شخص ہمیشہ گناہ کیا کرتا ہے اس کا یہ ہونا یقینی نہیں کیونکہ شاید خدا نے تعالیٰ
 اس کی کسی ادنیٰ عبادت کو پسند کر لے اور اس کے گناہوں سے درگزر کرے پس اپنی عبادت
 کے سبب اپنی ذات کو بہتر سمجھنا اور دوسروں کو بد سمجھ کر ان کی غیبت کرنا از حد بُرا ہے۔

دوسرا علاج : اگر کوئی شخص عبادت کرتا ہے تو اس کو لازم ہے کہ اپنی عبادت پر فخر
 نہ کرے اور خوش نہ ہوئے اور دوسروں کو جتنی سمجھ کر غیبت نہ کرے ان کو سواذ کرے اور سمجھے کہ
 ہر شخص گناہ سے خالی نہیں کیونکہ کوئی معصوم نہیں لہذا جب وہ خود بھی کبھی کبھی گناہ کرتا ہے تو دوسروں
 کو کیوں ملامت کرتا ہے اور دوسروں کو کیوں بد سمجھتا ہے۔

حکایت : عمر بن ذر کا ایک ہمسایہ جو کہ فاسق تھا مر گیا، اکثر لوگوں نے اس کو ذلیل سمجھا
 اور اس کے گناہوں کی کثرت کے سبب اس کی نمازِ حجازہ سے کناہ کیا لیکن ابن ذر نے نمازِ ادا
 کی اور تحمیر و تکفین بھی کی، جب تدفین سے فارغ ہوئے تو اس کی قبر پر پھڑپھڑے ہو کر کہنے لگے
 اے شخص! میں جانتا ہوں کہ تو نے تمام عمر اسلام میں گزاری اور تو نے نماز بھی ادا کی پس یہی
 کافی ہے اگرچہ لوگ تجھ کو کہتے ہیں کہ فلاں شخص بڑا گناہگار تھا لیکن میں کہتا ہوں کہ کون شخص
 گناہگار نہیں ہے (اس کو احیاء العلوم کے باب کلام المتحرفین میں نقل کیا ہے)۔

۴۔ ہم نشینوں کی موافقت کرنا | جب آدمی دیکھتا ہے کہ دو چار دوست ہم عمر، ہم مجلس

کر کر کے طبیعت کو خوش کر رہے ہیں تو اس کی بھی طبیعت چاہتی ہے کہ ہم بھی اس مجلس میں جا دیں
 اور دو چار قصبے کہہ سنا دیں، جو آدمی محض تابع شیطان ہوتا ہے، محض اس کے خیال کرتے
 سے شیطان اس کو مجلس میں لے جاتا ہے اس سے غیبتیں کرتا ہے اور جو آدمی قرآن مذہبی اعتبار
 سے ناقص ہوتا ہے شیطان اس کے نفس سے لڑائی کرتا ہے اس طرح کہ جب شیطان اس کو
 دوسرا دلاتا ہے تو فرشتہ کہہ سنا تا ہے کہ لوگوں سے کناہ رہی کر کے گوشہ میں رہنا بہتر ہے شیطان اس
 کے کان میں پھونکتا ہے کہ اپنی جان پر کیوں اس طرح کی تکلیف لیتا ہے، تیرے ہم نشینوں میں کوئی
 ایسا نہیں کرتا ہے، فرشتہ اس کا جواب سکھاتا ہے کہ لوگوں کی صحبت اور ہم نشینوں کی مجال میں

جانے سے سراسر ضرر ہے ہر طرح سے آخرت میں شر ہے اگر تو ایک ساعت اپنے نفس کو روکے گا تو اپنی ذات کو جہنم میں نہ بھرنے کا، غیبت کی عیس میں نہ جانے کا تو البتہ آخرت میں نہایت مزہ ہوگا اور اگر تو اس گھردی نفس کی متابعت کرے گا، دوستوں کی موافقت کرے گا تو قیامت میں نہایت سزا پائے گا عیس اگر وہ مرد ہوشیار ہے، عاید کر دگا رہے، فرشتے کے قول کو شیطان کے قول پر ترجیح دیتا ہے، مجلس غیبت میں نہیں جاتا ہے اور اگر وہ شخص گناہوں میں مبتلا رہتا ہے شیطان کی اطاعت کرتا ہے، اس کا نفس شیطان کی بات کو مانتا ہے اچھی بات کو برا جانتا ہے کیونکہ شیطان مثل کہتے کے ہے، اگر کسی مقام پر کھانا وغیرہ ہو اور کتا آوے تو ایک مرتبہ بھگانے سے بھاگ جاتا ہے اور اگر کہیں کہتے کے سامنے روٹی رکھی ہو تو وہاں سے کتا ایک مرتبہ بھگانے سے دفع نہیں ہوتا ہے بلکہ روٹی کی طرف دیکھتا ہے البتہ جب چند مرتبہ بھگایا جائے تب جاتا ہے اسی طرح جو نفس گناہوں سے پاک ہوتا ہے فرشتے کے ایک دو جواب سے شیطان اس سے بھاگ جاتا ہے اور اگر نفس گناہ گار ہے تو شیطان غالب آجاتا ہے، انسان کو نہایت ستاتا ہے اور اگر بھاگتا ہے تو نہایت کوشش کی حاجت ہوتی ہے اور سخت محنت ہوتی ہے۔

علاج : جب آدمی دیکھے کہ ہم نشین مجلس گرم کر رہے ہیں لوگوں کی غیبتیں کر رہے ہیں اور دل میں آوے کہ ہم بھی اس مجلس میں چلیں اور اپنا دل بہلا دیں تو اس وقت آدمی کو یہ سمجھنا لازم ہے کہ دوستوں کی موافقت سے کچھ فائدہ نہیں بلکہ آخرت میں ضرر ہے، نظامی ۷

زن و فرزند و مال و دولت و زور بہم ہستند با تو طالب گور !

و دند این ہم رہاں غم ناک با تو نیاید پیچ کس در خاک با تو !

”بیوی اور بیٹا اور مال و دولت سب تم سے قبر کے طالب ہیں تیرے ساتھ ساتھ غمگین ہو کر تو جائیں گے مگر کوئی قبر کے اندر ہمراہ نہ جائے گا۔“

اگر دل میں یہ خیال آئے کہ علیحدہ رہنے کی صورت میں ہم عبادت میں مشغول رہیں گے تو کوئی دوست ہم کو حسیہ کرے گا، کوئی ہم کو دیوانہ سمجھے گا، کوئی شخص ہم کو احمق نہائے گا کوئی ہم کو بے عقل کہہ ستائے گا لہذا بہتر ہے کہ ہم بھی شریک محفل ہوں تاکہ ان باتوں سے بچیں، اس کو یوں دفع کرے کہ یہ لڑا ایک ساعت کی ہے ۷

تفریح کنان در ہواؤ ہوس نہ گذشتند بر خاک بیا ر کس !

”بہت سے لوگ ہواؤ ہوس میں بسر کرنے والے قبر کی راہ سے گزر رہے ہیں۔“
اس کے بدلے قیامت میں مدت دراز کی تکلیف ہے ہمیں چاہیے کہ ہم ایک ساعت اپنے نفس کو روکیں تاکہ محشر میں ثواب پاویں کیونکہ ایک گھڑی کی لذت کے لئے مدت دراز کی محنت اٹھانا سخت بیوقوفی ہے۔
سعدی رحم فرماتے ہیں ۵

بنا ز و طرب نفس پروردہ گیر بایام دشمن قوی کردہ گیر !

کیے بچہ مرگ گئی پروردہ چہ پروردہ شد خواجہ برہم درید

”نفس کی پرورش ناز و طرب میں کرنے والے بدن اپنے دشمن کو قوی بناتے ہیں کسی نے ایک

بھیر دیکھے کے بچے کی پرورش کی، جب وہ بڑا ہوا تو اس نے اپنے مالک ہی کو چھاڑ ڈالا۔“

دیکھو اگر طبیب بیمار سے کہتا ہے کہ اگر تم تین روز تک کھانا نہ کھاؤ گے تو اس بیماری سے صحت پاؤ گے، ورنہ محنت یا مار ہو گے پھر پوچھنا تو گئے تو محض اس قول کی بنا پر وہ مریض تین دن کی تکلیف پسند کرتا ہے تاکہ اس بیماری سے جلد صحت ہو جائے اور بیماری زیادہ نہ ہو جائے باوجودیکہ اس طبیب کے قول کا سچ ہوتا اور اس کے کہنے کے موافق واقع ہو جانا یقینی نہیں ہے شاید ایسا ہو کہ باوجود کھانا چھوڑنے کے وہ مریض صحت نہ پائے تو جب دنیاوی طبیب کا یہ حال ہے تو ہم گناہگاروں کو

طیب صادق و کرم فرمائے بیکساں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کا

کیونکہ خدا تعالیٰ عباد کو جو عبادت فرماتا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ خود فرما گئے ہیں کہ جو شخص لوگوں کے میوے سے زبان کو روکے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کے میوے کو بھی پوشیدہ کر دے گا، مجمع عام میں اس کو ذلیل نہ کریگا لہذا ایک گھڑی دوستوں کی موافقت کرنا اور اس کے معاوضہ میں تکلیف آخرت مول لینا عقل مندوں کی شان نہیں ہے اسی واسطے انبیاء اور صلحاء ہم نشینوں کی بات نہیں مانتے تھے۔

حکایت: حضرت سید علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام جب آٹھ برس کے ہوئے تربیت المقدس

میں تشریف لائے، وہاں کے عابدوں کو دیکھا کہ نہایت عبادت کرتے ہیں یہاں تک کہ بعض لوگ نفس کشی کے واسطے اپنے آپ کو رسیوں سے باندھتے ہیں یہ حال دیکھ کر ان کو بھی جوش ہوا اور اپنے وطن کو روانہ ہوئے راہ میں ان کے ہم نشین چند رط کے لہو لعب میں مشغول تھے ان کو بھی انھوں نے بلایا سبھی نے کمال فطانت سے کنارہ کر کے کہا کہ اے رط کو! مجھ کو خدا تعالیٰ نے عبادت کے واسطے

پیدا کیا نہ کہ لہو و لعب کے واسطے بعدہ حضرت سیمی اپنے والدین سے اجازت طلب کر کے بیت المقدس میں مقیم ہوئے (اس کو امام غزالی رح نے باب احوال الانبیاء الیٰ لفین میں نقل کیا ہے)۔

نَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَظِیْمَ اَنْ یَّجْعَلَ قُلُوْبَنَا مُشْتَغِلِیْنَ بِہٖ لَا یُخِیْرَہٗ ۔ آمین

۵۔ موافقت علماء سوء اور اس کا علاج | جو علماء غیبت میں مصروف رہتے ہیں ان کی موافقت کرنا کیونکہ جب لوگ دیکھتے ہیں کہ علماء لوگوں

کی غیبتیں کرنے میں باک نہیں کرتے ہیں، بے خوف ہو کر شکایتیں کرتے ہیں تو خود بھی محفل غیبت میں شریک ہوتے ہیں، اگر ان سے کوئی کہتا ہے کہ غیبت نہ کرو تو جواب دیتے ہیں کہ فلاں عالم فلاں بزرگ ایسے لوگوں کے ذکر سے خوف نہیں کرتے ہیں تو ہم کیوں خوف کریں کیونکہ اگر یہ امر منع ہوتا تو علماء اس کو کیوں کرتے۔

پہلا علاج: جو لوگ غیبت کرتے ہیں شکایت سے تو بہ نہیں کرتے ہیں سمجھنا چاہیے کہ فی الواقع وہ عالم نہیں ہیں، کتابوں کے پڑھنے سے علم نہیں آتا ہے ہاں جب علم کے موافق عمل ہو تو البتہ آدمی بزرگ ہو تا ہے، چنانچہ سعدی فرماتے ہیں ۷

علم چن داں کہ بیشتر خوانی چوں عمل در تو نیست نادانی

نہ محقق بود نہ دانش مند چار پائے بروکتا بے چند

”علم چاہے تین بھی حاصل کر لو اگر تھا دے اندر عمل نہیں ہے تو تم بے وقوف ہو اگر کمی چوپائے پر چنڈ کتابیں لاد دی جائیں تو وہ محقق یا دانش مند نہیں ہو جائے گا“

علم کے موافق عمل نہ کرنے کی بُرائی | سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں: من عمل بما یعلم فهو من اعلم الناس ومن ترك العمل بما یعلم

فہو الجاہل — ”جو شخص علم کے موافق عمل کرے سمجھو کہ بڑا عالم ہے اور جو علم کے موافق عمل نہ کرے سمجھو کہ وہ جاہل ہے“ (اس کو فقیر ابو اللیث نے باب العمل بالعلم میں نقل کیا ہے)۔

انسان کو لازم ہے کہ جب کسی عالم کو غیبت کرتے ہوئے دیکھے تو خود اس کو جاہل سمجھے اور اس کی تابعداری نہ کرے کیونکہ ایسا عالم مومنین کو تکلیف دینے والا مثل بے شہد کی گھٹی کے ہے بلکہ اس کو سعدی کا یہ شعر سنا دے اور اس قول کے ساتھ اس کو نصیحت کر دے۔ ع

بارے چوہل نئی دہی نیش مزن ” اگر تو شہد نہیں دیتا تو ڈنک بھی مت مار “
 دوسرا علاج : جو عالم علم کے موافق عمل نہ کرتا ہو مثلاً ہمیشہ لوگوں کی غیبتیں کیا کرتا
 ہو وہ معصوب الہی ہے، قیامت کے روز وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک معصوب ہوگا اور اس پر نشت
 زجر ہوگا، چنانچہ احادیث اور آیات میں اقوال اور آثار میں عالم بے عمل کی کیسی مذمتیں وارد
 ہوئی ہیں۔

اثر : حضرت ابو الدرداءؓ فرماتے ہیں : ویل لمن لا یعلم ما یدل لمن یعلم و
 لا یصل سبع مہات — ” اس شخص پر ایک مرتبہ لعنت ہے جس کے پاس علم نہیں اور جو
 شخص عالم ہوتے ہوئے عمل نہیں کرتا اس پر سات مرتبہ لعنت ہے (اس کو امام غزالیؒ نے باب
 اوقات العلم میں نقل کیا ہے)۔

حکایت : کسی شخص نے حسن بھریؒ سے ایک مسئلہ کے بارے میں کہا کہ اس زمانے کے
 فقہاء ایسا فتوے دیتے ہیں حسن بھریؒ گھٹا ہوئے اور کہنے لگے کہ اس زمانے میں کوئی فقیہ
 نہیں کہہ نہ کہ اہل فقیہ وہ شخص ہے جو دنیا سے کنارہ کشی کر لے، آخرت کی خواہش کرے ہمیشہ
 رب کی عبادت کرے اور اس زمانے میں کوئی شخص ایسا نہیں ہے (اس کو ابوالہیث نے باب العلم
 میں نقل کیا ہے)

حدیث : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں : اشد الناس عذاباً یوم القیامت
 عالم ینفخہ علمہ — ” قیامت کے روز اس شخص کو سخت عذاب ہوگا جس کو علم سے فائدہ نہیں
 ہوا اور اس نے اپنے علم کے موافق عمل نہیں کیا “ (اس کو ہبیریؒ وغیرہ نے نقل کیا ہے اور عبد الوہاب
 شرانیؒ نے کشف الغمضین احوال الامۃ میں روایت کیا ہے)۔

اصلاح : حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں مثل الذی یتعلم
 العلم ولا یصل بہ کمثل امرأۃ ذنت فی السر فحلت فظہر حملہا فافقنت
 — ” اس عالم کی مثال جو اپنے علم کے موافق عمل نہ کرتا ہو اس عورت کی سی ہے جو پوشیدہ زنا
 کرے اور جب حائل ہو جائے تو لوگوں پر اس کا عیب آشکارا ہو جائے تو اس عورت کو کس طرح کی
 ندامت ہوتی ہے جب کہ لوگوں کے سامنے اس کی فضیلت ہوتی ہے “ اسی طرح وہ عالم بے عمل ہے

”نام اس کا ولی ہے اور کام شیطان کا ہے، اگر ولی اس کو کہتے ہیں تو ایسے ولی پر لعنت ہے۔“

اپنے اوقات کو عیبت و شکایت میں صرف کرتے ہیں، لوگوں سے حسد رکھتے ہیں ظاہر میں لوگوں کو پسند و نصیحت کرتے ہیں باطن میں صفائی کے واسطے مشقت نہیں کرتے ہیں بلکہ بعض لوگ ایسے ہیں کہ علماء میں ان کا شمار ہے اور عبادت سے کسل کرتے ہیں جموع کا خطبہ پڑھنے کو شاق جانتے ہیں، نماز میں دنیا کی طرف التفات کرتے ہیں انبیاء اور صالحہ راج علماء و سود سے ڈراتے ہیں وہ یہی ہیں کہ خدا سے خوف نہیں کھاتے ہیں، بیباک ہو کر کبائر کرتے ہیں اور سلاطین و نبیائے اس قدر ڈرتے ہیں کہ ان کے سامنے خوف سے پیشاب کرتے ہیں اگر کسی سلطان کا فرمان آئے تو اس کو نہایت ادب سے پڑھتے ہیں، اس میں اپنی عزت سمجھتے ہیں اور خدا کے کلام کو بے حقیقت سمجھتے ہیں تلاوت قرآن کے وقت کچھ ادب نہیں کرتے ہیں، گویا یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے کلام کا مرتبہ سلطان کے رتبے سے کم سمجھتے ہیں، اللہ تعالیٰ تو ریت میں فرماتے ہیں: یا عبدی اما تستحی منی یا تیک کتاب من بعض اخوانک وانت فی الطریق تمشی فتقل عن الطریق وتقع لاجلہ وتقرأ وتستدبرہ حرفاً حرفاً حتی لا یفوتک شیئ منہ وھذا الکتابی انظر کم فصلت لك من القول وکم کورت علیک لتتامل طولہ وعرضہ، ثم انت متعرض عنہ افكنت اھون علیک من بعض اخوانک یا عبدی یقعہ الیک بعض اخوانک فتقبل علیہ بکل ھیک وتصلی الیہ بکل قبلک فان تکلم متکلم او شغلتک شاعل عن حدیثہ اومات الیہ ان کف وھا انا مقبل علیک ومحدث لك وانت معرض بقبلک عنی ان جعلتتی اھون من بعض اخوانک — ”اے میرے بڑے کیا تجھ کو مجھ سے حیا نہیں آتی ہے کہ جب تیرے دوست کے یہاں سے خط آوے اور تو راہ میں چلتا ہو تو راہ سے الگ ہو کر بیٹھتا ہے اور خود اس خط کو پڑھتا ہے تاکہ کوئی معذور فوت نہ ہو جائے اور کوئی مطلب رہ نہ جائے اور یہ تو ریت میری کتاب ہے، دیکھ میں نے اس میں کیا لطف کیا ہے اور تو اس کو زبان سے پڑھتا ہے اور دل میں خیال نہیں کرتا ہے کیا میں تیرے دوست سے ذلیل ہو گیا، اے میرے بڑے اگر کوئی دوست تجھ سے کلام کرے تو کس طرح تو اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے یہاں تک کہ اگر کوئی آٹھائے کلام میں بولے تو اس کو چپ کراتا ہے اور میں تجھ سے اس کتاب میں خطاب کرتا ہوں لیکن تو التفات نہیں کرتا کیا میں تیرے دوست

اوقات کو برباد نہ کرے اور سمجھے کہ حسد ایک گناہ کبیرہ ہے اس سے دل کو پاک رکھنا چاہیے۔

گوشِ دل سے سن کلامِ اولیا کہ گئے عطار ۶۷ مردِ خدا

از حسدِ اولی تو دلِ راپاکِ دار خوشنق را بعد از ان ہون شہار

اگر دل صاف نہ ہو سکے تو حتی الوسع زبان کو روکے تاکہ زبان کے گناہ سے بچے کیونکہ اگر ایک گناہ کسی شخص سے ہو تو اس سے بہتر ہے کہ دو گناہ کرے۔

۷۔ خدا کے فضل و کرم پر اعتماد کرنا | کیونکہ اگر کوئی منع کرتا ہے تو یہ غیبت کرنے والے کہتے ہیں کہ خدا غفور و رحیم ہے ہمارے

گناہوں سے درگزر کرے گا، ہم پر احسان کرے گا۔

پہلا علاج: سمجھنا چاہیے کہ اگرچہ خدا غفور و رحیم ہے لیکن اس کی صفتِ قہاریت بھی ہے کیا معلوم کہ اللہ تعالیٰ ہم پر احسان ہی کرے گا، اگر ہم کو ادنیٰ گناہ کی وجہ سے پکڑے تو شاید ہمارا کوئی حامی نہ ہو اور پھر غیبت تو گناہ کبیرہ ہے، کیا ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ کسی طرح کا عذاب نہ کرے اس وقت اپنا کیا حال ہوگا اسی واسطے انبیاء کس قدر خوف کھاتے تھے، لغزشوں پر کس قدر روتے تھے، جب انبیاء کا یہ حال تھا باوجودیکہ جہنم سے ان کو اطمینان تھا تو ہم لوگوں کا کیا حال ہو جبکہ از سر تا پا گناہوں سے پُر ہیں، ایک دن حضرت داؤد علی نبیہ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی لغزش کو یاد کیا اور ان پر ہمت غالب ہوئی، اہ و زاری کرتے ہوئے جنگلوں اور پہاڑوں میں چلے گئے۔ اس کو امام غزالیؒ نے باب الانبیاء الخائفین میں نقل کیا ہے۔

دوسرا علاج: یہ سمجھے کہ خدائے تعالیٰ اپنی ذات میں غفار ہے لیکن غیبت جو کہ حقِ عہد ہے بندہ اس میں مختار ہے، بندہ قیامت میں استغاثہ کرے گا تو یقیناً اس کو باری تعالیٰ اپنے انصاف سے عرض کر دے گا۔

۸۔ سببِ بغض اور اس کا علاج | اس لئے کہ جب آدمی کو کسی سے بغض ہوتا ہے تو ہر طرح اس کی شکایتیں کرتا ہے ہر وقت اس کی غیبت کرتا ہے۔

علاج: انسان کو لازم ہے کہ جب کسی سے کوئی تکلیف پائے تو اس کے ساتھ بغض نہ رکھے اور اس کی شکایت نہ کرے اگرچہ شیطان ایسے مقامات میں نہایت دوسرہ دلاتا ہے ہر طرح کی خرابیاں پیدا

کرتا ہے۔

ہدایت: اس زمانے والے لوگوں سے بلا فائدہ بغض رکھتے ہیں اور ان کی شکایتیں کرتے ہیں اگرچہ ملاقات کے وقت نہایت نرمی سے پیش آتے ہیں ظاہر میں لوگوں کو محبت کرتے ہیں باطن میں دشمنی کرتے ہیں، لوگوں کے سامنے قسم کھاتے ہیں کہ ہم تمہارے دوست ہیں اور باطن میں مانند بچہ کے ڈنگ مارتے ہیں ایسے لوگ دوستی کے قابل نہیں بلکہ خدا کے ملعون ہیں۔

لاخیر فی دد امرأ مملوئ حلو اللسان وقلبه یلہب !

ملقاۃ یلوت انما یلک واثق واذا اتوا ری عنک فہو العقب

”چاپوس آدمی کی دوستی میں کوئی خیر نہیں اس کی زبان تو میٹھی ہے مگر قلب میں آگ جھوک رہی ہے جب تم سے ملے گا تو کہے گا کہ میں تمہارا مستند ہوں اور میٹھے چہچہے بچہ ثابت ہو گا“
حکایت: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا تعلم الناس العلم وترکوا العمل تقابوا بالاسن و تباعضوا بالقلوب و تقاطعوا فی الارحام لعنہم اللہ تعالیٰ فاصمہم و اعصی اوصارہم ————— ”جب لوگ علم سیکھیں اور عمل نہ کریں تو ان اعمال کے سبب اللہ تعالیٰ ان پر لعنت کرتا ہے اور ان کو اپنی رحمت سے دور کرتا ہے پھر ان کو اندھا اور بہرا کر دیتا ہے اسی سبب سے ان کے دل نصیحت کو قبول نہیں کرتے ہیں (اس کو امام غزالیؒ نے باب آفات المناظرہ میں ابواب العلم سے نقل کیا ہے)۔

نجاتِ بغض | **ہدایت:** اس زمانے میں جو لوگ بغض رکھتے والے ہیں ان کے سامنے راقم الحروف کی چند تقریریں ہوئی ہیں اور وہ لوگ مسلمانوں سے خصوصاً اپنے اہلِ قرابت سے نہایت بغض رکھتے تھے یہاں تک کہ اگر وہ شخص بیمار ہو تو اس کی عیادت کے واسطے نہیں جاتے تھے، لہذا راقم الحروف ان تقریروں کو درجِ کتاب کرتا ہے اگرچہ یہ مقام بغض کے بیان کا نہیں ہے لیکن چونکہ بغضِ غیبت کا سبب اس سبب سے بغض کے ذکر کرنے اور تقریروں کے لکھنے میں فائدہ ہو گا۔

بعض بغض رکھنے والوں سے میں نے کہا حضرت آپ فلاں سے بغض کیوں رکھتے ہیں اور ان سے کیوں کام چھڑاتے ہیں اور اگر وہ بیمار ہوں تو ان کی عیادت کے واسطے نہیں جاتے ہیں انھوں نے

جواب دیا کہ اس شخص نے ہم کو از حد تکلیف دی ہے، ہماری طبیعت اس سے نہایت ناراض ہے
ہمارا دل اس سے خوش نہیں ہے، میں نے کہا کہ آپ نفس کے تابع ہیں یا نفس کے مقبوع، آپ
پر لازم ہے کہ لوگوں کی تکلیف میں ان کا خیال کریں اور ان سے بغض نہ رکھیں۔

حکایت: ایک زاہد نے آنحضرتؐ کو خواب میں دیکھا تو عرض کیا حضورؐ میں لوگوں سے کٹاؤ رکھتی اختیار
کروں یا کیا کروں، خواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہتر یہ ہے کہ تم لوگوں کے ساتھ
معاشرت رکھو اور ان کی تکالیف برداشت کرو اور اسی کو صفوریٰ نے نزد ہر الجاس و غصب النفس
کے باب العلم میں نقل کیا ہے۔

جب وہ تقریر سے ساکت ہوئے کہنے لگے کہ تم ہمارے دشمن کی طرف وادی کرتے ہو اور بعض کینز
پروردوں سے جب میں نے یہی بات کہی تو کہنے لگے کہ ہم کو مطلقاً بغض نہیں ہے، میں نے کہا پھر کیوں
ترک ملاقات کرتے ہو، کہنے لگے تاکہ پھر فساد نہ ہو میں نے کہا کہ عیادت سنت ہے اس کو چھوڑنا
کی درست ہے تو ساکت ہوئے۔

نواں سبب

لوگوں کے ساتھ استہزاء کرنا اور ان کی غیبت غیبت استہزاء کرنا۔
علاج: اس امر کو کھنا لازم ہے کہ دنیا میں جو شخص استہزاء کرتا ہے آخرت
میں وہ ہنساجاتا ہے، اگر لوگوں کو ہنسانے کے واسطے کسی شخص کے ساتھ استہزاء کیا تو روزِ عشر
میں مجمعِ عام کے سامنے وہ شخص اس پر استہزاء کرے گا۔

دسواں سبب

بہ گمانی رکھنا | کیونکہ جب کسی سے بدگمانی رکھتا ہے تو اس کے عیوب بیان کرتا ہے اور ہر طرح کی
شکایت کرتا ہے۔

علاج: سمجھنا چاہیے کہ مسلمان سے بدگمانی رکھنا اور اس کی غیبت کرنا منع ہے کیونکہ بدگمانی
اگر بغیر کسی کے کہنے کے ہے تو ایسی بدگمانی لائقِ حماقت ہے کیونکہ واقعہ کا حال معلوم نہیں، شاید جس بات
کا ہم گمان کرتے ہیں اس مسلمان میں نہ ہو۔

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: الظن یخطی ویصیب —

”گمان کبھی سچا ہوتا ہے اور کبھی غلط ہوتا ہے“۔ لہذا غلط گمان پر اعتماد نہ کرنا چاہیے اس کو ابن مودت نے روایت کیا ہے اور سیوطی ۲ نے تفسیر درغور میں نقل کیا ہے اور اگر کسی شخص نے اس مسلمان کا کچھ عجیب بیان کیا جس کی وجہ سے بدگمانی ہوئی تو سمجھنا چاہیے کہ بیان کرنے والے کی سچائی گمان سے معلوم ہوئی کیونکہ اس پر وحی نہیں آئی، شاید وہ بھی جھوٹ کہتا ہو اس کے علاوہ یہ بھی ہے کہ جس نے اس مسلمان کی صفت کو نقل کیا اس نے غیبت کی اور غیبت کرنے والا فاسق ہوتا ہے اور فاسق کے قول کا اعتبار نہیں ہے اور اگر خود کسی کو کسی کام میں مبتلا دیکھا مثلاً کسی کو دیکھا کہ وہ زنا کرتا ہے تو اس سبب بدگمانی ہوئی کہ وہ شخص زانی ہے تو اس کا دفع یوں کرنا چاہیے کہ شاید اس نے ایک مرتبہ توبہ کر لی ہو اور ایک مرتبہ اس پر شیطان غالب ہو گیا پھر وہ ابلیس پر قاب ہو گیا ہو اور اگر کسی مسلمان سے کوئی ایسا کلمہ صادر ہوا ہو کہ اس سبب سے بدگمانی ہوئی تو اس کا دفع یہ ہے کہ شاید اس مسلمان کے اس قول سے کوئی اور بات مراد ہو کیونکہ جب تک کلام کا ایک مطلب صحیح بھی نکلا ہو اس سے معنی غلط بات ہی نکالنا غلط ہے۔

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا تَقْنَنَ بِكَلِمَةٍ خَرَجْتَ مِنْ أَخِيكَ سِوَا دَانَتْ تَجِدَ لَهَا فِي الْخَيْدِ مَحْمَلًا۔ ”جرات تیرے بھائی کی زبانی سے نکلے جب تک اس کا مطلب غیر نقل سننا ہے مطلب باطل پر اس کو محمول نہ کرنا چاہیے۔ (اس کو درغور میں احمد بن حنبل کی روایت سے نقل کیا ہے)۔

گیارہواں مسبب

دوسروں کی غیبت کر کے شاہ کو اس سے سلاطین دنیا کے نزدیک اپنی عزت بڑھانا | ناراض کرنا تاکہ وہ باہر گم ہو اور دوسروں پر سلطان گرم ہو۔

علاج: اس بات کو سمجھنا چاہیے کہ اگر ایک مسلمان کی ذلت کسی امیر یا سلطان کے سامنے ہوئی اور اپنی عزت ہوئی تو کچھ فائدہ نہیں ہوا کیونکہ یہ عزت دنیا کی ہے اور دنیا ہر زائل ہے جو دنیا کا آرام ہے اگرچہ وہ بہت دن تک رہے مگر ایک روز فنا ہو جائے گا پھر جب جناب بادی کے یہاں حساب کی شدت ہوگی، چنانچہ اسی مضمون کی طرف ائمہ نے اشارہ کیا ہے ۵

کل عیش وان تطاول دھما صاثر امرہ الی ان یزولا
ان یوم الحساب یوم عظیم شاب فیہ الولید یوم ثقیلاً

اس کو علی بن احمد بن نور الدین محمد بن ابراہیمؒ العزیزی نے شرح کتاب سیوطی میں نقل کیا ہے
کہ جس کا نام جامع الصغیر فی حدیث البیشر افندیز ہے اور ان دونوں شعروں کا مطلب یہ ہے
فریدوں یا سکندر یا کہ دارا نہ تھا جز موت کے کچھ ان کو چارا
نہ ان کے ملک کام آیا نہ دولت رہی سب دل کی ان کے دل بی حشرت

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: من کان یؤمن باللہ والیوم
الآخر ویشهد انی رسول اللہ فلیس فیہ و لیسک علی خطیعتہ ومن کان یؤمن
باللہ والیوم الآخر فلیقتل خیراً لیغنم ادیکت عن شر فلیسلم ————— ”جو شخص ایمان
لایا ہے اللہ پر اور اس کے رسول پر اس کو چاہیے کہ لوگوں سے کٹ کر کشتی کر کے خلوت میں عبادت
کیا کرے اور اپنے گناہوں پر دیا کرے اور جو شخص مومن ہے اور یم قیامت کو حق سمجھتا ہے
اس کو چاہیئے کہ ہمیشہ نیک بات کما کرے تاکہ فائدہ مند ہو اور اپنی زبان کو بدی سے روکا کرے
تاکہ عذاب سے نجات پائے (اس کو طبرانی نے روایت کیا ہے اور منذری نے کتاب الترغیب و الترہیب میں نقل کیا)

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: من اکل برجل مسلم اکلہ فان اللہ
یطعمہ مثلہا من جہنم ومن کسی ثوب یا برجل مسلم فان اللہ یکسوہ مثلہ من جہنم —————
”جو شخص بیب غیب کسی مسلمان کا کوئی لقمہ کھا دے یا کوئی کپڑا اپنے اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ کا کھانا
کھلا دیں گے اور لباس آگ کا پہنا دیں گے“ (اس کو ابو داؤد نے روایت کیا ہے)۔

فصیحیت: اس زمانے کے لوگوں کا عجیب حال ہے کہ جو لوگ مغرب سلاطین ہوتے ہیں
دوسروں کو برا کہا کرتے ہیں اگر کبھی کوئی امیر کسی کی تعریف کرے یا اس کا حال پوچھے تو ایک عیب
اس کے بیان کر دیتے ہیں تاکہ امیر اس کی طرف التفات نہ کرے اور نہیں سمجھتے کہ یہ امیر خراب باری
کا غلام ہے لہذا ایسا کام کہ تاکہ اس سے غلام فرماں جو اور مولیٰ ناراض ہو بے عقلی ہے۔

لے ”ہر عیش اگر چہ طویل مدت تک رہے انجام کے اعتبار سے زوال پذیر ہے بیشک حساب کا دن بڑا عظیم دن ہے اور
اس بھاری دن میں پھر جو ان ہو جائے گا“

علاج: سمجھنا چاہیے کہ اگر ایک شخص نے ہماری طرف خلاف واقع عیب غسوب کیا ہے تو یہ بہتان ہوا، اللہ تعالیٰ اس کو سزا دے گا اور یوم قیامت میں اس کی جزا دے گا اور اگر اس نے سچ بچ نقل کیا ہے تو اس میں برا ماننے کی کیا بات ہے بلکہ چاہیے کہ اس عیب کو اپنی ذات سے نکال ڈالیں تاکہ لوگ معیوب نہ سمجھیں۔

چودھواں سبب

نفس کی خوشی اور لوگوں کو ہنسوانے کے واسطے اور عورتوں کی دل لگی کے واسطے غیبت کرنا

کیونکہ جب غیبتیں کی مجلس گرم ہوتی ہے تو طبیعت بننے کو چاہتی ہے دنیا کے تھتے نکلتے ہیں لوگوں کے عیوب بیان کر کے لوگ

ہنستے ہیں کہ دیکھ فلاں شخص عجب دیوانہ ہے، عجب مستانہ ہے، فلاں شخص واہی ہے، فلاں شخص پاچی ہے فلاں شخص بدستور ہے فلاں شخص خراب میرٹ ہے اسی طرح ہر شخص کے عیوب بیان کر کے لوگ ہنستے ہیں رحمت خدا کو مجلس بے معدوم کرتے ہیں اور ایسے میں طبیعت خواہ مخواہ چاہتی ہے عبادت سے گبراتی ہے اور اگر کسی طبیعت پر جبر کیا اور اس مجلس میں نہ گیا تو اہل مجلس اس پر طنز کرتے ہیں کہ فلاں شخص عبادت میں بہت مشغول ہے سیدھا جنت میں جائے گا، اسی طرح کے کلمات کہہ کہہ کر قہقہہ مارتے ہیں۔

سمجھنا چاہیے کہ لوگوں کی خوشی ان امور میں جن میں اپنا ضرر ہوتا ہو حماقت ہے مثلاً اگر لوگ کسی کے کنوئیں میں گرنے سے خوش ہوتے ہوں تو وہ شخص کبھی کنوئیں میں نہیں گرتا بے خوشی کے واسطے یہ حرکت نہیں کرتا ہے، اسی طرح اگر دھوپ سخت ہو، آفتاب تیز ہو اور لوگ اس گرمی میں کھڑے ہوں اور ایک شخص کے واسطے ایک سایہ دار مقام ملتا ہو تو وہ شخص اپنی راحت کو پسند کرتا ہے یا لوگوں کی موافقت کو تو یہ بات سمجھنی چاہیے کہ غیبت کرنے میں سراسر اپنا ضرر ہے اور لوگوں کی موافقت میں ہر طرح کا نقصان ہے لہذا ایسی متابعت اور ایسی خوشی اور منہی سے باز رہنا چاہیے۔

پندرہواں سبب

دوسروں کو معیوب کر کے اپنے نفس سے عیب کو دفع کرنا

اسی طرح کہ جب سمجھ کہ فلاں شخص ہماری غیبت کرے گا

سلطان کے سامنے باری شکایت کرنے کا تو پہلے اس شخص کا عیب بیان کر دے کہ وہ مجھ سے دشمنی بہت رکھتا ہے، بہت جھوٹ بولتا ہے تاکہ سلطان اس شخص کی غیبت نہ مانے اور اس شخص کو برا نہ جانے۔

علاج: اس امر کو سمجھنا لازم ہے کہ اس کے عیب بیان کرنے سے ہم کو کچھ ضرر نہیں پہنچتا، نہ دین میں نہ دنیا میں لہذا اس کی غیبت کی کیا ضرورت ہے کیونکہ جب وہ ہماری غیبت کرے گا تو اپنا ہی نامہ اعمال سیاہ کرے گا ہم کو اپنی نیکیاں غنایت کرے گا اور اگر دنیا میں خدا ہمارا ناصر و مددگار ہے تو بیڑا پار ہے جس طرح وہ ہمارے عیب کو کھولے گا اور باری غیبت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے عیب کو بھی آشکارا کر دے گا لوگوں کے سامنے اس کو ذلیل کر دے گا اس واسطے کہ جب آدمی کسی کے عیب کو ظاہر کرتا ہے خدا بھی اس کے عیب کو کھولتا ہے۔

تنبیہ: غیبت کے اسباب اگرچہ بہت ہیں لیکن اس زمانے میں جو اسباب پائے جاتے ہیں وہ اس مقام میں کھکھے گئے اور باقی چونکہ زیادہ مفید نہ تھے اس لئے چھوڑ دیئے گئے اور عین العلم اور احیاء العلوم وغیرہ میں تھوڑے اسباب بیان ہوئے ہیں۔ اس کتاب میں میں نے بہت اسباب جمع کئے۔ وما تو فیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔



غیبت کا کفارہ

انسان کو لازم ہے کہ زبان کو روکے اور حتی الوسع غیبت سے بچے تاکہ ایسا نہ ہو کہ غیبت صادر ہو جائے اور دنیا و آخرت کی خرابی لازم آئے لیکن اگر شیطان غالب ہو کسی سے کوئی گناہ صادر ہوا اگر وہ فقط اللہ کا حق ہے جیسے نماز وغیرہ چھوڑنا تو اس کا علاج یہ ہے کہ جناب باری کی خدمت میں توبہ کرے، سہوئی فرماتے ہیں :-

مخسب اے گناہ کر وہ خفتہ خیز بغیر گناہ آب چشمی بریز
 ”اے گناہ کرنے والے مت سو، بیدار ہو اور گناہ کی معذرت میں اشک بیزی کر“
 لیکن توبہ کے لئے ضروری ہے کہ دل میں گناہ سے ندامت ہو، زبان سے استغفار ہو اور ارادہ اس بات کا ہو کہ پھر کبھی ایسا گناہ نہ ہو گا، جب بندہ ان شرائط کے ساتھ توبہ کرے گا تو ضمانت کرے گا
 رباعی: باد آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ
 اگر کافر و گبر و بت پرستی باز آ
 ایں درگہ مادر گز نمیدی نیست صدار اگر توبہ شکستی باز آ
 ”تو کوئی بھی ہو کافر ہو یا آتش پرست یا بت پرست ہو پلٹ آ، ہماری بارگاہ ناامیدی کی بارگاہ نہیں ہے سو بار بھی اگر تو توبہ توڑ چکا ہے تو بھی کوئی پروا نہیں اب بھی واپس آ جا“

اور اگر اس گناہ میں بندے کا حق ہے تو فقط توبہ سے اس کا دفع نہیں ہو سکتا کیونکہ قیامت میں وہ شخص پکڑ سکتا ہے بلکہ اس میں ضروری ہے کہ جس بندے کا حق اپنے اوپر ہوا ہے اس سے بھی معاف کرائے اور چونکہ غیبت بھی بندہ کا حق ہے اور اس کا دفع بھی معص توبہ سے ممکن نہیں ہے بلکہ جس شخص کی غیبت کی ہے اس کی خوشنودی بھی ضروری ہے لہذا جانا چاہیے کہ غیبت میں جو حقوق ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے غیبت نہ کرو اور رسول علیہ السلام بھی کہتے ہیں کہ آدمی کو شہین کھاؤ اور غیبت کرنے والا امشہ اور رسول علیہ السلام کی مخالفت نہ کرنا اور شیطان کی تابعداری نہ کرنا ہے اس کا کفارہ یہ ہے

کہ غیبت کی سزا یاد کرے اور آنکھ سے آنسو بہائے اور زبان سے استغفار کرے ۵

کنزت کہ چشمِ مست اشکے بیار زبان دردِ بانست عذری بیار

”اب جب کہ تمہارے پاس آنکھ ہے تو آنسو بہاؤ اور منہ میں زبان ہے تو طہر مہر پیش کرو“

اور دل سے ندامت کرے اور اس امر کا ارادہ کرے کہ کبھی بھی غیبت نہ کرے گا اگرچہ جلا یا جاؤں جب

بندہ اس طرح کی دعا کرتا ہے تو خدا کا دریا ئے رحمت جوش کرتا ہے ۵

برق مضطر کی طرح ہوں بے قرار دیدہ گریاں ہے دائم اشکبار

دیکھئے کیا حال ہوئے کہ دکار حرفِ توبہ ہے زبان پر بار بار

اثر: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں ذکرِ خطیئۃ فوجل منہا غلبہ محبت

عندہ فی ام الکتاب — ”جو شخص گناہ کرے اور کہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے خوف کرے گناہ اس

کے نامہ اعمال سے مٹ جاتا ہے۔ (اس کو امام غزالیؒ نے ابواب التوبہ میں نقل کیا ہے ۵

بیا اے دیدہ تا یک دم برگیم تنم چہ خوش دل و غم یہ گرم

وے برجان پر حسرت بنالم زمانے بردل پر غم یہ گرم

”اے آنکھ تھوڑی دیر اپنے خوش دل و غم حیم پر دوگوں حسرت بھری جان پر تالہ وزاری

کہ لوگوں اور تھوڑی دیر اپنے غمزدہ دل کی یاد میں آنسو بہا لوں“

دوسرا حق بندے کا جس کی غیبت کی ہے اور اس حق کا کفارہ مختلف فیہ ہے کئی فرقے اور گروہ

اس باب میں مختلف ہو گئے ہیں۔

ایک فرقہ اس طرف گیا ہے کہ غیبت کا گناہ فقط توبہ سے معاف ہو جاتا ہے جس کی غیبت

کی ہے اس سے معاف کرانے کی ضرورت نہیں۔

ارشاد: حسن بصریؒ فرماتے ہیں: یکنیہ الاستغفار دون الاستحلال —

”غیبت کرنے والے کو فقط توبہ پر ناکافی ہے استعمال کی یہی جس کی غیبت کی ہے اس سے

معاف کرانے کی حاجت نہیں ہے“ (اس کو امام غزالیؒ نے باب کفارة الغیبتہ میں نقل کیا ہے اور

اسی مذہب پر بعض احادیث اور آثار بھی دلالت کرتے ہیں۔

ارشاد: عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں: اذا اغتاب رجل رجلاً فلا یخبر بہ ولم یکن

لیستغفر اللہ۔۔۔۔۔ ”جب کوئی کسی شخص کی غیبت کرے تو اس کو اپنے غیبت کرنے کی خبر دے بلکہ اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہے“ (اس کو سیوطی نے تفسیر درختہ میں نقل کیا ہے) دوسرا فرقہ کہتا ہے کہ قربہ کے علاوہ غیبت میں ضروری ہے کہ جس شخص کی غیبت کی اس کی تعریف کر دے اور جواب باری میں اس کے واسطے مغفرت چاہے (اور دعاتے خیر کرے جب غیبت کریں والا ان سب امور کو کرے گا تو غیبت کے گناہ سے نکل جائے گا، چنانچہ بعض احادیث اور آثار سے بھی یہی مطلب معلوم ہوتا ہے۔

ارشاد: مجاہد فرماتے ہیں: کفارة اکلا لحم اخیاک ان تثنی علیہ بغیر وقت وعلیٰ بجائی کے گوشت کھانے اور غیبت کرنے کا کفارہ یہ ہے کہ تو اس کی تعریف کر دے اور اس کے واسطے دعاتے خیر کر دے“ (اس کو امام غزالی رحمہ نے باب کفارة الغیبة میں نقل کیا ہے)۔

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: کفارة الغیبة ان تستقم لمن اغتبتہ۔۔۔۔۔ ”غیبت کا کفارہ یہ ہے کہ تو ہر اس شخص کے واسطے طلب مغفرت کرے جس کی تو نے غیبت کی ہے“ (اس کو درختہ میں بھی نقل کیا ہے)۔

تیسرا فرقہ کہتا ہے کہ غیبت کے محو ہونے کے واسطے علاوہ قربہ کے اس شخص سے معاف کرانا بھی ضروری ہے جس کی غیبت کی ہے خواہ اس شخص کو غیبت کی خبر پہنچی ہو یا نہ پہنچی ہو۔ چوتھا فرقہ کہتا ہے کہ اگر اس شخص کو غیبت کی خبر پہنچی ہو تو ضروری ہے کہ اس سے معاف کرانے اور نہ فقط استغفار پر اکتفا کافی ہے۔

تحقیق: راقم الحروف کہتا ہے کوئی مذہب عمدہ نہیں ہے بلکہ اس میں تفصیل ہے وہ یہ کہ جس کی غیبت کی ہے یا وہ زندہ ہے اور نزدیک ہے یا مر گیا ہے یا دور ہے اول صورت میں اس کو غیبت کی خبر پہنچی ہے کہ فلاں شخص نے ہماری غیبت کی ہے یا نہیں پہنچی ہے، اگر اس کو خبر پہنچی ہے تو یہ تو اس کو تفصیل معلوم ہے کہ فلاں نے ہماری غیبت فلاں فلاں عیوب میں کی ہے یا تفصیل معلوم نہیں ہے اور ہر صورت کا حکم علاوہ عمدہ ہے پس اگر اس شخص کو جس کی غیبت کی ہے خبر غیبت کی یا تفصیل معلوم ہو گئی ہے تو ضروری ہے کہ اس سے قصور معاف کرانے اگر اس سے ملاقات ہو سکتی ہو اس طرح پر کہ صدق دل سے اس کے پاس جائے اور اس سے کہے یا حضرت ہم نے فلاں فلاں امور میں

آپ کی غیبت کی ہے جیسا کہ آپ کو معلوم ہے اب ہم اس سے نام نہ ہوئے امیدوار ہیں کہ آپ ہمارے
 قصور کو معاف کیجئے آئندہ ہم کبھی آپ کی غیبت نہ کریں گے اور کسی سے آپ کی شکایت نہ کریں گے
 لیکن اس معاف کرنے میں شرط یہ ہے کہ صدق دل سے ہو کیونکہ اگر ظاہر میں اس سے معاف
 کر لیا اور دل میں نام نہ نہیں ہوا تو کچھ فائدہ نہ ہوگا بلکہ ایسے شخص کا شمار منافقین میں ہوگا اور اگر
 اس شخص کو جس کی غیبت کی ہے خبر غیبت کی بالاجمال معلوم ہے اور تفصیل غیبت سے واقف
 نہیں ہے تو اس سے تفصیل غیبت کہ ہم نے تمہارے قلال فلال میں بیان کئے ہیں بیان نہ
 کرے تاکہ اس شخص کی طبیعت طویل نہ ہو جائے بلکہ فقط اس سے اس قدر کہہ کر ہم نے آپ کی
 غیبت کی، آپ اس سے درگزر کیجئے اور قصور معاف کیجئے اور اگر اس شخص کو جس کی غیبت کی
 ہے خبر غیبت کی معلوم ہوئی ہو لیکن وہ شخص مر گیا ہے یا کسی دور شہر میں گیا ہو کہ اس سے ملاقات
 ہونا اور معاف کرنا ممکن نہیں تو لازم ہے کہ اس شخص کے واسطے استغفار کرے اور لوگوں کے
 سامنے اس کی تعریف کرے کہ شاید اللہ تعالیٰ اسی تعریف کے بدلے ہم کو نہ پکڑے اور وہ شخص
 ہم سے نہ جھگڑے اور اسی صورت کے واسطے مجاہد بنے کہا ہے کہ گوشت کھانے کا کفارہ دینا
 خیر ہے چنانچہ قول ان کا احوال العلوم سے منقول ہو چکا اور یہی مطلب ہے حدیث کا جو درنثر
 سے منقول ہوئی اور اگر اس شخص کو جس کی غیبت کی ہے خبر غیبت کی نہ پہنچی تو فقط استغفار جناب
 باری کے حشر میں کافی ہے اور ارادہ اس بات کا رکھنا کہ پھر کبھی ہم اس کی غیبت نہ کریں گے
 کافی ہے کیونکہ اس شخص کو غیبت کی خبر نہ کرنا موجب عداوت ہوگا اور بعض پیدا ہوگا اور یہی مطلب
 ہے عبد اللہ بن مبارک کے قول کا جو درنثر میں مرقوم ہوا اور اسی واسطے ابن سیرین نے جب
 ایک شخص کی غیبت کی اور اس کے بدن کی سیاہی کا عیب بیان کیا کہ وہ شخص کالا ہے تو فقط توبہ
 پر کفایت کی چنانچہ یہ حکایت بھی سابقہ عین العلم کی شرح ملا علی قاری سے نقل ہو چکی ہے
 احوال غیبت کے عہد ہونے کے واسطے دو امور ضروری ہیں ایک خدا سے توبہ کرنا چنانچہ سلیمان
 جبل حاشیہ جمل میں فرماتے ہیں کہ اس امر میں کسی کا خلاف نہیں ہے دوسرا امر مغتاب سے یعنی جس کی
 غیبت کی ہے قصور معاف کرنا اگر ممکن ہو کیونکہ اگر غیبت کرنے والا اس شخص سے قصور
 معاف نہ کرے گا تو یقیناً وہ شخص روز محشر میں دامن گیر ہوگا کیونکہ اس روز ادنیٰ ادنیٰ ظلم پر لوگ

جھگڑیں گے اور خدائے تعالیٰ کے سامنے فریاد کریں گے۔

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: یقتص الخلق بعضهم من بعض حتى للجلاء من القرني وحق للذرة من الذرة ————— ”قیامت کے روز ایک مخلوق سے دوسری مخلوق کے واسطے بدلہ لیا جائے گا، یہاں تک کہ جس سینگ الی بکری نے دنیا میں بے سینگ کی بکری کو مارا ہو گا اللہ تعالیٰ روزِ محشر میں بے سینگ کی بکری کو سینگ عطا کرے گا، اور اس کو مارنے کا حکم دے گا۔“

ہوئے گا آپس میں بندوں کا قصاص اس میں نساں کو نہیں ہے اختصاص
گر کوئی حیوان حیوان پر ستم کر گیا دنیا میں اس پر بس بے غم
بلکہ ایک ذرے کا دوسرے ذرے سے حساب ہو گا تر انسان کو کون پوچھتا ہے اس کو احمدؑ نے روا کیا ہے اور منذریؒ نے ترغیب وترہیب میں نقل کیا ہے

حکایت: حضرت عائشہؓ نے ایک عورت کو کہا کہ وہ زبان دراز ہے، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہؓ رضی اللہ عنہا تم نے اس کی غیبت کی تم کو لازم ہے کہ اس سے قصور معاف کرو (اس کو امام غزالیؒ نے کیا مائے سعادت میں نقل کیا ہے)

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: الغيبة اشد من الزنا ————— ”غیبت کا گناہ زنا کے گناہ سے زائد ہے“ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کس سبب! آپ نے جواب دیا: ان الرجل ليزني فيتوب فيتوب الله عليه وان صاحب الغيبة لا يغفر له حتى يغفر له صاحبه ————— ”کوئی آدمی جب زنا کر کے خدا کے حضور میں توبہ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرتا ہے اور غیبت کرنے والے کا ذمہ پاک نہیں جوتا جب تک کہ صاحبِ غیبت معاف نہ کرے (روایت کیا اس کو ابنِ مرددہؒ اور دُرّ ثورینؒ نے نقل کیا ہے)

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: من كانت له مظلمة لاجیه من عرضه او شئ فليمتحله منه اليوم قبل ان لا يكون دينا ودلا ودهم ان كان له عمل صالح اخذ من مظلمته وان لم تكن له حسنات اخذ من سيئات صاحبه فحمل عليه ————— ”جس شخص نے کسی پر کسی طرح کا ظلم کیا ہو خواہ عزت ریزی کی ہو یا مال میں چوری کی ہو چاہیے کہ اس کو

معاف کر لے قبل اس کے کہ قیامت کا دن آئے اس لئے کہ اگر اس شخص کی نیکیاں ہوں گی تو وہ اور لوگوں میں کی جہادہ لوگ فریاد کریں گے اور اگر اس کے پاس نہ ہوں گی تو لوگوں کی بدیاں اس کو ملیں گی اور اس دن کسی کے پاس نہ دراہم ہوں گے نہ دنانیر ہوں گے سب لوگ مفلس و محتاج ہوں گے۔
(اس کو بخاریؒ نے ابواب القصاص میں روایت کیا ہے)۔ سعدیؒ فرماتے ہیں ۷

بگذر آوری خواہش امروز کن کفسر و اماند مجال سخن

”گذر آوری کی خواہش آج ہی کر لے اس لئے کہ کل تو بات کرنے کی بھی گنجائش نہ ملے گی“

لطیفہ: چونکہ غیبت میں دو حق ہیں، ابو عاصمؒ کہتے ہیں کہ جب سے میں نے سنا ہے کہ غیبت حرام ہے تب سے میں نے کسی کی غیبت نہیں کی۔ اس کو دوسریؒ نے حیرۃ المیوان میں ذکر فیل کے ذیل میں نقل کیا ہے۔

لطیفہ: چونکہ زبان سے نہایت گناہ ہوتے ہیں اسی واسطے قضا جو ایک پرندہ ہے جب بولتا ہے کہتا ہے من سکت سلم۔۔۔۔۔۔ ”چونکہ شخص حضرات اور گناہوں سے سکوت کرے وہی سلامتی پائے گا“ اس کو صفوریؒ نے زمزمہ المجالس اور منتخب النقاٹس کے باب زکوۃ الاعضاء میں نقل کیا ہے۔

نصیحت: اہل زمانہ زبان کو نہیں روکتے ہیں، سلامتی کو چھوڑ دیتے ہیں۔ سعدیؒ ۷
کمال مت و نفس انسان سخن تو خود را بگفتار ناقص مکن

”انسان کے نفس میں سخن ہی کمال کی شے ہے تو اپنے آپ کو بجز اس کے کہ چھوڑ دیتے ہیں کہ“
لوگوں کی غیبت کرتے ہیں پھر ان سے معاف بھی نہیں کراتے ہیں بلکہ معاف کرنے کو عار جانتے ہیں قیامت کی دہشتوں پر غور نہیں کرتے ہیں، اپنے نفس پر ظلم کرتے ہیں احوال موت پر غم نہیں کرتے اپنی ذات پر غم کرتے ہیں اور دیر زمانہ سابق حساب قیامت کے اور مذاب ممات اسی قدر ڈرتے تھے کہ ان کے بدن رزتے تھے۔

حکایت: حضرت سلیمان علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سینے پر ایک روز چیونٹی چلی رہی تھی حضرت سلیمانؑ نے اس کو زہری پر چھیک دیا، چیونٹی نے کہا اے سلیمانؑ! کس واسطے اس قدر سختی کرتے ہو، کیا مالک زبردست کے حضور میں قیامت کے روز کھڑے نہ ہوں گے، جب یہ کہہ کر سلیمانؑ

نے سنا بے ہوش ہو گئے پھر جب ہوش میں آئے کہنے لگے، اے جیونٹی! میرے قصور کو معاف کر اس نے کہا تین شرطوں پر میں تمہارا قصور معاف کروں گی۔ پہلی شرط یہ کہ سائل کو جواب نہ دینا، دوسرے یہ کہ ازراہ فقر نہ ہنسنا، تیسرے یہ کہ فریاد کی فریاد نہ کرنا اور اپنے مرتبے کے مطابق فریاد ہی میں کمی نہ کرنا، جب سیلوان نے یہ تینوں شرطیں قبول کیں تو جیونٹی نے ان کا قصور معاف کیا۔
(اس کو صفوریؒ نے باب اجتناب الظلم میں اپنی کتاب نزہۃ المجالس و منتخب النعائس میں نقل کیا ہے)۔

اہل زمانہ کو لازم ہے کہ اپنے افعال سے توبہ کریں اور لوگوں کی غیبتوں سے باز آئیں، اور اگر کسی کی غیبت کریں تو اس سے معاف کرائیں، تاکہ محشر میں عذاب سے بچیں۔

ہے صالح جو قرآن میں قولِ خدا
تجھے اس کے معنی میں اب دوں تبا !
وہ صالح ہے جو کوئی توبہ کرے
گناہوں سے پھر اپنے الیاد سے
نہ ہو اس کو اس خوف سے پھر گناہ
رہے مگر بھرا پنا وہ رو براہ !



نویں فص

غیبت کے معاف کرنے کا بیان

معلوم ہونا چاہیے کہ جس کی کسی نے غیبت کی اس کا حق غیبت کرنے والے پر ہو گیا اور اس کا دعویٰ شکایت کرنے والے پر ثابت ہو گیا لیکن اگر غیبت کرنے والا اپنے فعل پر نادم ہو کر قصور معاف کرائے تو اس شخص کو چاہیے کہ اس کے قصور سے درگزر کرے اگرچہ معاف کرنا ضروری نہیں ہے کیونکہ اپنا حق چھوڑنا کسی پر واجب نہیں ہے اسی واسطے سید بن المسیبؓ فرماتے ہیں:

ارشاد: لا احل من ظلمتی ————— جو شخص مجھ پر ظلم کرے اس کے فعل کو میں کبھی اس کے واسطے حلال نہ کروں گا۔ کیونکہ حق باقی رہے میں میرا فائدہ ہے، اس کو احیاء العلوم میں نقل کیا ہے۔

لیکن محسنین اور متقین کی شان یہ ہے کہ لوگوں کے قصور سے درگزر کریں اور قیامت میں اس کا حساب نہ کریں اور اس معاف کرنے میں خدائے تعالیٰ کی خوشنودی ہوتی ہے کیونکہ شانِ خبابؓ بارگاہی کی یہی ہے کہ جب کوئی اس کے سامنے اظہارِ عاجزی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو گناہوں سے پاک صاف کر دیتا ہے، اسی واسطے منقول ہے۔

حکایت: حضرت زین العابدین بن الحسین رضی اللہ عنہما جب صبح کو مکان سے نکلتے تھے کہتے تھے: اللھم اقی تصدق الیوم بعوضی لمن یغتائبی ————— ”آج جو میری غیبت کرے اس کو میں نے اپنی عزت دے دی اور تصدق کر دیا، اس کی غیبت سے میں ناراض نہ ہوں گا، اس پر مواخذہ نہ کروں گا“ (اس کو دمریؒ نے حیوۃ المؤمنین میں خچر کے احوال میں نقل کیا ہے)۔

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ایعجز احدکم ان یكون کا بی ضمیمہ کان اذا خرج من بیتہ قال اللھم اقی تصدق بعوضی علی الناس ————— کیا عاجز ہے کوئی شخص اس امر سے کہ بڑے مثال پر ضمیمہ کی ہر شخص کو چاہیے کہ ابو ضمیمہ کے مانند ہو جائے

اس کا یہ حال تھا کہ جب اپنے گھر سے نکلتا تھا تو کہتا تھا، یا اللہ! آج میں نے اپنی عزت کو لوگوں پر تصدق کیا۔ اگر کوئی میری غیبت کرے گا تو میں اس سے دامن گیر نہ ہوں گا کیونکہ میں نے اس کے لئے غیبت کو حلال کر دیا (اس کو امام غزالی ص نے نقل کیا)۔

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان الجنة یا ابائنا لا ینخلها الا من عفا عن ظلمه — ”جنت میں ایک عظیم الشان دروازہ ہے کہ کوئی شخص اس دروازے سے نہ جائے گا مگر وہ شخص جو کہ اپنے ظالم سے درگزر کرے گا۔“

(اس کو صفوریؒ نے نزہۃ المجالس و منتخب النقائق کے باب للاحسان الی اللہ میں نقل کیا ہے)

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ثلاث من صنف حاسبہ اللہ حساباً یسیرا و ادخلہ الجنة برحمۃ قالوا وما ہی یا رسول اللہ یا بی انت قال تقطعی من حرمک و تقص من قطعک و تعفو عن ظلمک — ”تین خصلتیں ہیں کہ جو شخص ان کو کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے حساب میں سختی نہ کرے گا اور جنت میں بے جاگیر گا صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کونسی خصلتیں ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا کرو اس شخص کو جو تم کو محروم رکھے اور وصل کرو ان اقارب سے جو تم سے قطع تعلق کریں اور عفو کرو اس کے قصور کو جو تم پر ظلم کرے (اس کو طبرانیؒ نے روایت کیا ہے اور منذریؒ نے کتاب الترغیب والترہیب میں اور صفوریؒ نے نزہۃ المجالس میں نقل کیا ہے)۔“



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

دوسری اصل غیبت سننے کی بُرائیاں ۶

سمجھنا چاہیئے کہ جس طرح غیبت کرنا حرام ہے اسی طرح سننا بھی حرام ہے اور جب کوئی غیبت کرے اس کی غیبت کو سُن لیتا اور اس کو منع نہ کرنا اور مسلمان کی عزت ریزی پر خوش ہونا بڑا گناہ ہے۔

اثر: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الغیبة وعن اجتماع الغیبة — ”جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیبت کرنے سے اور غیبت سننے سے منع کیا ہے (اس کو آخری نے سیرۃ احمدیہ کے باب اوقات الاذان میں نقل کیا ہے) بلکہ جب غیبت سننے تو جہاں فعال اس پر ضروری ہیں پھلا فعل یہ کہ جب غیبت سننے تو اس شخص کے ساتھ جس کی غیبت ہوئی ہے بدگمانی نہ کرے اور جو ادوات بد اس کے مذکور ہوئے ہیں ان کو سچ نہ سمجھے اور اس کی برائی دوسروں کے سامنے نقل نہ کرے اور سمجھے کہ جس شخص نے غیبت کی ہے اُس نے ایک گناہ کبیرہ کیا ہے اس کے قول کا اعتبار نہیں ہے شاید اس کو غضاب سے عداوت ہوگی اس سبب سے اس کے احوال بد نقل کرتا ہے لہذا ناقلاً کا سچا ہونا یقینی نہیں ہے۔

دوسرا فعل: یہ کہ جب کسی کی غیبت سننے تو لازم ہے کہ خود غیبت میں شریک نہ ہو اور مسلمان بھائی کے زائد عیوب نہ کھولے بلکہ سمجھے کہ غیبت کرنے والا خدا کا معتبوب ہے اس کی موافقت سے ہم پر خدائے تعالیٰ خفا ہو جائے گا اور روزِ عشر میں عذاب دے گا۔

حکایت: ایک روز حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے مددگاروں سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص سوتا ہو اور اس کا تھوڑا سا ستر کھلا ہو تو آیا تم اس ستر کو چھپا دو گے یا باقی ستر کو بھی کھول دو گے، لوگوں نے کہا ہم مسلمان کے ستر کو جب کھلا ہوا دیکھیں گے تو اس کو چھپا دیں گے، حضرت عیسیٰ نے کہا جب تمہارے سامنے کوئی شخص کسی مسلمان کے عیوب کو آشکارا کرتا ہے تو تم لوگ

کہوں اس کے شریک ہو جاتے ہو اور باقی عیبوں کو بھی کھول دیتے ہو بلکہ لازم ہے کہ جب کوئی شخص کسی مسلمان کی غیبت کرے اس کے عیبوں کو ڈھانپ دو اور باقی عیبوں کو نہ کھولو یعنی غیبت کرنے والے کے شریک ہو کر تم بھی غیبت نہ کرو (اس کو فقیر ابو الیث نے باب الغیبت میں نقل کیا ہے)۔

حکایت: خالد ربیع کے سامنے لوگوں نے کسی کی غیبت کی، انھوں نے ان کو منع کیا، بار دیگر جب انھوں نے پھر غیبت کی تو خالد بھی شریک غیبت ہوئے پس خواب میں ان کو کسی نے سو رکا گوشت کھلایا۔

تیسرا فعل: یہ کہ جب مسلمان بھائی کی غیبت سے تو لازم ہے کہ اس مسلمان کی تریف کرنا شروع کر دے اور اس کی مدد کرے تاکہ غیبت کرنے والا غیبت سے باز آئے اور مسلمانوں کی غیبت نہ کرے وگرنہ قیامت کے روز اس کی ذلت ہوگی جس سے اُسے نہایت افسوس و حسرت ہوگی۔

حکایت: عبداللہ بن المبارک کی مجلس میں ایک شخص نے امام ابو حنیفہؒ کی غیبت کی ابن المبارک نے کہا اے شخص! تو ام کے عیوب کیوں بیان کرتا۔ بہ ان کی شان یہ تھی کہ ایک وضو سے پانچوں وقت کی نماز پڑھتے تھے اور یہی حال ان کا پینتالیس سال رہا (اس کو رد المحتار حاشیہ در مختار میں نقل کیا ہے)۔

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 من ذب عن عرض اخيه رد الله عنه ذاب النار يوم
 القيامة _____ ”جو شخص کسی مسلمان کی عزت ریزی

مسلمان بھائی کی غیبت دفع کرنے
 اور اس کی مدد کرنے کی فضیلت

سے منع کرے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے بدلے میں اپنا عذاب اس سے دفع کرے گا اور اپنی رحمت سے اس کو جنت میں لے جائے گا“ (اس کو منذری نے کتاب الترغیب والترہیب میں نقل کیا ہے)

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: من نصر اخاه المسلم بالغيب نصوا الله في الدنيا والاخره _____ ”جو شخص مسلمان بھائی کی اس کی پیٹھ پیچھے مدد کرے اللہ تعالیٰ اس کی مدد دنیا و آخرت میں کرے گا“ (اس کو ابن ابی الدینا نے روایت کیا ہے اور آخذی نے سیرۃ احمدیہ میں نقل کیا ہے)۔

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: من ذب عن عرض اخيه بالغيب كان حقا على الله ان يعتقه من النار _____ ”جو شخص مسلمان کی عزت ریزی سے لوگوں کو روکے گا اس کا گویا خدا تعالیٰ پر اس بات کا حق ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ سے آزاد کر دے گا“ (اس کو احمد بن حنبل رحمہ نے روایت کیا ہے اور منذری نے کتاب الترغیب والترہیب میں نقل کیا ہے)۔

حاصل بیٹ : حضرت شیخ المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : من اذل عندنا مؤمن وهو قنذر
 ینصر فلم ینصرہ اذل اللہ علی رؤس الاشهاد یوم القیامۃ — ”جو شخص کسی مسلمان کی ذلت
 ہوئی اور کسی کی ذلت ہوئی اور اس نے اس مسلمان کی باوجود قدرت کے کچھ مدد کی خدا تعالیٰ قیامت کے روز تمام
 خلائق کے درپردہ اس کو ذلیل کرے گا اور اس کے میوے کو کھوئے گا (اس کو ابو نعیم احمد بن محمد رحمۃ اللہ الاصفہانی
 نے روایت کیا ہے اور جلال الدین سیوطی نے جامع صغیر فی حدیث البیئر التذیری میں نقل کیا ہے)۔

خاتمہ : شارح جامع صغیر علامہ عزیزی لکھتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مدد کرنا کسی
 مسلمان کی حرام بلکہ گناہ کبیرہ ہے۔

حاصل بیٹ : ما من امر و یقتل امر و مسلماً فی موضع ینتہک فیہ حرمتہ و ینتقص
 فیہ من عرضہ الاخذ لہ اللہ فی الموطن یجب فیہ نصرۃ و ما من امر و ینصر مسلماً فی موضع یتنقص
 فیہ من عرضہ و ینتہک فیہ من حرمتہ الا نصرۃ اللہ فی موطن یجب نصرتہ —
 ”کوئی شخص جب کسی مسلمان کو ایسے مقام میں ذلیل کرتا ہے کہ جہاں لوگ اس کی عزت لے رہے ہیں ہر طرح اس کی
 شکایت کر رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کو ایسے مقام میں ذلیل کرے گا کہ جہاں اس کو اپنی عزت محبوب ہوگی یعنی
 مقام شہر میں اور جب کوئی شخص کسی مسلم کی اس مقام میں مدد کرتا ہے جہاں اس کی عزت ریزی ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ
 اس کو عین خلائق میں معزز کرے گا (اصلی کو ابوداؤد نے ابواب البر والصلۃ میں روایت کیا ہے)۔

حاصل بیٹ : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں : من حسی عرض اخیه فی الدنیا یحیث
 اللہ عز وجل ملکاً یحییہ عن النار — ”جو شخص دنیا میں اپنے مسلم بھائی کی عزت کو بچائے گا خدا
 تعالیٰ روز قیامت میں ایک فرشتہ اس کے ساتھ کرے گا کہ وہ فرشتہ اس شخص کو نار و دوزخ سے بچائے گا۔
 (اس کو ابی ابی الدین نے روایت کیا ہے اور منذری نے کتابا الترغیب والترہیب میں نقل کیا ہے)۔

حاصل بیٹ : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : من رد عن عرض اخیه رد اللہ عن وجہہ
 النار — ”جو شخص ایک مومن بھائی کی عزت ریزی کو رد کرے گا، جناب باری تعالیٰ قیامت میں اس کے
 منہ سے آتش دوزخ کو پھاوے گا اور اس شخص کو جنت میں داخل کر دے گا (اس کو ترمذی نے ابواب البر و
 الصلۃ میں روایت کیا ہے)۔

حاصل بیٹ : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں : من اغتیب عندا اخوہ المسلم فلم ینصرہ

وہو لیستطیع نہورہ ادرکہ انہ فی الدنیا والآخرۃ۔۔۔۔۔ جو شخص کے سامنے کسی مسلم کی غیبت ہوئی اور اس کی طرف باوجود قدرت کے مدد نہ ہوئی تو اللہ تعالیٰ اس گناہ کی سزا دہا دین میں دے گا (اس کو ابو الشیخؒ نے روایت کیا ہے، اُخذنی فی سیرۃ احمد میں نقل کیا ہے)۔

حکایت: ایک شخص نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں کسی کی غیبت کی دوسرے شخص نے اس کی طرف سے غیبت رد کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من دعن عوفی اخیہ کان لہ حجاب من النار۔۔۔۔۔ ”جو شخص کسی کی غیبت کر دے گا فیصل اس کا دوزخ میں جانے سے مانع ہو جائے گا۔“ (اس کو امام غزالیؒ نے باب حقوق المسلم میں نقل کیا ہے)۔

حدیث: المؤمن مرآۃ المؤمن المؤمن یف عہ ضیعتہ ویحطہ من ذرائعہ۔۔۔۔۔ ”ہر مومن دوسرے مومن کا آئینہ ہے جس طرح کہ آئینہ میں صورت معلوم ہوتی ہے اسی طرح ہر شخص کا عیب دوسرے کو معلوم ہوتا ہے کیونکہ اپنا عیب اپنی نظر میں ہر مومن ہوتا ہے اور ہر مومن دوسرے کو عیب کا ہائی ہر شخص کو چاہیے کہ دوسرے کی جان مال کو ہلاکت سے بچائے اور اس کی حفاظت کرے تاکہ کوئی کسی قسم کی شکایت نہ کرے، کئی نوع کی غیبت ذکر کرے (اس کو ابو داؤدؒ نے روایت کیا ہے) سہی فرماتے ہیں ۵

مکن میث دیوار غیبت کے بود گر پسین گوش وار د کے

”دیوار کے سامنے کسی کی غیبت ذکر ہو سکتا ہے کہ دیوار کے پیچے کوئی کان لگائے سن رہا ہو“

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: من ذب عن لحم اخیہ بالقیۃ کان حقاً علی اللہ ان یتقہ من النار۔۔۔۔۔ ”جو شخص کسی کو مسلمان کے گوشت کھانے سے روکے اللہ تعالیٰ اس کو آتش دوزخ سے آزاد کرے گا“ (اس کو بیہقیؒ نے روایت کیا ہے اور ولی الدین محمد بن عبد اللہ الخلیل تبریزیؒ نے مشکوٰۃ المصابیح میں نقل کیا ہے)۔

چچھا فعل: یہ کیفیت کرنے والے کو زبان سے امر بالمعروف کرے۔ اس کو غیبت کرنے سے منع کرے یا آنکھ سے اس کی طرف اشارہ کر دے یا ہاتھ سے کہہ دے کہ غیبت ذکر مسلمان کی شکایت نہ کرے

اگر ہم کہ نہا بنوا چاہ مست اگر خاموش بغیبت گناہ مست

”اگر میں دیکھ نہ ہوں کہ اندھے کے سامنے کنواں ہے تو اگر میں خاموش بیٹھا ہوں اس کی آگے بڑھنے سے نہ روکن تو میری غلطی ہے۔“ اگر منع نہ کرے کسی سلطان وغیرہ کا ڈر ہو تو اس مجلس سے اُٹھ کر چلا جائے اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو دل

سے اس کی غیبت کو براجانے اور راضی ہو کر چپ نہ بیٹھے۔

ارشاد: امام غزالی فرماتے ہیں: الساک شریک المغایب۔ ”جو شخص چپ بیٹھے اس کو غیبت کرنے والے کے مثل گناہ ہوگا“

حکایت: جب ابو نعیم رضی اللہ عنہ بسبب زنا سنگسار ہوئے تو ایک شخص نے دوسرے کہا اللہ تعالیٰ نے اس کے زنا کو چھپایا تھا لیکن خود اس نے اپنے عیب کو کھولا اور مثل کہنے کے مارا گیا، خباب رسول شہیدی علیہ وسلم نے اس کے قول کو سنا۔ راہیں مردار گدھے کو دکھ کر ان دونوں سے کہا تم اس گدھے مردار کا کھاؤ۔ انھوں نے کہا اس کو کون کھائے گا آپ نے فرمایا تم نے ابھی جو ابو نعیم کی غیبت کی وہ اس سے بدتر ہے اس کو ابن جان نے روایت کیا ہے اور منذری نے کتابا تہذیب التہذیب میں نقل کیا ہے پھر حضرت علی اللہ علیہ وسلم نے دو شخصوں کو غیبت کرنے والا بتایا حالانکہ ایک غیبت کا قائل تھا اور دوسرا سکتا تھا، لہذا معلوم ہوا کہ شیعہ والا بھی غیبت کرنے والے کا شریک ہے، لہذا لازم ہے کہ حتی الوسع غیبت کرنے والے کو منع کرے اور مجلس غیبت میں چپ ہو کر نہ بیٹھے۔ سعدی فرماتے ہیں:۔

گذر گاہ قرآن پندست گوش بہتان باطل شغیرن کوش

”کان قرآن و نصیحت کی گذر گاہ ہے اس سے غلط بہتان سننے کی کوشش مت کر“

اسی واسطے علماء اور صلحا مجلس غیبت میں نہیں بیٹھتے تھے اور غیبت کرنے والے کو منع کرتے تھے اگر مجلس سلطان کی ہو اور مسلمان بھائی کی مدد کر دیتے تھے اس کی دو ایک توجہ کر دیتے تھے۔

حکایت: ایک روز مجلس دعوت میں کہ واپس ابراہیم بن ادہم بھی تھے لوگوں نے دسترخوان پر کسی شخص کی غیبت کی فی الفور ابراہیم اٹھ کر چلے گئے۔ یہ حکایت پہلے گذر چکی تیرہ کلام سعدی سے اشعار بھی تحریر ہو چکے

حکایت: ابن تائب نے منقول ہے کہ ایک روز حجاج نے بھرہ اور کوفہ کے فقہاء کو بلوایا ہم لوگ واپس حاضر ہوئے اور حسن بھری بھی آئے، حجاج نے حسن بھری کی نہایت تعظیم کی اور اپنے پہلوں ان کے واسطے کر سی پھرائی، پھر حجاج نے لوگوں کے تہ کے شروع کئے یہاں تک کہ حضرت علی کا ذکر آیا حجاج نے حضرت علی کی شکایت شروع کی اور ہم لوگوں نے بھی حجاج کی موافقت میں غیبت شروع کی لیکن حسن چپکے بیٹھے رہے اور اپنے انگوٹھے کو دانت کے نیچے دبائے رہے، حجاج نے کہا یا حسن تم کیوں چپ بیٹھے ہو؟ کی شان میں تم کیا کہتے ہو؟ حسن نے کہا علی وہ شخص ہیں کہ ان کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا اور آپ ان کے ساتھ نہایت

احتتام

اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ کتاب ختم ہوئی، باوجود قلتِ فرصت کے راقم الحروف نے اس میں محنت و مشقت کی کوئی کسر اٹھانیں رکھی، اللہ تعالیٰ سے دست بردار ہوں کہ وہ اسے قبول و منظور فرمائے۔
اس کتاب کی تالیف کے وقت جو کتابیں میرے مطالعہ میں ان کی تفصیل یہ ہے:

- (۱) احیاء العلوم مؤلفہ امام ابو محمد غزالی (۲) تنبیہ الغافلین تصنیف شیخ مرقندی (۳) کتاب الآثار تصنیف امام محمد (۴) مسند امام اعظم تصنیف محمد خوارزمی (۵) نزہۃ المجالس منتخب الانس تصنیف عبد الرحمن صفوری (۶) کشف الغم عن احوال الامم تصنیف شیخ عبد الوہاب شعرانی (۷) حیاۃ الحمید ان تصنیف شیخ کمال الدین میری (۸) معنی العلم تصنیف محمد بن عثمان بن عمر طبری (۹) شرح علی العلم تصنیف ملا علی قاری (۱۰) گلستان (۱۱) بوستان تصنیف سعدی (۱۲) سنن ابو داؤد (۱۳) جامع ترمذی (۱۴) صحیح مسلم (۱۵) صحیح بخاری (۱۶) سنن ابن ماجہ (۱۷) حوطا امام مالک (۱۸) جامع الصغیر فی الحدیث البشیر النذیر تصنیف جلال الدین سیوطی (۱۹) شرح جامع الضمیر تصنیف شیخ علی بن شیخ احمد بن شیخ نور الدین بن محمد بن ابراہیم عربی (۲۰) مشکوٰۃ المصابیح تصنیف شیخ ابوالدین بن محمد بن عبد اللہ الخطیب تبریزی (۲۱) کتاب التزئیب التزیب تصنیف عبد العظیم مندزی (۲۲) خزائن الروایات (۲۳) تنویر الابصار (۲۴) در مختار (۲۵) رد المحتار حاشیہ در مختار تصنیف ابن عابدین شامی (۲۶) مطالب المؤمنین (۲۷) شرح صحیح مسلم تصنیف امام نووی (۲۸) تفسیر در مشورہ تصنیف سیوطی (۲۹) تفسیر کبیر تصنیف امام رازی (۳۰) تفسیر جلالین تصنیف علی اور سیوطی (۳۱) حاشیہ جلالین تصنیف سلیمان جلی (۳۲) تفسیر معالم التزیل تصنیف محی السنہ بنوی (۳۳) تفسیر مظہری تصنیف قاضی شمار اللہ بانی تہی (۳۴) بوزانیہ (۳۵) تاتارخانیہ (۳۶) حاشیہ طحاوی بر در مختار (۳۷) اشعۃ المعانی شرح مشکوٰۃ (۳۸) مرقاۃ شرح مشکوٰۃ (۳۹) تاریخ ابی خلیکان (۴۰) جواہر التفسیر تصنیف صاحب تفسیر جلیبی (۴۱) مدارج النبوة تصنیف شیخ عبد الحق محدث دہلوی (۴۲) نفحات الانس تصنیف مولانا جامی (۴۳) تذکرۃ الاولیاء (۴۴) کیمیائے سعادت تصنیف امام غزالی (۴۵) روضۃ الواعظین تصنیف ملا معین مسکین ہروی صاحب معارج النبوة۔

میں نے اس امر کا التزام کیا ہے کہ ہر حدیث، حکایت، اثر، ارشاد اور لطیفہ کا نشان کتاب سے لکھا اور باب کا پتہ بھی درج کیا کیونکہ جو حدیث وغیرہ کتاب الغیب میں ہے اس کی تحریر باب کی ضرورت نہیں تھی اور تحسین مضمون کے واسطے اشتراک قاری، ہندی اور عربی مع ترجمہ کئے گئے اور اس کتاب کی تصنیف سے فقط لوگوں کی نصیحت منظور ہے اس واسطے کہ انہی تک کوئی رسالہ غیبت میں عام فہم اس تفصیل سے کسی نے نہیں لکھا اگرچہ مفتی محمد عاریت

مروج نے اس باب میں ایک رسالہ کھلبے لیکن تا اس زمانہ وہ رسالہ میری نظر سے نہیں گذرا اور اگر مجھ کو اظہار علم منظور ہوتا تو کوئی کتاب عربی میں لکھتا تا کہ میرا نقل ظاہر ہوتا۔ اب امید نیک نضلت لوگوں سے یہ ہے کہ اس کتاب کو سن اول لائی آخرہ ملا سند فرمائیں نصیحتوں پر غور کر کے اپنے نفوس کو پاک فرادیں۔

فلست نصیحتك ان قبلت نصيحتي فالنصح اعلى ما يباع ويوهب

ہمارا کام سمجھنا ہے یا رو اب آگے چاہو تم مانو نہ مانو

انشاء اللہ تعالیٰ اس کتاب سے عام لوگ بہت مستفید ہوں گے اور علماء بھی منظور ہوں گے۔ تارین

حضرات سے میری اپیل ہے کہ اس بندہ کنگار کے واسطے حسن عاقبت کی دعا کریں۔ اللہم اغفر لی ولوالدی

ولا قاری ولا سادتی ولشیوخی ولا حبابی ولقبائلی ولن لہ حق علی ولن اغتبتہ ولن اغتابنی ولن اذنی و

لن کتب ہذہ الرسالۃ ولن طبع ہذہ الرسالۃ وشہہا ولن نظری ہذہ الرسالۃ واستفاد من ہذہ العجاۃ المتی

وامت والدی بجز الہی الخار علی اللہ علیہ وسلم ولی الہ واصحابہ ازواجہ بناتہ وزبیاتہ وعترتہ ومن تبعہ

اللہم انی قد الفت ہذہ الرسالۃ لا للدنیا بل للددین فاجعلہا لوجہک یا صبیح واجعلہا ناقصۃ لمن نظروہا وفکرہا

واعلم لمن نقلت عنہ فی ہذہ الرسالۃ حدیثا او اثرا وارشادا وادعیر ذلک اللہم اتاعبادک المجرمین ان

تودنا فمن یرحمنا ونحن فی رحل من ذنوبنا انت العواد بالمعقبات ونحن العوادون بالذنوب اللہم فارحم علینا

یوم لا یرحم الا انت امت الاحیاء منامع حسن العاقبۃ والعاقبۃ ونجنا من عذاب بیت المکنۃ

بیت الوحشۃ وجنبتنا من ظلمت بیت الغریۃ ومن عقارب بیت الہیبۃ ومن احوال المشریوم

العوض الاکبر واجعلنا من رفقاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فانی احبہ کما تحب ترضی ولا تناقشنا فی الحساب

اللہم امرتنا فترکنا ونحبنا من الغیبۃ وغیرہا من اصفاء الذنوب فادکبتنا وحسبنا رجائنا و

نحشیتنا اللہم یا من ہر ارحم من کل راحم ادخلنا الخیرۃ بغير حساب وسهل علینا الجواز علی الصراط

یوم العذاب ووفقنا للصالحات وجنبتنا عن الیات اللہم انک قلت واذا سأل الذعیای عنی

فاقرب قریب قیام من هو اقرب من جل الوریث یا مجید تب علینا واجعلنا من اتناجین الابرار یوم القیمۃ

ومن الصالحین الاخیار یوم الندامۃ اللہم تقبل منا وعادنا بجرمتہ من هو مولانا ین تقبلی ذنوبنا

وتستر عیوبنا بہ تحطوا زارتنا اللہم اتاجعلنا حبیبک صلی اللہ علیہ وسلم وسیلتنا فلا تطردنا

امین امین یا رب العلمین صلی اللہ علی خیر خلقک سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین ہ

چمارشنبہ ۳ جمادی الاولیٰ ۱۲۸۳ھ ہجری، مقام حیدرآباد دکن

حافظ ابوالحسنات محمد عبداللہی لکھنؤ

مرثیہ حالات عدت آیات

متمضمّن تاریخ وفات علامۃ منقول و معقول قد کات وارثا لدین الرسول عالم
شہریت یمانۃ آیت من آیات اللہ و آیتہ کریمہ سلام علی عبادہ الذین الصلّٰتی بر صدق تاریخ و فاتی
گواہ جامع کمالات قدسی صفات ابو الحسنات مولانا محمد عبدالحی صاحب رحمہ اللہ
الواہب منظر مہ خاکسار ایچ خان دبستان ہیچر نشاسی اقل الاناسی محمد عبدالحی مدرسی

متخلص بہ آشمنی مصحح مطبع نظامی عفا عنہ اللہ السامی

اَیُّ عَیْشٍ هَٰذَا وَ عَیْشٍ اَیْشٍ
اِنَّا الْعَیْشَ عَیْشَ الْجَنَابِ

اے عیشِ دنیا نہیں ہے جائے ثنات
بدتر از موت ہے یہاں کی حیات

اِس جہاں میں ہے لطف و عیش اس کو
جس نے ماری ہے اس جہاں پر لاف

فَاتَرُکُوا کُلَّ مَا بِہِ شَرٌّ
بَلْ خُذُوا کُلَّ مَا بِہِ خَیْرٌ

نفس کی شہوتوں سے باز آؤ
حرص و کرود پر اپنی سب شہوات

جہیں دنیا کی سرسبزین پر شر
یہ وہ پرزہ کن نیر سنجات

اِیُّ حَیٰ حَیٰتِہٖ تَحُلْکَ
اِیُّ نَفْسٍ مَّاتَہَا لَمَ یَا ب

جو ہے دنیا میں حیات وہ میت ہے
ای نفس مہاتہا لم یات

مگر اللہ حق ہے اور ستیوم
یہ سب احیاء حقیقاً اموات

یَتَّهِمُوا النَّفْسَ اَیُّہَا الْخَلْقُ ن
ہے اس کی ہمیشہ باقی ذات

ایک دن جائے گی بدن سے روح
یَتَّهِمُوا النَّفْسَ اَیُّہَا الْخَلْقُ ن

ایسے مرنے پر جیتے ہیں افسوس
ایک دن آئے گی اے سکران

وہوہذا الْحَدِیْثُ مَوْذُوْنًا
ایسے جینے پر مرتے ہیں بہیات

جہیں انجام ہیں و دور اندیش
اَلْکَرْدُ اَوَّلُ وَ کُوْہَا ذَرُ الْقَدَات

پس اتنی کہ لئے نبی نے کہا
موت کو یاد کرتے ہیں دن رات

فَاعْلَمُوا اَنَّکُمْ مِیْنَ الْمَوْتِ
ان پر نازل ہوا فضل العقول

کیا ہی بہتر ہے پندیں یہ حدیث
کَالِکَ کُلِّ مُتَمَكِّیْنَ بِالذَّات

فاظر اب تو چونک جاؤ ذرا
بہترین مواظ و خطبات

رکھو ہر دم زبان پر ذکر مات
رکھو ہر دم زبان پر ذکر مات

یا ذالک العجبتہ خانہ ابن جریر نے اس حدیث کو روایا ہے کہ معاذ بن جبل بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما کر
الانبیاء من البعاد و ذکر الصالحین کما ذکر کلکرات ہذا و ذکر القدریم کم من الجنۃ و راد اللہ فی مسما اللہ و ذکر

اے اسی حدیث مختلف ہے لے جیسا کہ بخارہ کی حدیث میں وارد ہے لا عیش الا عیش الاخرۃ لے مرت ناگہانی لے ہا ذم

كَمْ مِنْ ابٍ يَحْيَىٰ فِي الْمَحْيَا
 پھر تو مشہور ہو گئی یہ خبر!
 ہو گیا دوپہر تک ایسا ہجوم
 كَمْ مِنْ ابٍ عَلَيْهِ قَدْ صَلُّوا
 تھی نماز جنازہ میں ان کے
 تھا جنازہ ہجوم میں غائب
 نَهَتِ النَّاسُ كُلَّهُمْ لَهْفًا
 آہ کرتے تھے سب بڑے پھوٹے
 کوئی کہتا تھا ہائے عبد الحمی
 اَيُّ مَنْ مِثْلُهُ قَدْ اَعْطَاهُمْ
 ان کے مرنے سے مر گئے طلبہ
 کون ان کا ہے استاد شفیع
 فَلَيْذًا كَانَ لَدُنْهُ يَأْتِي
 کس جگہ میں سبق طبق دونوں
 کون ہے ان کا اب خبر گیر!
 اِنَّ لِيْلًا هِلِينَ نَازِلَةً
 اہل علم اک ذاک بلا میں ہیں
 آہ دنیا میں خوش نہیں علماء
 اَيُّ مَنْ كَانَ يَخْتَلِفُ الْفُتَيَا
 طالبوں کو پڑھائے گا اب کون
 کون ہے گاہزاروں استفسار
 اَيُّ مَنْ فِي الْعُلَمَاءِ مُجْتَبَهُ
 کون عالم میں ایسا عالم ہے
 کہ کس کے ہیں اس قدر شاگرد
 اَيُّ شَيْءٍ كَمِثْلِهِ حَقٌّ

کان یوم السمات کَمَقَاتِ
 شہر کیا قصبہ جات کیا دیہات
 جس طرح حج میں مجمع عرفات
 فَهَآءَ بَعْدَ مَرَّةٍ مَرَّاتِ
 بے عدد بے شمار مصلوات
 ہوئی حاصل کسی کو کب یہ بات
 وجوت من عینہم عبادات
 روتے تھے سب ذکر و ستورات
 کوئی کہتا تھا وائے بوالہنات
 کُلُّ وَاقِتٍ مِنَ الْفُرْدِ سَمَاتِ
 کیا کچھ ان کے دلوں پر ہیں صدمات
 کون ان کا ہے مرجع حاجات
 کُلُّ مَنْ فِي الْبِلَادِ وَالْقَمَایَاتِ
 ہیں کہاں طالبوں کے مطلوبات
 مع صرف لباس و ماکولات
 اِنَّ اَهْلَ الْعِلْمِ فِي الْعَاهَاتِ
 پیش آتے ہیں ان کو مخدورات
 یہی اکثر ہیں موردِ آفات
 اَيُّ مَنْ كَانَ يَذْقَعُ الشَّيْءَاتِ
 کون اب حل کرے گا مشکل بات
 کون دے گا جواب مسولات
 اَيُّ مَنْ فِي الْفُنُونِ ذُو الْمَلَكَاتِ
 کس کے ایسے بلند ہیں درجات
 کہ کس کی ہیں اتنی تصنیفات
 اَيُّ حَقٍّ كَمِثْلِهِ قَدْ مَاتِ

آتے ہیں
 حقیقی حیات
 حقیقی آفات
 روزِ ستورین کے ساتھ
 حیات
 حیات
 حیات

کس کی ایسی ہی دین میں برکات
 کس کی ایسی ہوئی حیات و مہمات
 صاحب البینات والایات
 کیا ہی حاصل تھیں ان کو معلوات
 ان کو معلوم سب تھے مجہولات
 مِنْ مَبَادِی عَوَاضِ الْخَدَائَات
 تھے وہ کتاب سرایا مآ
 علم اگر سقت تھا تو وہ مرتقات
 مَنْ يُعَاكِبُهُ فِي هَوَا الْحَسَنَات
 عالم و عامل و کریم الذات
 کس میں ہیں جیسے ایسی یک صفات
 لَاحِظٌ بَدْرُ الْجَمَالِ فِي الْوَبِنَاتِ
 حسن سیرت میں احسن العادات
 کیا کہیں چھوٹا نہ بڑی ہے بات
 نَاطِقٌ بِالطَّبَعِ اقْصَمُ الْكَلِمَاتِ
 بات ان کی مثل قند و نبات
 مسکرا کر وہ کرتے تھے ہر بات
 ذَاكَ فَضْلُ الْإِلَهِ مِنْ نِعَمَاتِ
 واقف کلیات و جزئیات
 تھے وہ تمامہ جمیع کمالات
 قَهْمٌ مَعْنَاهُ غَايَةُ الْغَايَاتِ
 موج بحر لغات و مصطلحات
 رمز فہم معارف و نکرات
 وَاسْتَنَارَتْ بِنُورِ الظُّلُمَاتِ
 شاہ ذیشان ملک معقولات

کس کے ہیں دنیا میں فیوض الیہ
 کس کا شہر ہے شرق سے مائز
 اَيْنَ مَنْ كَانَ وَمِثْلُهُ عِلْمًا
 جس نے جو پہنچا کہہ دیا فوراً
 نظری ان کو سب بدیہی تھے
 اَيْنَ كَلْبُ النَّفْسِ يَتَشَفَّيْنَا
 تھے وہ حلال عقد لا تحیل
 فن اگر قتل تھا تو وہ مفاح
 مَنْ يُضَاهِيهِ فِي سَبَاقِ الْخَيْرِ
 کون ہے ایسی جامعیت کا
 ایسا خوش خلق ہے کہا فاضل
 فاح مسلک المختار فی فیہ
 حسن صورت میں احسن المنظر
 کیا لکھیں ان کے ہم محاسن کہ
 حَاطَ طَبْعًا مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ
 تھے وہ شیریں کلام و خندہ دہن
 ہر کسی سے بخندہ و پیشانی
 اَدِقُّ الْفَضْلَ وَالتَّقَى طَرًّا
 کاشف معنی قروع و اصول
 تھے وہ علامہ جمیع علوم
 عَلِمُوا كَوْنَهُ غَايَةُ الْحَقِيقِ
 ادب چرخ معالی و الفاظ
 نکتہ دان صنائر و آلام
 فَاهْتَدَى الْخَلْقُ مِنْ هَذَا يَتَبَّ
 صدر الیوان منصب تدریس

لہ طب یافتہ و نانا و ابرو حکیم لہ مذہب لہ رخسار لہ حوط بغال رکشا لہ پکڑنا اختیار کرنا

مہربان ادب متقلات
 فِيهِ ضَاعَتْ اشْعَةُ الْمَنَعَاتِ
 ہوتے تھے واردان پر المات
 تھے جمال و کمال کے شکات
 لَمْ يُضِعْ سَاعَةً مِنَ السَّاعَاتِ
 طلبہ اور مشائخ اور سادات
 گرمی ہو خواہ جاڑ یا برسات
 بِعُلُومِ الرِّجَالِ وَ الطَّبَقَاتِ
 ازبر تھے ان کو جملہ مرویات
 جانتے تھے سمجھنے کی کیفیات
 فَهُوَ مِنْ مَنَكِ الْمَدِيحِيَّاتِ
 علماء پر ہیں لیے احسانات
 تھے وہ بحر فیوض انعامات
 واحْتَوَى طَبْعُهُ طَبْعِيَّاتِ
 ان کو ازبر تھے سب الہیات
 اور بھی حفظ تھے ریاضیات
 هَذِهِ جُمْلَةٌ مِنَ الْمَجَلَّاتِ
 اور حدیث ان کی تھی حدیث ثقات
 تھی قراءت، قراءت آیات
 فِي اقَاةِ الْأُمُورِ وَالطَّلَاعَاتِ
 دور تھے ان سے جملہ منہیات
 ہوئی اس میں ہی آخر ان کی نجات
 ذَاكَ وَسَطُ الطَّرِيقِ فِي الْحَسَنَاتِ
 بامتناہی تھے اور بے مغفوات
 بین بین ان کے تھے سبھی حالات

بدور و خالی آسمانی علوم
 صَدْرُهُ شَوْحُ مَتْنِ عِلْمِ الدِّينِ
 عالم قدس کے موارد سے
 تھے کمال و جمال کے مصباح
 كَانَ بِالْعِلْمِ شَغْلُهُ أَمِيدًا
 مستفیدان سے ہوتے تھے ہر روز
 ان کے ہر وقت فیض جاری تھے
 مَنْ لَهُ مِثْلُهُ سِدُّ طَوْلِي
 یاد تھے ان کو راویوں کے نام
 کیسا حاصل تھا ان کو علم سیر
 مَنْ أَقْبَى بِالْجُودِ رَفَعْتُمْ
 ان کی تصنیف اور تحشیہ سے
 تھا خداداد علم و فضل ان کا
 فَهُوَ ثَلَاثِي الْمَعْلَمِ الْأَوَّلِ
 فنی حکمت میں شیخ وقت تھا وہ
 تھی اشعارات اور شفا بھی یاد
 كَيْفَ أَدْرَاكَ عِلْمُهُ تَحْصِي
 فقہ تھی ان کی فقہ مجتہدین
 اور تفسیر ان کی تھی تفسیر
 لَمْ تَرَ الْبَيْنَ شِبْهَهُ عَيْنًا
 تھے وہ نزدیک سب احوال سے
 حتیٰ کہ مرضی میں ان کی مرضی تھی
 إِنَّ حَيْدَ الْأُمُورِ أَوْ سَطْهَا
 بے تعصب تھے اور بانصاف
 نہ تھی افراط ان میں اور تفریط

قَلْبُهُ بِالصَّغَاءِ كَالْمِرَاتِ
 معرفت کے بھی ان کو تھے جذبات
 جیسے مرأت ہوں مریات
 وَ لَعَمْرُؤُا يَتْلُو مِنَ الْآيَاتِ
 اور کرامت کے ان میں سب سمجھتے
 سب تھے ان کے فضائل و برکات
 دَفَعَ الشَّكَّ بِالْيَقِينِيَّاتِ
 دغ کرتے تھے سب کے شبہات
 پیرا ہیں وحل اشکالات
 فَاشْرَ الْمَدِينِ جَامِعِ الْأَشْيَاءِ
 واعظ خوش بیاں دینیات
 دافع شرک وقانع بدعات
 عَجَزَتْ عَنْ مَدِيحِهِ اثْبَاتِ
 سبھی کرتے ہیں ان کی تعریفیات
 بہتر اس جا ہے نطق سے اسکات
 قَالَ أَيْضًا لَهُ مِنَ الدَّعَوَاتِ
 ذکر تاریخ و فکر سال و فوات
 کہا قدسی صفات ابو الحسنات
 خَالِدًا فِي الْقُصُورِ وَالْعُرُقَاتِ
 خواستم ہم پیار سی کلمات
 گفت با خلق بود ابو الحسنات
 إِنَّهُ قَالَ شَافِعُ يَعْصَاتِ
 صودی و معنوی ست سنورات
 کہ حدیث آمد ایں سنین مہات

طَبْعُهُ فِي الْجَلَاءِ كَالْبَيْضَاءِ
 عمل ان کا حساب شریعت پر
 ظاہر و باطن ان کا کیاں تھا
 عَاشَ فِي الْفَيْضِ رَحْمَةً لِلْخَلْقِ
 تھے ولایت کے ان میں سب احوال
 علماء کہ جو چاہیں باتیں
 مَا رَأَيْنَا كَمِثْلِهِ أَحَدًا
 و غلطیں درس میں کتابوں میں
 امر حق کو وہ کرتے تھے ثابت
 نَاصِرُ الشَّرِيعِ مُقْتَدِ الْإِسْلَامِ
 حاجی و حافظ کلام اللہ
 صاحب درس و مفتی احکام
 خَرَسَتْ عَنْ بَيَانِهِ لُسُنُ
 میں کلمات بے شمار ان کے
 ان کے اوصاف سے ہے نالغہ لال
 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ رَأَيْمَانًا
 العزض سب زبان و دل نے کیا
 پوچھا روح القدس اُس نے
 رَبِّ أَدْخِلْهُ جَنَّاتِ الْمَأْدَى
 شد چہ تارہ بخش اردو و عربی
 گفتش کہ چگونہ بود سخن
 مَوْتُهُ كَانَ ثَلَاثِينَ فِي الدِّينِ
 سلخ اول ربیع سالی چار
 شدہ مصداق تحکمہ فی الدین
 ۱۳۰۷ھ

تہذیب
 این
 فہم
 لہ
 رب
 امتار
 سورۃ

تَمَّتْ بِالْخَيْرِ

ابو ظہر عبد المکرم خوشنویس